ارمغانِ حج

حدیث کے ایک طالب علم کا سفرنامہ



تالیف

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی

ناشر انجمن خدام الاسلام (حنفیہ قادریہ) رجسٹرڈ لاہور پاکستان فون: 6846529

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث کے ایک طالب علم کا سفرنامہ

ارمغانِ حج

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی

نام کتاب .... ارمغان حج
تالیف .... ڈاکٹر محمد اکرم ندوی مدظلہ
کمپیوٹر کمپوزنگ .... الرحمٰن کمپیوٹرز لاہور
ضخامت .... 256 صفحات
تاریخ اشاعت .... دسمبر 2004ء
ناشر .... انجمن خدام الاسلام رجسٹرڈ حنفیہ قادریہ
لاہور پاکستان

......چند ملنے کے پتے......

☆ جامعہ حنفیہ قادریہ 285 جی ٹی روڈ لاہور
☆ مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
☆ عمران اکیڈمی 40/B اردو بازار لاہور
☆ ظفر بک سنٹر، باغبانپورہ لاہور
☆ دارہ تالیفات ختم نبوت کتاب مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ المصباح اردو بازار لاہور
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد
☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

فہرست مضامین

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام "ارمغان حج" محترم جناب ڈاکٹر محمد اکرم ندوی زید مجدہٗ[1] کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے اپنے سفر حج میں گزرنے والے ایام کی روداد پیش کی ہے۔ سفر حج ویسے تو ہر کسی کا یادگار ہی ہوتا ہے لیکن اس سفرنامۂ حج میں ڈاکٹر محمد اکرم ندوی صاحب نے اپنے ذوق کے مطابق حج کے ساتھ ساتھ اس موقع پر حرمین میں آئے ہوئے دنیا کے مختلف ممالک کے شیوخ الحدیث علماء کے ساتھ ملاقاتیں کر کے اپنے سفر حج کو حدیث کے طالبعلم کا سفر بنا لیا۔ جس کے پڑھنے سے قرون اولی کے ان بزرگوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو کسی حدیث کے متعلق جب سنتے کہ اس کا راوی فلاں محدث ہے اور فلاں ملک کے فلاں شہر میں مقیم ہے تو سفر کر کے اس کے پاس پہنچتے اور اس سے حدیث بھی پڑھتے سنتے اور اس کی اجازت بھی لیتے اور حدیث کے طالبعلم کیلئے ذوق ہونا بھی ایسا ہی چاہیے تاکہ وقت آنے پر اس کو سند حدیث کے ساتھ روایت کر سکے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے علم وفضل اور قرابت رسول ﷺ سے کون واقف نہیں اس کے باوجود حصول علم حدیث کا ذوق اس ایک واقعہ سے کتنا اجاگر ہوتا ہے۔ مستدرک حاکم فضائل ابن عباسؓ میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک انصاری سے کہا کہ آنحضرت ﷺ وفات پا گئے ہیں

[1] ڈاکٹر صاحب کا مختصر تعارف اسی کتاب میں حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے اگلے صفحات میں کرادیا ہے۔

ابھی آپ کے اصحاب زندہ ہیں چلو ان سے تحصیل علم کریں، انہوں نے کہا کہ ابن عباسؓ! مجھ کو تم پر حیرت ہو رہی ہے، تم دیکھتے ہو کہ لوگ علم میں خود تمہارے محتاج ہیں، پھر تم دوسروں کے پاس جاتے ہو، یہ جواب سن کر ان کو چھوڑ دیا اور تنہا جہاں کہیں سراغ ملتا کہ فلاں شخص نے آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے، فوراً مشقت اٹھا کر اس کے پاس پہنچتے اور ان کو اطلاع دیتے وہ گھر سے نکل آتا (بعض اوقات اطلاع بھی نہ دیتے گھر کے باہر چادر بچھا کر بیٹھ جاتے یا لیٹ جاتے) اس سے کہتے کہ تم نے آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے وہ کہتا کہ اے ابن عم رسول آپ نے کیوں زحمت فرمائی، کسی دوسرے کو بھیج دیا ہوتا، کہتے کہ نہیں یہ میرا فرض تھا اس طریقہ سے عرب کے گوشہ گوشہ سے ایک ایک دانہ چن چن کر خرمن علم کا انبار لگایا، جب ان کے فضل وکمال کا چرچا زیادہ ہوا تو اس وقت اس انصاری نے جنہوں نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا تھا ندامت کے ساتھ اقرار کیا کہ ''ابن عباسؓ ہم سے زیادہ عقل مند تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے بھی حدیث کے طالبعلم کی حیثیت سے اس سفر حج میں مختلف شیوخ کی خدمت میں حاضری دیکر حدیث کی اجازت حاصل کی ہے اور ڈاکٹر صاحب کا یہ ذوق ہے کہ ایسے شیوخ کی خدمت میں پہنچتے ہیں۔

انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ رجسٹرڈ علماء حق علماء دیوبند کا ایک مصدقہ ادارہ ہے اور اس ادارہ کو اس کی راست گوئی اور اپنے اکابر کی صحیح ترجمانی کی وجہ سے اپنے اکابر کی سرپرستی حاصل رہی اور ایک دور میں امام الاولیا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت مولانا محمد اسحٰق قادریؒ اس کے سرپرست رہے، اور اب یہ ادارہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ اور ان کے فرزند اور

مسند حدیث کے وارث عظیم مذہبی سکالر حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ اور حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ اٹک والوں کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے انجمن کے زیر اہتمام کئی مساجد اور مدارس دینی وفلاحی کام میں مصروف ہیں ایک ہسپتال کی بنیاد رکھی جا چکی ہے جس کی تعمیر کیلئے دو کروڑ روپے کی خطیر رقم درکار ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ غیب سے اسباب پیدا فرمائے تاکہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

نیز انجمن کے زیر اہتمام اس وقت تک مندرجہ ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) سورۃ بقرہ مع حاشیہ وترجمہ (۲) خطبات دین پوری ۴ جلد (۳) التعوذ فی الاسلام یعنی جادو کی حقیقت (۴) مجموعہ خطبات (۵) الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی (۶) تذکرہ محبوب کبریاؐ مع تذکرہ سیدنا حسینؓ (۷) تجلیات رمضان المبارک (۸) انوار الصحابیات (۹) نایاب موتی (۱۰) نبوی دعائیں (۱۱) احکام و مسائل رمضان مختصر رسالہ (۱۲) احکام قربانی مختصر رسالہ نیز حضرت مولانا محمد اسحٰق قادری فاضل دیوبندؒ کے تفسیری حاشیے کے ساتھ قرآن مجید مترجم زیر طبع ہے۔

دعا ہے کہ اللہ کریم ڈاکٹر محمد اکرم ندوی زید مجدہٗ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ان کے لئے اور ناشر کیلئے ذریعہ نجات بنائے اور علماء وطلباء میں علم حدیث کا شوق زیادہ فرمائے آمین۔

فقط

قاری جمیل الرحمٰن اختر فاضل وفاق المدارس العربیہ

امیر انجمن خدام الاسلام رجسٹرڈ

موبائل: 0300 9496702

نحمده تبارک وتعالىٰ ونصلي ونسلم على رسوله
الكريم وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين

حرمین شریفین کی حاضری کسی بھی مسلمان کی زندگی کی سب سے بڑی تمنا ہوتی ہے اور کروڑوں مسلمان ہر دور میں یہ حسرت دل میں لیے آخرت کی منزل کو سدھار جاتے ہیں جبکہ لاکھوں خوش نصیب مسلمانوں کو ہر سال حاضری کی یہ سعادت نصیب ہوتی ہے اور وہ اپنے قلب وبصر کو بیت اللہ المعظم اور روضۂ اطہر علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی زیارت سے شاد کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا ایک پہلو تو ثواب اور فضیلت کا حصول ہے کہ مکہ مکرمہ میں حج اور عمرہ کی ادائیگی ہوتی ہے۔ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور شعائر اللہ کی تعظیم کا شرف حاصل ہوتا ہے جبکہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی حاضری پر ایک نماز کا ایک ہزار یا بعض روایات کے مطابق پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور روضۂ اطہر علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام پر مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی سعادت حصے میں آتی ہے لیکن ان اجر وثواب کے ساتھ ساتھ بلکہ بہت سے اصحاب ذوق کے ہاں اس سے بھی بڑھ کر وہ عظیم اور انمول نسبت نصیب ہوتی ہے جس کی طلب میں اصحاب ہمت زندگی بھر ریاضت ومجاہدہ کے ساتھ لذت انتظار میں کھوئے رہتے ہیں۔

بیت اللہ شریف اس دھرتی پر سب سے پہلا تعمیر ہونے والا گھر ہے، عرفات کا میدان انسانوں کے باہمی تعارف وپہچان کے ساتھ ساتھ حضرت آدم وحواء علیہما السلام کی توبہ اور اس کی قبولیت کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف انسان کے رجوع اور

خالق کائنات کی بے پایاں شفقت کی یاد دلاتا ہے، منیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی کو زندہ وتازہ رکھے ہوئے ہے جب انہوں نے اپنے مالک وخالق کے اشارے پر جواں سال بیٹے کو قربانی کے لیے پیش کیا تھا اور سعادت مند بیٹے نے کوئی چون وچرا کیے بغیر اپنے رب کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ یہی میدان اس کشمکش کی یاد دلاتا ہے جب ابلیس لعین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کا بڑھاپا اور بیٹے کی جوانی یاد دلا کر حکم خداوندی کی تعمیل سے روکنے کی کوشش کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کنکریاں برسا کر اس کی اس ترغیب کو مسترد کر دیا تھا۔

بیت اللہ المعظم کی تعمیر ثانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی محنت کا نتیجہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ حجر اسود ہے جو جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس حکیمانہ فیصلے کی یاد دلاتا ہے جب قریش نے بیت اللہ کی تعمیر نو کی تھی اور حجر اسود کو اس میں نصب کرنے کے اعزاز پر جھگڑ پڑے تھے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کمال تدبر اور حکمت کے ساتھ ان سب کو اس اعزاز میں شریک کر کے باہمی خونریزی سے بچا لیا تھا۔

پھر بیت اللہ المکرم کے دروازے کے سامنے مقام ابراہیم ہے جہاں وہ پتھر اللہ تعالیٰ نے بطور نشانی محفوظ کر رکھا ہوا ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا اور قرآن کریم نے اس کا تذکرہ کر کے وہاں نماز پڑھنے کی تلقین کی ہے۔ اس کے قریب زمزم کا چشمہ ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے معصومانہ بچپن اور ان کی عظیم والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی شفقت مادری کی علامت ہے اور وہ صفا اور مروہ بھی اس کے قریب ہی ہے جو معصوم بچے کی پیاس پر ماں

کی بے تابی کی بے ساختہ ادا کو قیامت تک محفوظ اور زندہ رکھے ہوئے ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حرم مکہ کی حدود کا تعین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا اور مدینہ منورہ کے حرم کی حدود میں متعین کر رہا ہوں اس طرح یہ دو عظیم شہر اور ان کا اردگرد اللہ تعالیٰ کے دو عظیم المرتبت بندوں خلیل اللہ اور حبیب اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے منسوب ہیں اور اس نسبت نے حرمین شریفین کو پورے کرہ ارضی کے تمام شہروں میں امتیاز و تفوق عطا کر رکھا ہے۔

حرمین شریفین کے ساتھ ہماری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ تلخ بھی ہیں اور شیریں بھی، تاریخ کے کسی طالب علم کے سامنے حرمین شریفین کا تذکرہ ہوتا ہے تو تاریخ کے بہت سے ادوار اور یادیں اس کے ذہن کی سکرین پر باری باری جھلملانے لگتی ہیں۔ اسی حرم مکہ میں صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر جناب نبی اکرم ﷺ نے پوری نسل انسانی کو یا ایھا الناس کہہ کر وہ اجتماعی خطاب کیا تھا جو انسانیت کی تاریخ میں علاقہ، نسل، قبیلہ، رنگ اور زبان کے رشتوں سے بالاتر ہو کر کیا جانے والا پہلا ”گلوبل پیغام“ تھا اور جس نے انسانی سوسائٹی کو علاقائی، نسلی اور لسانی حدود سے اٹھا کر پہلی بار گلوبلائزیشن کے دور میں داخل کر دیا تھا اور پھر اس کے صرف دو عشرے بعد صفا کے قریب ہی منیٰ کے میدان میں ”خطبۂ حجۃ الوداع“ کی صورت میں نسل انسانی کی گلوبل سوسائٹی کے لیے عملی منشور اور پروگرام پیش فرمایا تھا۔

اسی حرم میں جناب نبی اکرم ﷺ کی گردن مبارک پر سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی رکھی گئی تھی حضرت خباب بن ارتؓ کو آگ کے گرم انگاروں پر لٹایا گیا تھا اور حضرت بلالؓ کو گرم ریت پر گھسیٹا گیا تھا اور یہیں کھڑے ہو کر

رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان تمام اذیتوں، تکالیف، تشدد اور مظالم کو معاف کرنے کا تاریخی اعلان فرمایا تھا جن کا تیرہ سالہ مکی دور میں انہیں خود اپنے ہی قبیلہ اور قوم کی طرف سے نشانہ بننا پڑا تھا۔

حرم مدینہ وہ ہے جس نے جناب نبی اکرم ﷺ اور ان کے ساتھ ہجرت کر کے آنے والے دیگر ساتھیوں کو پناہ دی اور اپنا سب کچھ ان پر نچھاور کر دیا، یہ حرم مدینہ کے باسی ہی تھے جنہوں نے مکہ والوں کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کو سامنے دیکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ ہم اصحاب موسیٰؑ نہیں ہیں کہ آپ سے کہدیں کہ آپ اور آپ کا رب جا کر کافروں سے لڑیں بلکہ ہم آپؐ کے ساتھی ہیں، آپ کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں لڑیں گے اور جب تک ہمارا ایک بچہ بھی زندہ ہے دشمن آپ تک نہیں پہنچ پائے گا۔

اسی حرم مدینہ کے باسیوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی رفاقت میں اپنے سارے پچھلے رشتے اور تعلقات توڑ لیے تھے قریش مکہ سے بھی، یہود مدینہ سے بھی اور دیگر عرب قبائل سے بھی اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ عرب قبائل ان کے خلاف مجتمع ہو کر متحدہ لشکر بنا کر مدینہ منورہ پر چڑھ دوڑے تھے مگر چند سو مہاجرین اور چند سو انصار ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے جناب نبی اکرم ﷺ کی قیادت میں بھرپور حوصلہ اور استقامت کے ساتھ پوری عرب دنیا کے مقابلے میں ڈٹ گئے تھے حرم مدینہ خلافت راشدہ کی ان عظیم روایات کا امین بھی ہے جو عدل و انصاف اور امن و خوشحالی کی تاریخ میں آج بھی آئیڈیل روایات سمجھی جاتی ہیں اور قیامت تک عدل اور سماجی انصاف کے طلبگاروں کے لیے مشعل راہ رہیں گی اور حرمین شریفین ان عظیم علمی روایات کا

سرچشمہ بھی ہیں جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن کریم کی تشریح تفسیر اور اسلامی احکام وتعلیمات کی وضاحت کے لیے جناب نبی اکرم ﷺ کی سنت وحدیث کے طور پر پورے اہتمام کے ساتھ امت تک منتقل کی ہیں۔

انہی مقدس مقامات میں حضرات خلفاء راشدینؓ کی وہ علمی مشاورتی مجلسیں ہوتی تھیں جن میں امت کے مسائل قرآن وسنت کی روشنی میں طے ہوتے تھے اور اجتہادی فیصلے ہوا کرتے تھے اور یہیں ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابرؓ اور دیگر راویان حدیث نبوی علی صاحبہ التحیۃ والسلام اور ارباب علم کے حلقے جمتے تھے جن میں دور دراز سے لوگ حاضر ہوکر علم کی روشنی حاصل کرنے کے ساتھ جناب نبی اکرم ﷺ کی سنت وحدیث کے ساتھ روایت وسند کا تعلق جوڑا کرتے تھے۔

حرمین شریفین اور حج کا سالانہ عالمگیر اجتماع ہر دور میں دیگر علمی، دینی اور روحانی فوائد کا منبع وماخذ ہونے کے ساتھ ساتھ اہل علم کی باہمی ملاقات اور علمی افادہ و استفادہ کے مراکز بھی رہے ہیں اور بہت سے ارباب ذوق نے ہر دور میں حرمین شریفین کی ان علمی رنگینیوں کا اپنے اپنے ذوق کے مطابق تذکرہ کیا ہے۔

مولانا محمد اکرم ندوی ہمارے فاضل دوست ہیں ندوۃ العلماء لکھنؤ سے علمی و فکری وابستگی رکھتے ہیں آکسفورڈ میں ایک عرصہ سے مقیم ہیں اور آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک سٹڈیز سے ریسرچ سکالر کے طور پر وابستہ ہیں، علم حدیث ان کا خصوصی موضوع ہے اور علم حدیث کے اساتذہ کی تلاش، ان کی خدمت میں حاضری، ان سے استفادہ اور روایت حدیث کی اجازت حاصل کرنے کا خاص ذوق رکھتے ہیں، ان کی

متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں، کئی برسوں سے امت کے محدثات کے حالات جمع کرنے میں مصروف ہیں جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ چھ ہزار کے قریب محدثات کے حالات قلمبند کر چکے ہیں اور ان کی یہ قابل قدر کتاب کئی ضخیم جلدوں میں شائع ہو رہی ہے۔

مولانا ندوی موصوف نے اپنے ایک سفر حج کی روداد تحریر کی ہے جس کے بارے میں انہوں نے مجھے کچھ عرصہ قبل بتایا تو خوشی ہوئی کہ باخبر اور باذوق عالم دین ہیں اس لیے یقیناً ان کی یہ تحریر استفادہ کی چیز ہوگی لیکن اب مکمل کر کے انہوں نے بھجوائی ہے تو اس کے مطالعہ سے یہ خوشی دو چند ہوگئی کہ انہوں نے صرف اپنے سفر حج کی روداد اور کیفیات وواردات کو سپرد قلم نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ مختلف علماء کرام اور محدثین کی خدمت میں حاضری اور استفادہ کی تفصیلات بھی پورے اہتمام کے ساتھ جمع کر دی ہیں اور اس طرح ان کا حرمین شریفین کا یہ مبارک سفر حج بیت اللہ کی سعادت کے ساتھ ساتھ طلب علم اور حدیث نبوی صاحبہا التحیۃ والسلام کے ساتھ والہانہ وابستگی کا عنوان بھی بن گیا ہے۔

مولانا محمد اکرم ندوی کے ساتھ میری پہلی ملاقات ۱۵رجون ۱۹۹۳ء کو اچانک ہوئی تھی کہ میں ازبک ایئر سے براستہ تاشقند لندن جا رہا تھا۔ ایک ہفتہ کے لگ بھگ تاشقند میں رکنے کے بعد وہاں سے لندن جانے والی فلائیٹ پر سوار ہوا تو سیٹ کا نمبر نہ ہونے اور فلائیٹ میں رش کی وجہ سے نشست کے حصول میں مجھے پریشانی ہو رہی تھی، ایک طرف سے آواز آئی کہ مولانا! ادھر آجائیے میں اس آواز کی طرف لپکا تو ایک نوجوان عالم دین سے ملاقات ہوئی دبلے پتلے وجود کے شیروانی اور لکھنوی طرز کی ٹوپی

پہنے ان مولانا نے اپنے ساتھ والی خالی سیٹ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں بیٹھ جایئے، تھوڑی دیر میں تعارف ہوا تو پتہ چلا کہ مولانا محمد اکرم ندوی ہیں لکھنو سے آرہے ہیں اور آکسفورڈ کے اسلامک سنٹر میں کام کرتے ہیں، میں نے اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک سٹڈیز میں نے دیکھا ہوا ہے اور ندوۃ العلماء لکھنو کے ساتھ میری عقیدت اور فکری وابستگی ہے، اس لیے یہ ملاقات اسی نشست میں بے تکلفی میں بدل گئی، اس کے بعد سے ان سے مسلسل رابطہ ہے اور سال میں ایک آدھ مرتبہ ان کے ہاں آکسفورڈ میں حاضری کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی ہے۔

حدیث نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے مطالعہ اور محدثین کرام کی خدمت میں حاضری اور استفادہ کا تھوڑا بہت ذوق بحمد اللہ تعالیٰ مجھے بھی حاصل ہے اور یہ قدر مشترک ہمارے درمیان مسلسل رابطہ کی ایک بڑی وجہ ہے، حضرت الاستاذ المحدث عبدالفتاح ابوغدۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں میری حاضری اور روایت حدیث کی اجازت کے حصول میں ذریعہ وہی بنے تھے اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اسناد کے ساتھ روایت حدیث کی جو تحریری اجازت مرحمت فرمائی اس میں بھی مولانا محمد اکرم ندوی کا حصہ ہے۔

ان سے جب ملاقات ہوتی ہے اور جتنی دیر بھی ان کا ساتھ رہتا ہے، اہل علم، کتابوں اور علمی تحقیقات کا تذکرہ چلتا رہتا ہے اور احادیث نبویہ اور ان کی اسناد خصوصی موضوع ہوتی ہیں، ان کا کام دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور اطمینان ہوتا ہے کہ علم کا ذوق اور علماء کی پرانی روایات ابھی زندہ ہیں اور طلب علم کے لیے جس شوق اور محنت کا تذکرہ کتابوں میں پڑھتے ہیں اس کا تسلسل ابھی قائم ہے۔

انہوں نے جس خوش اسلوبی اور محنت کے ساتھ اپنے سفر کی تفصیلات اور اکابر علماء و محدثین کے ساتھ ملاقاتوں کی کیفیات کو قلمبند کیا ہے اور خاص طور پر حدیث نبویؐ کے طلبہ کے لیے معلومات کا ایک گراں قدر ذخیرہ اس میں سمو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو دارین میں قبولیت عطاء فرمائیں اور ہم سب کو قرآن کریم اور حدیث نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے علوم کے ساتھ فہم و عمل اور مسلسل خدمت کی توفیق سے نوازیں آمین یارب العالمین۔

ابوعمار زاہد الراشدی

خادم الحدیث النبوی الشریف

مدرسۃ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

یوم العرفہ ۹ رذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

یکم فروری ۲۰۰۴ء

حضور رسالت مآب ﷺ میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامہ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رخت سفر روانہ ہوا
قیود شام و سحر میں بسر تو کی لیکن
نظام کہنۂ عالم سے آشنانہ ہوا
فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو
حضور آیۂ رحمت میں لے گئے مجھ کو
کہا حضور نے اے عندلیب باغ حجاز کلی
کلی ہے تری گرمیٔ نواسے گداز
ہمیشہ سرخوش جام ولا ہے دل ترا
فتادگی ہے تری غیرت سجود نیاز
اڑا جو پستیٔ دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعت پرواز
نکل کے باغ جہاں سے بہ رنگ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا
حضور دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ وگل ہیں ریاض ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں ﴿اقبال﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

دیباچہ

الحمد لله الذى حقق الرغبات وبلغ الآمال، وسن لطلب سنيّ المقاصد اسباب الظفر وسبل النوال،وهيا لمن حج بيت العتيق وزار المدينة المنورة خير العطايا وازكى الخلال ، واصلى واسلم على مجمع المكارم والمعال سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه اهل العلوم والافضال.

اے رہین خانہ تو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگ رحیل
تازہ ویرانے کی سودائے محبت کو تلاش
اور آبادی میں تو زنجیریٔ کشت و نخیل
پختہ تر ہے گردش پیہم سے جام زندگی
ہے یہی اے بیخبر راز دوام زندگی

سفر کے وسیلۂ ظفر ہونے میں کسی کو کلام نہیں، اسلام میں شروع سے سفر کی روایت حج وعمرہ، دعوت و جہاد اور طلب علم واشاعت علم کے ساتھ وابستہ رہی ہے، نیز اسلام نے تجارت و دنیوی مقاصد کے لئے سفر کرنے کی بھی ہمت افزائی کی جس کا اہم فائدہ دور دراز علاقوں میں اسلام کی دعوت وتبلیغ کی شکل میں ظاہر ہوا، لیکن علم حدیث کی طلب واشاعت نے پہلی صدی ہجری ہی سے علمی اسفار ورحلات کی جو پائیدار روایت قائم کردی، اور جس کے نتیجہ میں ہزار ہا طالبان حدیث وادیوں اور بیابانوں میں سرگرداں نظر آتے ہیں، اس کی نظیر اقوام عالم کی تاریخ میں نہیں ملتی، یہی

نہیں، بلکہ مسلمانوں کے یہاں ''الرحلة'' نے ایک مستقل موضوع کی حیثیت اختیار کر لی، اور اسفار و رحلات کے تعلق سے سینکڑوں کتابیں تصنیف کی گئیں، اس موضوع پر سب سے زیادہ مشہور خطیب بغدادی (392-463ھ) کی کتاب ''الرحلة فی طلب الحديث'' ہے۔

طلب علم کا مقدس سفر مسلمانوں کی علمی تاریخ کا تابناک باب ہے، برصغیر نے بھی اس طویل اور پائیدار روایت میں اہم حصہ لیا ہے، عصر حاضر کے مشہور ماہر تعلیم اور مؤرخ علامہ شبلی نعمانی کا سفر مصر و روم و شام، سفر علم کی مقدس سنت کا بہترین نمونہ ہے، اس سفر نے علامہ کے افکار و نظریات کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا، خود علامہ ایک مکتوب میں اس سفر کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جو اثر اس سفر سے میرے دل پر ہوا، وہ ہزار کتابوں کے مطالعہ سے نہیں ہوسکتا تھا، مجھ کو معلوم ہوا کہ انسان جب تک دنیا کے بڑے بڑے حصے نہ دیکھے انسان نہیں ہو سکتا، افسوس ہے ان لوگوں پر جن کی تمام عمر ایک مختصر سی چار دیواری میں بسر ہو جاتی ہے''[1]

میرا یہ سفر حج جس کی تفصیلات پیش نظر مجموعہ میں پیش کی جا رہی ہیں، طلب علم وحدیث کی اسی بابرکت اور صدیوں سے جاری روایت کا ایک حصہ ہے، سفر ایک مہینہ سے بھی کم تھا، اس قلیل عرصہ میں مناسک حج کی ادائیگی، رفقائے سفر کی رہنمائی، والدین کی خدمت، مقامات مقدسہ و تاریخی آثار کی زیارت کے ساتھ علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کرنا، اور ان سے استفادہ کرنا صرف توفیق خداوندی اور فضل یزدانی سے ممکن ہو سکا، ان تمام مقاصد کے حصول کے لئے کھانے اور پینے کی لذتوں کو قربان کرنا پڑا، کم خوابی پر قناعت کی، اور تکان کی پروا کئے بغیر شب و روز تگ و دو میں لگا رہا، اور یہ احساس غالب رہا کہ علم و عبادت کی راہ میں طلب و سعی بجائے خود زندگی کی سب سے بڑی لذت اور عبادت ہے:

1۔ مکاتیب شبلی 13/1۔

رہرواں راخستگی راہ نیست
عشق ہم راہ ست وہم خود منزل ست

یہ ''ارمغان'' میرے سفر حج کا روزنامچہ ہے، سرزمین حجاز میں میرے تجربات و مشاہدات کی داستان، علماء و مشائخ کی علمی و روحانی مجالس کی روئیداد، اور تقدس و پاکیزگی کے لمحات میں بیدار ہونے والے میرے جذبات و احساسات کی تصویر و ترجمانی۔ حالات و کیفیات جس طرح پیش آئے انہیں جوں کا توں قلمبند کر لیا، اور اہل علم و معرفت کی گفتگو نقل کرنے میں احتیاط و دیانتداری ملحوظ رہی۔

یہ ایک داستان سفر ہے، یہ مناسک حج کی ادائیگی و زیارت کا مرتب بیان ہے، لیکن اس سے زیادہ اہم یہ حدیث کے ایک طالبعلم کے استفادات کا مرقع ہے، اس میں عام ناظرین کی دلچسپی و نشاط انگیزی کا سامان اسی طرح ہے جس کی حج کے کسی سفرنامہ سے توقع کی جا سکتی ہے، لیکن خصوصیت سے طالبان حدیث کی خدمت میں ایک تحفہ، اور امید ہے کہ اس تحفہ کی قدر کی جائے گی۔

اس سفرنامہ میں بہت سے افراد و مقامات کا تذکرہ ہے، عام طور سے پہلی جگہ نام آنے پر ان کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، البتہ رفقائے سفر جن کا ذکر بار بار آئے گا ان کا ضروری تعارف درج ذیل ہے:

(1) حاجی مشتاق حسین صاحب، پاکستان میں ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں، سنہ 1971ء میں والدین کے ہمراہ برطانیہ آ گئے، اس وقت سے آکسفورڈ میں قیام ہے، خاندان کے اکثر لوگ آکسفورڈ اور برطانیہ کے دوسرے شہروں میں مقیم ہیں، مشتاق صاحب دینداری اور صلاح سے متصف ہیں، اور علماء و مشائخ سے محبت کرتے ہیں، اسی رشتہ سے میری ان کی دوستی ہے۔ مشتاق صاحب کی کافی دنوں سے خواہش تھی کہ میرے ساتھ مناسک حج ادا کریں، اور اس کا بار بار تقاضا بھی کرتے تھے، نیت کے باوجود مختلف مشاغل کی وجہ سے سفر کا ارادہ نہیں ہو رہا تھا، حرمین شریفین کی زیارت کا شوق جب بھی دامن گیر ہوتا ناخن بدل ثابت ہوتا، توفیق و رحمت الٰہی

سے اس سال حج وزیارت کا پختہ ارادہ کیا، اس کی تیاری شروع کردی، ہم لوگوں کے ارادہ کی خبر ہمارے محترم دوست صوفی حبیب صاحب کو ہوئی، انہوں نے بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کا ارادہ کرلیا، خبر پھیلتی رہی، اور ہمارے ساتھ ایک قافلہ ہوگیا، یہ سفر بڑی حد تک مشتاق صاحب کی تحریک کا نتیجہ ہے۔

(2) صوفی حبیب الرحمٰن قریشی، پاکستان میں گجرات کے رہنے والے ہیں جوانی سے آکسفورڈ میں مقیم ہیں، صوفی صاحب توحید میں پختہ ہیں، بدعات وخرافات سے سخت متنفر، دین کے معاملہ میں بغیر دلیل کے کسی بات کے سننے کے روادار نہیں، ان مقررین سے ہمیشہ شاکی رہتے ہیں جو بلا حوالہ حدیثیں پیش کرتے رہتے ہیں، صوفی صاحب احقر سے محبت فرماتے ہیں، اور اس تعلق کو میں اپنے لئے ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں، صوفی صاحب نے پہلے دو بار حج کیا ہے، اس بار حج میں ان کی اہلیہ نذیراں بی بی ہمراہ تھیں۔

(3) حاجی اشتیاق حسین صاحب، مشتاق صاحب کے بڑے بھائی ہیں۔ سنہ 1967ء سے آکسفورڈ میں قیام ہے، اس سفر حج میں ان کی اہلیہ، ان کی ایک صاحبزادی، اور ان کی ایک بہن بھی ہمراہ تھیں۔

(4) حاجی سردار محمد اسلم خان، ایبٹ آباد پاکستان کے رہنے والے ہیں، کافی عرصہ سے آکسفورڈ میں مقیم ہیں، آکسفورڈ کی مدینہ مسجد ان کی جانفشانی اور لگن کی یادگار ہے، عرصہ تک اس کے متولی رہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

(5) راجہ منظور صاحب، آبائی وطن پاکستان، اس حج میں ان کی اہلیہ، ان کی ایک صاحبزادی، ایک بہو، اور خوشدامن بھی ساتھ تھیں۔

(6) بابا علی اصغر صاحب، معمر اور جسمانی لحاظ سے کمزور، اصلاً پاکستانی، آکسفورڈ کے قریب کڈلنگٹن میں مقیم ہیں، دل کے صاف ہیں، ساتھیوں نے ان کی اچھی طرح خدمت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

انڈیا سے میرے والد حافظ تجمل حسین صاحب مدظلہ، میری والدہ ماجدہ، میرے عم محترم محمد شریف صاحب، اور میری چچازاد بہن بھی حج کے لئے آئے ہوئے تھے، وہ ہم سے پہلے مدینہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہوگئے تھے، ان سے مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی، اور کچھ دنوں کے لئے ان کی خدمت کا موقع ملا۔

ان صفحات میں ان اشخاص کے علاوہ میری بیٹیوں حسنیٰ، سمیہ، ہالہ، مریم اور فاطمہ (اللہ تعالیٰ ان کی زندگی، علم اور عمل میں برکت دے) کے نام بھی مختلف موقعوں پر آئیں گے، اپنی بڑی بیٹی حسنیٰ کا خصوصی ذکر ضروری ہے کہ اسی نے سفرنامہ مسودہ کی تبییض کا کام انجام دیا، اللہ تعالیٰ علم وعمل میں برکت دے۔

میں نے اس سفرنامہ کا تذکرہ مخدوم محترم مشہور دانشور اور مایہ ناز عالم مولانا ابوعمار زاہد الراشدی دمت برکاتھم [2] سے کیا، مولانا نے بڑی خوشی کا اظہار کیا، اور مجھ سے فرمایا کہ نظرثانی کے بعد ان کے پاس بھیج دوں تا کہ پاکستان سے اس کی اشاعت

---

[2] مولانا أبوعمار زاہد الراشدی بن الشیخ المحدث محمد سرفراز خان صفدر کا شمار اس وقت عالم اسلام کے ممتاز دانشوروں اور مفکرین میں ہوتا ہے، مولانا سے میری واقفیت اور ملاقات تیرہ سال پرانی ہے، اس وقت سے مولانا سے میری عقیدت میں برابر اضافہ ہوتا رہا، مولانا کی تحریروں کی سنجیدگی، حالات کی معروضانہ تصویر کشی، اور علمی و تحقیقی تبصروں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے، مولانا اس وقت فکر اسلامی کے بہترین محافظین میں سے ہیں، مولانا کی تقریروں اور تحریروں سے استفادہ کے علاوہ میں نے مولانا سے متفرق اوقات میں حدیث اور علوم حدیث سے متعلق مختلف چیزیں پڑھی ہیں، مثلاً: امام ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ میں امام ابوحنیفہؒ کے ترجمہ سے جعفر بن برقان کے ترجمہ تک، اور حافظ ابن حجر کی پوری "الامالی الحلبیة" ایک مجلس میں پڑھی، مولانا نے میرے لئے جو اجازت تحریر فرمائی وہ درج ذیل ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلیٰ آلِهٖ أَجْمَعِیْنَ

مجھے بحمد للہ تعالیٰ اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتھم حضرت الشیخ الاأبوغدۃ رحمہ اللہ تعالیٰ، اور حضرت الشیخ الاستاذ أبوالفیض محمد یاسین الفادانی الشافعی المکی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ان کی تمام أسانید کے ساتھ روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے، اور برادرم مولانا محمد أکرم الندوی زید مجدھم کو ان اسناد کے ساتھ روایت حدیث کی اجازت دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں اور مجھے بھی حدیث نبوی علی صاحبہ التحیة والسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین أبوعمار زاہد الراشدی۔

کرادیں، اللہ تعالیٰ مخدوم محترم کو جزائے خیر دے، ان کی عمر میں برکت دے، اور ہمیں ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق دے۔

اب یہ سفرنامہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے، امید ہے کہ مرتب و ناشر کے لئے دعا فرمائیں گے اور غلطیوں اور لغزشوں سے چشم پوشی فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے، وَمَاتَوفِیْقِی اِلَّابِاللہِ، عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْب، وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه اجمعین.

محمد اکرم ندوی

آکسفورڈ

27 شوال 1424ھ

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللہ خص بیته بمزید من التکریم والتفضیل، وافترض حجه علی من استطاع الیه السبیل، فارتفع النداء علی حج هذا البیت بامر اللہ علی لسان ابراهیم الخلیل، احمده سبحانه واشکر، واتوب الیه واستغفره، واشهدان لا اله الا اللہ وحده لاشریک له، واشهدان سیدنا ونبینا محمدا عبده ورسوله الموحی الیه باشرف تنزیل، صلی اللہ وسلم وبارک علیه وعلی آله وصحبه خیر صحب واکرم جیل، والتابعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین.

امابعد: اللہ تعالیٰ کا فضل مبین اور احسان عظیم ہے کہ اس نے دوبارہ حج و زیارت کی سعادت و توفیق عطا فرمائی [3] اب ساری مشغولیات سے صرف نظر کرکے، اور سارے قیود و بندشوں سے آزاد ہو کر معشوق حقیقی کی طرف رخ ہے:

صد کتاب و صد ورق در نار کن
روئے دل را جانب دلدار کن

حرمین شریفین کی زیارت سے ایمان کی زیادتی، شعائر کے احترام، محبت رسول، دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت کی جو کیفیات پیدا ہوتی ہیں وہ عام طور سے کسی اور عبادت سے حاصل نہیں ہوتیں، خانہ کعبہ کا طواف اور روضۂ مبارک پر حاضری و سلام یہ دو ایسے اعمال ہیں جو کسی اور جگہ ممکن نہیں، اور جن کی لذتیں نہ زبان سے ادا ہو سکتی ہیں، اور نہ بیان میں سما سکتی ہیں۔

اس سفر کی تیاری کافی دنوں سے تھی، اس کے پیچھے حج و زیارت کے علاوہ دو اور ارادے شامل تھے، ایک علماء و مشائخ سے ملاقات اور استفادہ، اور دوسرے

3 سنہ 1416ھ میں والدین، اہلیہ اور چھوٹی پھوپھی کی معیت میں پہلا حج ادا کیا، اس سے پہلے 1406ھ میں زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

حدیث، اسانید اور تراجم سے متعلق کتابوں کی خریداری۔ اللہ تعالیٰ ان مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

توفیق خداوندی سے اس عاجز کو علماء و مشائخ سے ملاقات، ان سے مسلسلات و احادیث کے سماع، حدیث کی کتابوں کی قراءت، اور اجازتوں کے حصول کا شوق ہے، حجاز مقدس کے مختصر قیام میں علماء و مشائخ سے ملاقات آسان نہیں، اس کے لئے میں نے اپنے دوست اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ 4

4. الامام المسند الکبیر المحدث الجلیل خاتمۃ الفقہاء المحدثین عمدۃ أھل الحدیث الشیخ عبدالفتاح بن محمد بن بشیر أبوغدۃ الحلبی الشامی رحمہ اللہ (1336-1417ھ) کا شمار عصر حاضر کے سربرآوردہ محدثین میں ہوتا ہے، شیخ نے پوری زندگی حدیث شریف کی خدمت میں بسر کی، علم کے میدان میں بلند مقام پر فائز ہونے کے ساتھ شیخ تقویٰ اور پرہیزگاری میں ممتاز تھے، آپ کی تمام تصنیفات اہل علم میں مقبول ہیں، شیخ کے شیوخ کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے، جن میں اہم شیوخ العلامۃ محمد راغب الطباخ، العلامۃ أحمد الزرقاء، الشیخ نجیب سراج الدین، الشیخ أحمد الکردی، الشیخ عیسیٰ البیانونی، الشیخ محمد السلقینی، العلامۃ الشیخ محمد زاہد الکوثری، العلامۃ المحدث الحافظ محمد عبدالحی الکتانی، الشیخ یوسف الدجوی، الشیخ أحمد محمد شاکر، الشیخ محمود العطار، السید مکی الکتانی، الشیخ أبوالخیر المیدانی وغیرہ ہیں، میں نے شیخ سے حدیث کی متعدد کتابیں پڑھی ہیں، اور شیخ نے متعدد بار میرے لئے اجازتیں تحریر کیں، جو تبرک کے لئے یہاں پیش کی جارہی ہیں:

1۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، وعلی من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین وبعد فقد أجزت الأخ الصالح والعالم النابہ الشیخ محمد أکرم بن تجمل حسین الندوی بما تصح لی وعنی روایتہ عن شیوخی رحمھم اللہ تعالیٰ، ابتغاء دعواتہ لی وترحمہ علی، وأسأل اللہ تعالیٰ لہ التوفیق ونفع العباد والبلاد، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم، والحمدللہ رب العالمین وکتبہ العبد الضعیف عبدالفتاح بن محمد ابو غدۃ بالریاض فی 1407/5/15ھ

2۔ وأجیز الأخ الکریم المذکور الشیخ محمد أکرم مرۃ ثانیۃ إجازۃ خاصۃ وعامۃ شاملۃ لکل ماتصح لی وعنی روایتہ، وقد استحسن العلماء تکرار الإجازۃ لتوکیدھا ولشمولھا ما جد من سماع أو تألیف للمجیز، وقد صاحبنی فی السفر ونعمت بصحبتہ، ورافقنی وسعدت برفقتہ فی زیارتی إلی مدینۃ طشقند وسمرقند وبخاری بمناسبۃ مؤتمر الإمام البخاری رضی اللہ عنہ، فکان خیر صاحب وراع فی السفر فی عنایتہ ورعایتہ، ولطفہ وأدبہ، ومحبتہ وأخوتہ، زادہ اللہ خیرا علی خیر، وجعلہ للناس إما مافی دینہ وعلمہ وصلاحہ وأخلاقہ، ونفع بہ حیثما حل وأشرقت شمسہ، وأرجو منہ أن لاینسانی من صالح دعواتہ،

کے شاگرد و معتقد خاص شیخ محمد بن عبداللہ آل الرشید 5 سے رابطہ قائم کیا، عصر حاضر کے مسندین اور اسانید پر محمد الرشید کی گہری نظر ہے، انہوں نے متعدد علمائے مسندین کی اثبات 6 بھی مرتب کی ہیں، ان میں سب سے اہم اور مفصل شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثبت ہے، جسے انہوں نے "امداد الفتاح باسانید الشیخ عبدالفتاح" 7 کے نام سے شائع کیا، محمد الرشید نے میرے ارادہ سفر پر بڑی خوشی کا اظہار کیا، اور ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

(بقیہ حاشیہ نمبر 4) واللہ یحفظہ ویرعاہ ویعینہ ویتولاہ بمنہ وکرمہ، والحمدللہ رب العالمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم وکتبہ العبد الفقیر الی اللہ تعالیٰ عبد الفتاح ابو غدۃ فی مدینۃ طشقند 1414/5/10ھ

3۔ شیخ نے اپنی تحقیق سے شائع شدہ علامہ محمد زاہد کوثری کی ثبت "التحریر الوجیز فیما یبتغیہ المستجیز" کا ایک نسخہ مرحمت فرمایا، اور سرورق پر یہ اجازت تحریر کی: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یقول العبد الضعیف عبدالفتاح بن محمد أبوغدۃ أھدی ھذا الثبت النفیس إلی الأخ الفاضل الشیخ محمد أکرم الندوی مع إجازتی لہ إجازہ عامۃ شاملۃ بما أجازنی بہ شیوخی الصدور البدور رحمھم اللہ تعالیٰ وفی طلیعتھم شیخنا الإمام الکوثری صاحب ھذا الثبت، وبمرویاتی ومؤلفاتی بشرط التثبت فی التحمل والاتقان فی الأداء، راجیامنہ أن یذکرنی مع شیوخی بصالح دعواتہ، واللہ یتولاہ ویرعاہ، وینفع بہ ویسعدہ فی دنیاہ وأخراہ وکتبہ عبدالفتاح ابو غدۃ الریاض 1416/2/10ھ

5. شیخ مسند محمد بن عبداللہ آل الرشید عصر حاضر کے کبار مسندین میں سے ہیں، پیدائش سنہ 1380ھ کی ہے، دو سو سے زائد شیوخ سے روایت کرتے ہیں، مختلف اثبات اور تاریخی کتابوں کے مصنف ہیں، انہوں نے مجھے اور میری اولاد کو اجازت عامہ دی ہے، ان سے میں نے حدیث مسلسل بالاولیہ بھی سنی ہے، اس کی روایت انہیں متعدد شیوخ سے حاصل ہے، مجھے انہوں نے فقیہ عصر شیخ مصطفیٰ الزرقاء رحمہ اللہ عن الحافظ عبدالحی الکتانی کی سند سنائی، حافظ عبدالحی الکتانی کی سند کا تذکرہ ان کے صاحبزادہ شیخ عبدالرحمٰن الکتانی کے تذکرہ میں آرہا ہے۔

6. اثبات لفظ ثبت کی جمع ہے، اصطلاح میں اس سے مراد وہ دستاویز ہے جس میں حدیث سے اشتغال رکھنے والے اپنے شیوخ کا تذکرہ، جو کچھ ان سے پڑھا یا سنا ہے، یا جن چیزوں کی اجازت حاصل کی ہے، ان کی تفصیلات اور اپنی اسانید جمع کریں، مراکش وغیرہ میں ثبت ہی کے معنی میں فہرست کا لفظ مستعمل ہے۔

7. یہ کتاب تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہے، اس میں شیخ کے ضروری حالات، اساتذہ و شیوخ کے نام، شاگردوں کے نام، تصانیف کا تعارف، اور اہم اسانید کے علاوہ حدیث اور اسناد سے متعلق بہت سے علمی و تحقیقی مباحث ہیں، اس کتاب میں برصغیر کے جن علماء کا تذکرہ شیخ کے مستجیزین کی فہرست میں ہے ان میں اہم نام ہیں: مخدوم و معظم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء (ص: 229)، مخدوم و معظم مولانا محمد تقی عثمانی (ص: 219) مخدوم و مکرم مولانا ابو عمار زاہد الراشدی (ص: 230) استاذ محترم مولانا سید سلیمان الحسینی الندوی (ص 222) وغیرہ۔

کتابوں کی خریداری کے لئے میں نے اپنے محترم دوست، دارالعلوم بری انگلینڈ کے کتب خانہ کے ناظم، عالم صالح مولانا محمد دیدات صاحب سے معلومات حاصل کیں، مولانا دیدات کو اللہ تعالیٰ نے کتابوں کا خاص ذوق عطا کیا ہے، دارالعلوم بری کے ناظم مخدوم معظم مولانا یوسف متالا صاحب دامت برکاتھم کو کتابوں کا بڑا شوق ہے، آپ نے مولانا دیدات صاحب کو کتابوں کی خریداری کے لئے پوری آزادی دے رکھی ہے، مولانا دیدات صاحب کی دلچسپی اور محنت سے دارالعلوم بری کا کتب خانہ نہایت قلیل عرصہ میں بہت ترقی کر گیا ہے، کتابوں کے تنوع، اور خاص طور سے حدیث، رجال وعلوم حدیث کے موضوع پر شاید ہی برصغیر کا کوئی کتب خانہ اس کا مقابلہ کر سکے، ہمارے مدارس کے ذمہ داروں کو مولانا دیدات صاحب کے علم اور تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

میں نے سفر کے شروع سے اس کا اہتمام رکھا کہ سفر کی تمام تفصیلات قلمبند کروں، اس اہتمام کا بڑا محرک یہ تھا کہ علماء ومشائخ سے ملاقات کے دوران ان کے علمی افادات، حدیث کی سماعات واجازات محفوظ ہو جائیں، طلبۂ حدیث کو ہمیشہ اس کا التزام رہا ہے کہ طلب علم کی تمام تفصیلات قلمبند کریں، تاکہ انہیں معلوم رہے کہ کس شیخ سے کیا سنا ہے، کیا پڑھا ہے اور کس چیز کی اجازات حاصل ہے، لیکن سفر کی دوسری تفصیلات بھی زیر قلم آتی گئیں، اور یہ سفرنامہ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم، کا مصداق بن گیا۔

سفر کا آغاز

(25 ذیعقدہ 1423ھ مطابق 28 جنوری 2003 بروز سہ شنبہ)

”وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالاً وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ“

کس نے پھر چھیڑ دیا قصۂ لیلائے حجاز — دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز
بھر کے دامن میں غریبوں کی دعائیں لے جا — اے نسیم سحر، اے بادیہ پیمائے حجاز
بزم ہستی میں ہے ہنگامۂ محشر برپا — اب تو ہو خواب سے بیدار مسیحائے حجاز
مے افرنگ میں باقی نہ رہا کوئی سرور — ہم نے جس دن سے چکھی ہے مینائے حجاز
دل دیوانہ دعا مانگ وہ دن پھر آئے — وہی ہم ہوں، وہی سجدے وہی صحرائے حجاز
کون سے خواب میں ہے محو تو اے روح بلال — گونج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے حجاز

آج حج وزیارت کے مقدس سفر پر نکل رہا ہوں، میں اس عظیم نعمت کا نہ اہل ہوں، اور نہ ہی اس مبارک سفر کے لائق میری تیاری:

پھر یاد جو آئی ہے مدینے کی بلانے — کیا یاد کیا پھر مجھے شاہ دوسرا نے
ایسا ہے تو پھر فکر ہے کیوں زاد سفر کی — کیا غیب کے کھل جائیں گے مجھ پہ نہ خزانے

صبح کے وقت پانچ بجے اٹھا، غسل سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز پڑھی، اور اللہ تعالیٰ سے حج مبرور اور سعی مشکور کی دعا کی۔ اہلیہ نے سویرے اٹھ کر ناشتہ تیار کر دیا تھا، ہلکا سا ناشتہ کیا، فجر کی نماز ادا کی۔ گھر میں سب لوگ سویرے اٹھ گئے تھے، میری دونوں چھوٹی بچیاں مریم اور فاطمہ خاص طور سے پریشان تھیں، اور میری جدائی پر غمزدہ فکر وشوق کے ملے جلے جذبات کے ساتھ سب سے رخصت ہو کر ساڑھے چھ بجے ایرپوٹ کے لئے روانہ ہوا، بسم اللہ، توکلت علی اللہ، ولاحول ولا قوة

الاباللہ، اللّٰھم انت الرفیق فی السفر والخلیفۃ فی الاھل والمال والولد، اللھم انی اسالک فی سفری ھذا البر و التقوی ومن العمل ماتحب وترضی، اللّٰھم انی اعوذبک من وعثاء السفر، وکآبۃ المنظر، وسوء المنقلب فی الاھل والمال والولد

تقریباً سوا سات بجے ہم لوگ ایرپورٹ پہنچ گئے، سیرین ائیر لائن سے سفر تھا، مسافرین کی اکثریت حاجیوں کی تھی، ضروری کارروائیوں سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً سوا نو بجے ہم جہاز کے اندر داخل ہوئے۔ جہاز ایک گھنٹہ کی تاخیر سے دس بجے روانہ ہوا۔ پائیلٹ نے اعلان کیا کہ لندن سے دمشق کی مسافت چار گھنٹے اور دس منٹ ہے، جہاز میں سوار ہو کر وضو کیا، سورہ مائدہ کی تلاوت کی، اور سفر کی دعائیں پڑھیں۔

دمشق

ہمارے سفر کی پہلی منزل دمشق ہے، راستہ میں ظہر کا وقت ہوگیا، سوچا کہ اگر دمشق پہنچنے کا انتظار کرتے ہیں، تو کہیں نماز نہ چھوٹ جائے، اس لئے جہاز پر ہی ظہر و عصر (قصراً وجمعاً) [8] پڑھی، رفقائے سفر صوفی حبیب صاحب، مشتاق صاحب، اور اشتیاق صاحب وغیرہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

دمشق پہنچنے سے پہلے جہاز شام کے مشہور تاریخی شہر حمص کے اوپر سے گزرا، یہیں اسلام کے مشہور جانباز سپاہی اور عظیم فاتح صحابی رسول سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔

ہمیں دمشق میں جہاز سے اترنا ہے، ابھی دمشق کے لحاظ سے دن کے ساڑھے تین بج رہے ہیں، دمشق کے قریب ہوتے ہی میں بلاد شام کی عظیم تاریخ کے تصور میں کھوگیا، یہاں بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام ہزاروں صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اور بے شمار علماء وصالحین رحمہم اللہ مدفون ہیں۔ میرے ذہن میں وہ لمحہ تازہ ہوگیا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلام کی عظیم الشان فوجیں ادھر کا رخ کر رہی تھیں اور ان کی ہمت مردانہ سے یہاں کے شہر یکے بعد دیگرے فتح ہو رہے تھے۔

مختلف حیثیتوں سے اسلامی تاریخ میں دمشق خصوصی اہمیت کا حامل شہر ہے، اس کا نمایاں پہلو علم حدیث میں اس کی مرکزیت ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد سے لے کر اب تک ہر عہد میں اس شہر کو حدیث نبوی سے قریبی لگاؤ رہا

[8] سفر میں جمع بین الصلاتین کا مسئلہ مختلف فیہ مسائل میں سے ہے، حنفیہ کے نزدیک صرف جمع صوری کی گنجائش ہے، باقی ائمہ مذاہب مالکیہ، شوافع اور حنابلہ اور عام محدثین کے نزدیک جمع کی مطلقاً اجازت ہے، ان کی دلیل جمع بین الصلاتین کی اجازت کے بارے میں بکثرت وارد احادیث وآثار ہیں، انہی آثار واحادیث کی وجہ سے، نیز جمہور فقہاء ومحدثین کے اتفاق کو دیکھتے ہوئے احقر کے بعض شیوخ کا میلان جمع کے جواز کی طرف ہے، احقر بھی اس گنجائش پر عمل پیرا ہے، یہاں اس مسئلہ کی مزید تفصیل کا موقع نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

ہے، یہاں حضرت ابوالدرداء ﷺ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا، امیر المؤمنین حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام نے سنت رسول کی اشاعت کی، اس مبارک عہد کے بعد مختلف ادوار میں جن ائمہ وعلماء نے مسند تحدیث وروایت کو رونق بخشی ان میں اہم نام یہ ہیں: امام مکحول، امام اوزاعی، ابوزرعہ الدمشقی، امام طبرانی، ضیاء الدین المقدسی، مسند وقت شیخ معمر ابوالحسن علی بن احمد البخاری، امام ابن تیمیہ، حافظ ابوالحجاج المزی، حافظ علم الدین البرزالی، امام شمس الدین الذہبی، علامہ ابن کثیر، علامہ ابن القیم، مسند زمانہ ابوالعباس الحجار، ابن ناصر الدین الدمشقی، عائشہ مقدسیہ، اور ابن طولون وغیرہ۔

میں نے دمشق کی ابھی تک زیارت نہیں کی، اس سے پہلے ایک بار اور یہاں سے گزر ہوا ہے، حرمین شریفین اور بیت المقدس کے بعد جس سرزمین سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے وہ دمشق ہے، اس کے بعد قاہرہ وغیرہ۔ دمشق سے محبت کے متعدد اسباب ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے قرب قیامت کے فتنوں کے وقت یہاں پناہ لینے کی ترغیب دی ہے،[9] یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور یہیں حضرت مہدی اور ان کے ساتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استقبال کریں گے۔

میں نے فرط جذبات سے دمشق کو خطاب کرتے ہوئے کہا: اے سرزمین دمشق تو کس قدر مبارک ہے کہ تیری مٹی سے ابوالانبیاء خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام اور بہت سے انبیائے کرام کے قدم مس ہوئے، اے سرزمین دمشق، تجھے وہ وقت یاد ہے جب اس امت کا امین فاتح اسلام ابوعبیدہ بن الجراح تیرے ایک دروازہ سے صلحاً داخل ہو رہا تھا، اور دوسری طرف سے حضرت خالد بن الولید ﷺ عنوۃ داخل ہو رہے تھے، اے دمشق کی پاکیزہ زمین! دنیا کے تمام حصوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف

9 امام ترمذی نے کتاب الفتن میں باب ماجاء فی الشام کے تحت اس مضمون کی ایک حدیث نقل کی ہے، اور فرماتے ہیں: ھذا حدیث حسن صحیح۔

تیری سبقت کس قدر نمایاں ہے۔ اے دمشق! تجھے یہ فخر ہے کہ صحابی رسول خال المومنین حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے تجھے بلاد اسلامیہ کے دار الخلافہ کی حیثیت سے منتخب کیا، اس کے بعد کافی عرصہ تک تیری یہ قابل یادگار حیثیت برقرار رہی، پھر یہیں سے ان عظیم الشان فتوحات کا آغاز ہوا جنہوں نے قبرص، شمالی افریقہ، اسپین، یورپ کے بعض دیگر علاقوں، وسطی ایشیا اور ہندوستان کے بعض حصوں کو اسلام کے زیر نگین کیا، اور ان علاقوں میں زبردست اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں۔

میرے دوست شیخ محمد ابوالہدی الیعقوبی الحسنی[10] دمشق میں رہتے ہیں،

10 شیخ ابوالھدی محمد بن العلامۃ الشیخ ابراھیم بن اسماعیل بن محمد الصدیق الیعقوبی الحسنی الادریسی اس وقت کے صاحب اسانید عالم ہیں، پیدائش 1382ھ میں دمشق میں ہوئی۔ ان کے شیوخ کی تعداد سو سے زائد ہے، جن میں اسانید کی کثرت اور علو کے لحاظ سے ممتاز ترین: مفتی المالکیۃ ورئیس رابطۃ العلماء العلامۃ السید محمد المکی بن محمد بن جعفر الکتانی (1312 - 1393ھ) مفتی الشام العلامۃ الطبیب الشیخ محمد ابوالیسر عابدین (1207-1401ھ) العلامۃ الادیب الشیخ زین العابدین بن الحسین التونسی (1305-1397ھ) العارف الشیخ عمر الحمصی (1292-1405ھ)، العلامۃ الشیخ عبدالعزیز عیون السود (1399ھ)، المسند الشیخ محمد صالح الخطیب (1313-1401ھ) العلامۃ الشیخ محمد صالح الفرفور (1219-1407ھ) اور مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندوی (1332-1421ھ) ہیں، شیخ سے مجھے بار بار ملنے کا موقع ملا ہے، میرے غریب خانہ بھی کئی بار تشریف لا چکے ہیں، اور ان سے میں نے حدیث کی مختلف کتابیں بھی پڑھی ہیں، انہوں نے مجھے کئی بار اجازت نامے لکھ کر دیئے، جن میں سے بعض بہت طویل ہیں، نمونہ کیلئے یہاں شیخ کی تحریر کردہ ایک مختصر اجازت پیش کرتا ہوں: بسم اللہ الرحمن الرحیم، فلن یرفع الحمد علی وجہ الحقیقۃ الا الی اللہ تعالیٰ، وھل یتم کلام الا اذا اقترن بالصلاۃ علی خیر خلقہ تتوالی، فالحمدللہ علی متسلسل نعمائہ و متصل آلائہ، والصلاۃ والسلام علی خاتم رسلہ وانبیائہ، و آلہ واصحابہ واولیائہ، امابعد فقد سمع منی الاخ الفاضل الھمام الکامل والعالم العامل الشیخ محمد اکرم الندوی اوائل الکتب الستۃ وطرفا من اول المسند، ورياض الصالحين، والمسلسل بالاولیۃ بشرطہ، ونحو نصف ثبت الشھاب العطار؛ والمسلسل بالمصافحۃ والمشابکۃ والمحبۃ، والمسلسل بالمحمدین، والفقھاء الحنفیۃ والشعراء والنحاۃ ولقنتہ کلمۃ التوحید، وکان الاخذ بین سماع للمسلسلات من لفظی وعرض للاوائل بقراءتہ تالیا، وقد طلب منی تواضعا منہ وحسن ظن الاجازۃ لنفسہ ولاخیہ الفاضل الماجد محمد مزمل، واخواتہ المصونات

ابھی چند ہفتے پہلے لندن تشریف لائے ہوئے تھے جہاں دس دنوں کے قیام میں انہوں نے پوری بخاری شریف ختم کی تھی، میں بھی بعض دروس میں شریک ہوا تھا، اگر ان کو اپنی آمد کی اطلاع کر دیتا تو شاید ان سے ملنے کی کوئی سبیل ہو جاتی، اور یہیں میرے شیخ سعید رمضان البوطی 11 بھی ہیں، جن سے مجھے شرف شاگردی واجازت حاصل ہے،

(بقیہ حاشیہ نمبر 10) الماجدات اسماء وعاصمة وصائمة وبناته الزاكيات حسنى وسمية وهالة ومريم وفاطمة، فاقول: قد اجزت جميع المذكورين اجازة عامة مطلقة تامة بالشرط المعتبر عند اهل الحديث والاثر، واجزتهم خاصة برواية الجامع الصحيح للامام البخارى و الموطا للامام مالك بن انس، والاربعين العجلونية، والاوائل السنبلية، ومسلسلات ابن عقيلة المكى، وثبت العلامة الكزبرى الحفيد، ومرويات العلامة الوالد، ومؤلفاتى كما تلقيت ذلك بين قراءة وسماع واجازة عن اشياخى، وهم فوق المائتين، اجازنى منهم نحو السبعين، اولهم سيدى ومولاى ووالدى العلامة الفقيه الحجة الامام الزاهد الشريف الشيخ ابراهيم بن اسماعيل بن محمد الصديق بن محمد الحسن اليعقوبى الحسنى (1343-1406)، ومنهم العلامة السيد محمد المكى الكتانى مفتى المالكية (1312-1397) والعلامة الشيخ محمد ابو اليسر عابدين مفتى الشام (1307-1401) وغيرهم ممن فصلت الكلام فى اسانيدهم فى عدد من اجازاتى المطولة وبعض اثباتى جزاهم الله تعالىٰ عنى وعن العلم واهله خير الجزاء واوصى الاخوة المجازين بالتقوى وملازمة السنة واحياء رواية حديث رسول الله ﷺ، والمواظبة على ذكر الله تعالىٰ و الدعاء لهذا العبد المفتقر الى رحمة الله تعالىٰ وللمسلمين، وكان السماع والاجازة ليلة السبت السادس عشر من شهر الله المحرم سنة 1420ھ و نهاره فى دار الاخ الاكرم الندوى بمدينة اوكسفورد من بلاد بريطانية، نسال الله تعالىٰ ان يمكن فيها للاسلام والمسلمين، وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وكتبه على عجل احقر الورى وخادم اهل العلم محمد ابو الهدى بن ابراهيم اليعقوبى الحسنى.

11 الشیخ الصالح العلامۃ الکبیر محمد سعید رمضان البوطی، پیدائش سنہ 1348ھ میں تقریباً جزیرۃ ابن عمر میں ہوئی، نشونما دمشق میں ہوئی، شیخ اس وقت عالم اسلام کے ممتاز علماء ومفکرین میں شمار کئے جاتے ہیں، مجھے شیخ سے اخذ و استفادہ کا شرف حاصل ہے، شیخ نے مجھے یہ اجازت نامہ عطا کیا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، الحمد لله رب العالمين، وافضل الصلاة وأتم التسليم على سيدنا محمد و على آله وصحبه أجمعين، وبعد فقد أجازني والدي الشيخ ملا رمضان البوطي رحمة الله بتدريس علوم الشريعة الإسلامية، والكتابة فيها، كما قد أجازه شيوخه بذلك إجازة موصولة إلى سيدنا رسول الله ﷺ، ولما تعرفت على الأخ الفاضل الشيخ محمد أكرم الندوي، وعلمت مدى اهتماماته بالحديث

انہوں نے ایک بار آکسفورڈ میں اس ناچیز کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: محمد اکرم برکۃ آکسفورڈ، اللہ تعالیٰ مجھے ان الفاظ کا اہل بنائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

دمشق پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے مشتاق صاحب میرے پاس والی سیٹ پر آکر بیٹھے کہ کچھ باتیں کریں، ہم نے منصوبہ بنایا کہ مدینہ منورہ کی زیارتیں فجر کی نماز کے بعد کی جائیں، اور ظہر کی نماز تک فارغ ہو کر دوسرے کام کریں۔

لندن کے حساب سے دو بجے اور دمشق کی گھڑیوں سے چار بجے کے قریب ہمارا جہاز دمشق ایئر پورٹ پر اترا، اپنی کتاب "المحدثات" (جس کا پورا نام "الوفاء فی اسماء النساء" ہے) کی ترتیب میں دمشق کے تراجم کی کثرت ہے، جس کی وجہ سے مجھے دمشق سے ایک خاص انس ہو گیا ہے، خاص طور سے دمشق کا وہ حصہ جو صالحیہ کے نام سے مشہور ہے، یہاں محدثین ومحدثات کی بڑی تعداد جبل قاسیون کے دامن میں خوابیدہ ہے، ان پاک نفوس پر خدا کی رحمت ہو۔

دمشق ایئر پورٹ پر اترنے کے بعد کارروائیوں میں دیر لگی، ایئر پورٹ کا عملہ کافی پریشان دکھائی دے رہا تھا، ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ حاجیوں اور دوسرے مسافرین کی آئندہ پروازوں کا نظم کیسے کریں، میں نے ایک ذمہ دار سے عربی زبان میں بات کی جس سے کچھ آسانی ہوئی، ان لوگوں سے دمشق کی اہمیت اور شیخ سعید رمضان بوطی کے متعلق گفتگو کی، بڑی خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

دمشق سے روانگی۔

دمشق زمانہ قدیم سے حج کے قافلوں کی روانگی کا مرکز رہا ہے، ان قافلوں کی روانگی کی تفصیلات دستاویز کی شکلوں میں محفوظ ہیں، مشہور سیاح ابن بطوطہ نے دمشق

(بقیہ حاشیہ نمبر 11) النبوي الشريف، ودراسة له ولعلومه على الشيوخ الأجلاء المشهود لهم بالعلم والدراية، فقد أجزته، وأنا العبد الفقير محمد سعيد رمضان البوطي، بما أجازني به والدي لاسيما في خدمة الحديث الشريف وتدريسه، أسال الله تعالىٰ أن ينفع به وبعلمه، وأن يرزقه ويرزقنا الاخلاص لوجهه، والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، محمد سعيد رمضان البوطي، أوكسفورد 19 رمضان 1418ھ

ہی سے حج کے لئے سفر کیا تھا، ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں حج کی تفصیلات درج کی ہیں، دمشق سے نکلنے کے بعد اس کے قافلے نے بصریٰ میں پڑاؤ ڈالا، اس وقت دمشق سے مکہ مکرمہ تک چالیس دن اور چالیس راتوں کے قریب لگتے تھے، یہاں پر اس کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوا ہے کہ فاطمیوں کے زمانہ میں حاجیوں پر ظالمانہ ٹیکس لگتے تھے، صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ جن کا سب سے بڑا کارنامہ صلیبیوں سے بیت المقدس کا آزاد کرانا ہے، اُن کے عہد میں ان کے بھائی نے یمن فتح کیا، اس کے بعد حرمین شریفین میں خطبوں میں صلاح الدین اور عباسی خلیفہ کا نام لیا جانے لگا، صلاح الدین کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے حاجیوں سے تمام ٹیکس ختم کر دیئے۔

ہم لوگ دمشق کے وقت سے تقریباً ساڑھے چھ بجے شام کو جہاز پر سوار ہوئے، اگلی منزل جدہ ہے، اندازہ کے مطابق تمام مسافرین حج کے لئے جا رہے ہیں، ہمارا قافلہ جدہ سے بذریعہ بس سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوگا، ہم نے ابھی تک مغرب کی نماز نہیں پڑھی ہے، انشاء اللہ جدہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں گے، دمشق سے جدہ کی مسافت تقریباً تیرہ سو کلومیٹر ہے، سوا دو گھنٹے میں فلائٹ پہنچے گی، سعودی عرب کے وقت سے جہاز تقریباً نو بجے مدینہ منورہ کے قریب سے گزرا، کیپٹن نے اعلان کیا کہ جو لوگ جدہ سے مکہ مکرمہ جا رہے ہیں وہ یہیں سے احرام باندھ لیں۔

جہاز میں پورا ماحول اسلامی تھا، دمشق سے روانگی کے وقت کیپٹن نے درود شریف پڑھنے کی ترغیب دی اور جہاز درود شریف سے گونج اٹھا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

اور کیپٹن نے حجاج کے لئے دعا کی: "حجاً مبروراً وسعیاً مشکوراً وذنباً مغفوراً" دمشق سے سوار ہونے والے حجاج وقتاً فوقتاً بلند آواز سے درود شریف پڑھ رہے تھے، ہم بھی ان کی آواز میں آواز ملا رہے تھے۔

سعودی عرب کے ٹائم سے نو بج کر دس منٹ پر اعلان ہوا کہ جہاز کے بائیں طرف سے مدینہ منورہ نظر آ رہا ہے، اور جہاز درود شریف سے گونجنے لگا، کچھ وقفہ سے ایک مسلمان نے درود شریف پڑھنے کی دعوت دی، اس پر ایک شیعہ کی آواز آئی: اوحسن وحسین پر بھی، میں نے درود شریف کے ساتھ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت بھیجی، اور شیعوں کی محرومی پر افسوس کیا "اللھم انی اعوذبک من الحور بعد الکور"۔

جدہ

سعودی عرب کے وقت سے ساڑھے نو بجے کے قریب اعلان ہوا کہ ہم جدہ ائیر پورٹ پر پہنچنے والے ہیں، نو بج کر پینتالیس منٹ پر کیپٹن نے اعلان کیا کہ جہاز کے دائیں طرف سے جدہ شہر دیکھا جا سکتا ہے، پورا شہر روشنیوں کی ایک دنیا معلوم ہو رہا تھا، جگمگا تا ہوا یہ شہر جدید دنیا کی تصویر پیش کر رہا ہے، شہر ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، مشتاق صاحب کا تاثر ہے کہ پھیلاؤ میں یہ شہر لندن سے بڑا ہے، اس شہر نے زمانہ کی کتنی اونچ نیچ دیکھی ہے، آج کا یہ شہر کل سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا، لیکن آج بھی اس کی بنیادی اہمیت وشہرت حاجیوں کے پہلے پڑاؤ کی حیثیت سے ہے۔

دس بجے ہم جدہ ائر پورٹ پر اترے، وہاں کچھ دیر کے لئے ہمیں ایک لان میں بٹھایا گیا، اور حاجیوں کو حج سے متعلق ضروری لٹریچر مفت تقسیم کئے گئے، امیگریشن کی کاروائی میں تاخیر تھی، اس لئے ہم نے سوچا کہ مغرب وعشاء کی نماز جماعت سے پڑھ لیں، وضو کر کے نماز پڑھی۔

تھوڑی دیر کے بعد امیگریشن کی کاروائی شروع ہوئی، میرے تمام ساتھیوں سے کافی پہلے میرا نمبر آ گیا، کسٹم کے لئے ایک نوجوان نے میرا سوٹ کیس کھولنے کے لئے کہا۔ میں نے اس سے اچھی طرح عربی میں گفتگو کی، اس نے ایک نگاہ ڈال کر چھوڑ دیا۔ پھر میرے ہینڈ بیگ کو دیکھا، بیگ میں حج کے موضوع پر اور اردو شعر و ادب سے متعلق بعض کتابیں تھیں، اس نوجوان نے ان کے بارے میں پوچھا، میں نے تشریح کی اور وہ مطمئن ہو گیا، اس کے ایک دوسرے ساتھی نے جو سعودی نہیں تھا دور سے یہ کتابیں دیکھ لیں، دوڑا ہوا آیا اور اردو کی کتابیں اور میرا پاسپورٹ لے کر گیا کہ ان کتابوں کی جانچ کرنی ہے، اور مترجمین سے ان کی تحقیق کرنی ہے۔ میں نے

سعودی نوجوان سے کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، اس نے کہا میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کی کتابیں قابل اعتراض نہیں ہیں، پھر اس نے مزید وضاحت کی کہ شیعہ اور بعض دوسرے فرقے گمراہ کن لٹریچر یہاں لے آتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں اس لئے ہم سختی کرتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد میری کتابیں اور پاسپورٹ واپس دے کر مجھ سے کہا گیا کہ اب میں جا سکتا ہوں۔

چونکہ میں ساتھیوں سے پہلے نکل آیا تھا اس لئے سوچا کہ آکسفورڈ فون کر لوں، حج ٹرمینل پر ایک بینک سے سو پاؤنڈ کو ریال میں تبدیل کروایا، ساڑھے پانچ سو ریال ملے، یہ ریٹ مناسب نہیں تھا، پچاس ریال میں ایک ٹیلیفون کارڈ خریدا، اہلیہ سے بات ہوئی، خیریت کی اطلاع دی، اور بتایا کہ ابھی جدہ سے مدینہ منورہ کی روانگی کی کاراوائیوں میں کافی دیر لگے گی اس لئے مدینہ منورہ پہنچ کر فون کروں گا، میں نے کہا کہ مشتاق صاحب اور دوسرے ساتھیوں کے گھر خبر کر دو کہ ہم بخیر وعافیت جدہ پہنچ گئے ہیں۔

جدہ سے روانگی

جدہ ائیر پورٹ پر حج ٹرمینل الگ ہے، جسے مدینۃ الحجاج کہتے ہیں، یہاں حاجیوں کا ازدھام، اور دفاتر کی کثرت دیکھنے میں آئی، یہ جگہ کافی وسیع ہے، اور یہاں ضرورت کے سارے سامان مہیاں ہیں، کافی بڑا بازار ہے، عام طور سے کارروائیوں میں دیر لگتی ہے، کیونکہ حاجیوں کی تعداد روز افزوں ہے ہمیں یہاں سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہونا ہے، اس کے لئے بس کا انتظام کرنا ہے، میں نے ذمہ داروں سے گفتگو کی کہ ہمیں جلدی سے بھیجنے کا انتظام کریں تا کہ فجر کی نماز مدینہ منورہ میں پڑھی جا سکے۔

ضروری کارروائیوں کے بعد 29 جنوری (26 ذی القعدہ) کی صبح ڈھائی بجے کے وقت ہم لوگ مدینہ منورہ کے لئے بس پر سوار ہوئے، بس کی روانگی میں ایک گھنٹہ سے زیادہ وقت لگ گیا، مدینہ منورہ کے اشتیاق میں یہ شعر زبان پر آ گیا:

دل وحشی کو خواہش ہے تمہارے در پہ آنے کی دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہے ٹھکانے کی

مدینہ نبویہ کے اشتیاق میں دل مچل رہا ہے:

ترا شوق دیدار پیدا ہوا ہے پھر اس دل کو آزار پیدا ہوا ہے

اور راح کا یہ شعر حسب حال نظر آیا:

نہیں ہوش والوں پہ کچھ حسد مجھے رشک ہے تو انہوں پہ ہے
جنہیں تیرے جلوے کے سامنے میری طرح بے خبری رہی

بس پر سوار ہوتے ہی ہم لوگوں نے درود شریف کی کثرت شروع کر دی، اور میں نے ساتھیوں کو اس کی ترغیب دی کہ مدینہ منورہ پہنچ کر اس مبارک شہر کے احترام کا خیال کریں، حضور ﷺ کی مسجد میں آداب کی رعایت رکھیں، اور اس پورے سفر میں درود شریف کا اہتمام کرتے ہوئے قلب ونظر کی حفاظت کریں:

مدینے کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
غلامان محمد دور سے پہچانے جاتے ہیں سر شوریدہ شوریدہ دل گرویدہ گرویدہ
بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

رات کے تین حصے گزر چکے تھے، اور تکان کافی زیادہ تھی، تھوڑی دیر میں نیند آ گئی، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ الابیار ہے اس کے قریب شارع عام پر ایک چھوٹی سی پرانی مسجد ہے، جس کے قریب ایک عمدہ کافتریا ہے، اور سامنے پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ، اس مسجد میں ہم لوگوں نے ساڑھے چھے بجے کے قریب فجر کی نماز پڑھی، یہاں وضو اور استنجے کا صحیح انتظام نہیں، اور پانی کی قلت ہے، پوچھنے پر ایک بدو نے بتایا کہ اس جگہ سے مدینہ منورہ دو سو بیس کلومیٹر پر اور مکہ مکرمہ دو سو چالیس

کلومیٹر کی دوری پر ہے، یہاں سے پھر درود شریف پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے، اور دعا کی کہ مدینہ کا سفر ہے، اللہ تعالیٰ دلوں کو صاف رکھے، اور پاکیزگی اور صلاح وتقوی کے ساتھ سفر کی توفیق نصیب فرمائے۔

مدینہ منورہ سے تقریباً ایک سو ستر کلومیٹر پہلے ایک جگہ (سروسز) پر ناشتہ کیا، اور مسجد میں دو رکعت نماز تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھی، یہاں ایک کپ چائے دو ریال کی تھی، یہاں سے روانہ ہو کر کچھ دور چلے تھے کہ ایک جگہ سروسز پر گاڑی پھر رکی، معلوم ہوا کہ آگے کہیں ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے راستہ بند ہے۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد پھر چل پڑے۔ اب منزل قریب آ رہی تھی، جذبات بڑھ رہے تھے، ایک ساتھی نے قصیدہ بردہ (بوصیری) کے کچھ اشعار پڑھے:

محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم
هو الحبيب الذی ترجی شفاعته لكل هول من الاهوال مقتحم
فاق النبيين فی خلق وفی خلق ولم يدانوه فی علم ولا كرم
وكلهم من رسول الله ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الديم
مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبيبک خير الخلق كلهم

پھر اردو کی بعض نعتوں کا دور آیا، میں نے عشق ومحبت کے کچھ اشعار پڑھے، راستہ میں وہ مقام بھی آیا جہاں سے بدر تھوڑے فاصلے پر ہے۔ بدر کے قریب آتے ہی اسلام کے اس پہلے معرکہ کی یاد تازہ ہو گئی جو حق وباطل کے درمیان فیصلہ کن ثابت ہوا۔

مدینہ منورہ میں داخلہ

وابرح مایکون الشوق یوما　　اذا دنت الخیام من الخیام

ابھی کچھ دیر میں مدینہ منورہ میں داخل ہونا ہے، یہ وہ شہر ہے جس کا ذرہ ذرہ ہر مسلمان کو عزیز ہے۔

عیون المہا بین الرصافة والجسر
جلبن الھوی من حیث ادری ولا ادری

زفرق　تابقدم　ہر کجا کہ　می　نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

بدھ کا دن اور انتیس جنوری کی صبح کے گیارہ بجے کے قریب ایک سائن بورڈ نظر آیا کہ مدینہ منورہ سات کلومیٹر کی مسافت پر ہے، یہاں سے مسجد نبوی کے منارے صاف نظر آ رہے تھے، یہیں مدینۃ الحجاج ہے، جہاں سے ہر حاجی کو گزرنا ہوتا ہے اور ضروری کارروائیوں کے بعد مدینہ منورہ میں داخلہ کی اجازت ملتی ہے، یہ کافی بڑی جگہ ہے، ساتھ میں بازار بھی ہے۔ اس کی مسجد کافی وسیع ہے بس یہاں رکی، ہم لوگوں نے اتر کر ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد وضو کیا، مسجد میں داخل ہوئے اور بارہ بجے کے قریب دو رکعت تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھی۔

نیت تھی کہ ظہر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھی جائے، لیکن یہاں سے روانگی میں اتنی تاخیر ہوئی کہ یقین ہو گیا کہ اب حرم شریف میں ظہر کی جماعت نہیں ملے گی، مدینہ منورہ میں داخلہ کے وقت حرم شریف کے پاس سے ہماری بس گزری، اس وقت حاجی ظہر کی نماز پڑھ کر نکل رہے تھے، یہ منظر بڑا اچھا لگ رہا تھا اور ان لوگوں پر رشک آ رہا تھا جو ہم سے پہلے حرم شریف میں موجود تھے:

کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت
یہی نقشہ ہے ولے اس قدر آباد نہیں

میں نے تسلی دیتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انشاء اللہ آج عصر کی نماز سے ہم بھی اسی جماعت میں شامل ہوں گے۔

مسجد نبوی میں حاضری

مسجد نبوی اسلام کے ان تین اہم مقامات مقدسہ میں سے ہے، جن کے لئے سفر کرنے کی اجازت مشہور حدیث میں وارد ہوئی ہے [12]، مسجد نبوی کی زیارت کے عبادت ہونے پر تمام علمائے متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہے، اس مسجد کے اہم تاریخی آثار میں حضور اکرم ﷺ کا مصلیٰ، آپ کا منبر، آپ کا روضہ اطہر، ستون حنانہ، ستون ابی لبابہ، حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور بہت سے صحابہ کرامؓ کے مکانات شامل ہیں۔ اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے کے برابر ہے۔ [13]

معلم اور ایجنٹ کے پاس ضروری کارروائیاں مکمل کرنے کے بعد تین بجے کے قریب ہم اپنی رہائش پر پہنچے جو شارع الستین پر باب المجیدی کے پاس واقع ہے، جلدی سے وضو کر کے ہم لوگ حرم شریف کی طرف چل پڑے، روضۂ اطہر کے سامنے صفہ [14] کے قریب جگہ ملی، پہلے ہم لوگوں نے اپنی اپنی ظہر کی نماز پڑھی، اس کے بعد

12. حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صرف تین مسجدوں کی زیارت کے لئے رخت سفر باندھا جائے، مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ (صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ۔

13. صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ صحیح مسلم، کتاب الحج، فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ۔

14. یہ وہ مشہور چبوترہ ہے، جہاں ان صحابہ کرام کا قیام ہوتا تھا جنہوں نے خود کو دین سیکھنے اور سکھانے کے لئے وقف کر دیا تھا، حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت کے مطابق یہاں ایک وقت ستر صحابۂ کرام تھے۔

جماعت سے عصر کی نماز ادا کی، یہ مسجد نبوی میں پہلی باجماعت نماز تھی، فرط خوشی سے میں بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے یہاں پہنچا دیا۔ نماز کے بعد جنازہ کی نماز کا اعلان ہوا، یہاں مشکل سے کوئی نماز گزرتی ہوگی جس کے بعد جنازہ کی نماز نہ ہو، جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد مشتاق صاحب نے متوجہ کیا کہ انگلینڈ کے کچھ لوگ ہمارے پیچھے ہیں، مڑ کر دیکھا، مخدوم مکرم مولانا یعقوب صاحب منشی قاسمی اور برادر معظم مولانا جہانگیری وغیرہ تھے، پہلے سے اطلاع تھی کہ یہ حضرات بھی حج کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، لیکن اندازہ نہیں تھا کہ مدینہ منورہ پہنچتے ہی ان سے ملاقات ہوجائے گی، ان حضرات سے معانقہ کیا اور خیریت دریافت کی۔

روضۂ مبارک پر حاضری

صحابہ کرام اور امت کے علماء کا اتفاق ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کے دوران حجرہ شریفہ کی زیارت کی جائے، نبی اکرم ﷺ اور صاحبین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر سلام پیش کیا جائے، حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر نبی ﷺ، اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر سلام پیش کرتے ہوئے دیکھا۔[15]

عصر کی نماز کے بعد ہم روضۂ مبارک پر سلام کے لئے چل پڑے، بہت ہجوم تھا، بڑی مشکل سے روضۂ مبارک کے پاس پہنچے، اور ان کلمات سے سلام پیش کیا:

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ، الصلوۃ والسلام علیک یا سید المرسلین وخاتم النبیین، لقد بلغت الرسالۃ، وادیت الامانۃ، السلام علیک یا ابابکر الصدیق، یا خلیفۃ رسول اللہ وصاحبہ فی

15 موطا امام مالک، باب ماجاء فی الصلاۃ علی النبی ﷺ۔

الغار، السلام علیک یا ابا حفص عمر بن الخطاب امیر المؤمنین، رضی اللہ تعالیٰ عن سائر اصحاب النبی ﷺ

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
اگرچہ غرق دریائے گناہم ترحم یا نبی اللہ ترحم

سلام پڑھنے کے بعد ہم اپنی رہائش پر واپس آگئے، اور طے کیا کہ مغرب کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں جائیں گے تو عشاء تک وہیں رہیں گے، مغرب کی نماز کے بعد میں نے ساتھیوں سے اجازت لی کہ کچھ لوگوں کو فون کرنا ہے، جاکر اپنے گاؤں کے ہارون بھائی اور عزیزی مکین احمد کو فون کیا، شیخ احمد عاشور[16] سے فون پر بات ہوئی، ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، ان کے پاس میرے محترم دوست محمد الرشید نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی سندوں پر راقم حروف کی تصنیف کردہ کتاب ''نفحات الهند والیمن باسانید الشیخ ابی الحسن'' کے سو نسخے مجھے دینے کے لئے چھوڑے تھے، انہوں نے کہا کہ وہ آج ہی عشاء کی نماز کے بعد باب السلام کے باہر ملیں گے۔

ایک خوشخبری

میں نے اپنے محترم دوست شیخ محمد بن عبداللہ آل الرشید کو فون کیا، اور ان کو اپنی آمد کی اطلاع دی، محمد الرشید نے بڑی خوشی کا اظہار کیا، اور مجھ سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس سال حج میں کون آیا ہے؟ میں نے پوچھا کون؟ محمد الرشید نے بتایا کہ شیخ عبدالرحمن الکتانی اس سال حج میں تشریف لائے ہیں، میں اس غیر متوقع خوشی سے اچھل پڑا، مجھے مکاتبۃً ان سے اجازت حاصل ہے، میری بڑی خواہش ان سے

16 برادر معظم شیخ احمد عاشور صالح اور صاحب علم نوجوان ہیں، پیدائش سنہ 1388ھ کی ہے، ان کے فضل وتقویٰ کو دیکھتے ہوئے میرے دوست محمد الرشید نے مجھ سے فرمایا کہ شیخ احمد عاشور اگرچہ عمر میں ان سے چھوٹے ہیں پھر بھی وہ ان کی شاگردی کے لئے تیار ہیں، شیخ احمد عاشور کی نانی مدینہ منورہ کے مسند شیخ محمد طاہر اسمٰعیل کی صاحبزادی ہیں۔

ملنے، اور بالمشافہ اجازت لینے کی تھی، ان سے ملاقات کے لئے رمضان شریف میں مراکش جانے کی نیت بھی تھی لیکن نہ جاسکا۔ سفر سے پہلے کئی بار دل میں آیا کہ اگر شیخ عبدالرحمٰن الکتانی بھی حج کیلئے تشریف لائیں تو ان سے ملاقات ہوجائے، اب یہ خبر میرے لئے بلکہ حدیث کے تمام طلبہ کے لئے بڑی اہم تھی، اور محمد الرشید نے وعدہ کیا کہ شیخ کتانی سے میری ملاقات کی سبیل انشاء اللہ ضرور پیدا ہوگی۔

شیخ احمد عاشور

عشاء کی نماز میں نے باب السلام کے باہر پڑھی، نماز کے بعد شیخ احمد عاشور سے ملاقات ہوئی، ان کی نانی مدینہ منورہ کے مسند شیخ محمد طاہر سنبل کی صاحبزادی تھیں، کچھ سال پہلے ان کا انتقال ہوا ہے، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے اجازت حاصل تھی، شیخ احمد عاشور سے میں نے "نفحات الھند" کے کچھ نسخے لئے، اور ان سے آئندہ ملاقات کی امید پر رخصت ہوگیا۔

رہائش پر آیا، نو بجے کے قریب ہم لوگ کھانے کے لئے نکلے، حرمین شریفین میں انڈین اور پاکستانی ریسٹورانوں کی کثرت ہے، وہ تمام کھانے جن سے ہم مانوس ہیں ہر طرف فراوانی سے ملتے ہیں، ہماری رہائش کے قریب بھی کئی ریسٹوران تھے، ایک ریسٹوران ہماری رہائش سے بالکل متصل تھا، ہم وہیں گئے، مشتاق صاحب نے کہا کہ سبزی کھاتے ہیں، مجھے اس کی توقع نہیں تھی کہ مشتاق صاحب گوشت چھوڑ کر سبزی کھانے کی بات کریں گے، میں نے بھنڈی کھائی، کھانے کے بعد ہم لوگوں نے چہل قدمی کی، اور اس کے بعد فون کرنے کے لئے گئے، میں نے یہاں کے وقت سے دس بجے (برطانیہ کے سات بجے) گھر فون کیا، اہلیہ اور تمام بچوں سے بات ہوئی، مریم رو رہی تھی جس سے مجھے بڑی تکلیف ہوئی، فاطمہ نے مٹھائی کی فرمائش کی۔ اس کے بعد ہم لوگ فوراً سوگئے۔ اسی رات میں نے فون پر شیخ محمد نمر الخطیب، شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر اور شیخ محمد عوامہ سے باتیں کیں اور ان سے ملاقاتوں کا وقت لیا۔

مدینہ منورہ میں دوسرا دن

27 ذی قعدہ 30 جنوری کی صبح کو چار بجے اٹھا، ضروریات سے فارغ ہوکر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے، بڑی تازگی محسوس ہوئی، ہم لوگ پانچ بجے سے پہلے حرم شریف کے لئے روانہ ہوگئے، راستہ میں رقت و وجد کی عجیب حالت طاری ہوئی، اس پاکیزہ وقت میں ہر طرف سے نبی اکرم ﷺ کے شیدائی پروانوں کی طرح حرم شریف کی سمت بڑھ رہے تھے، یہ منظر کتنا نشاط انگیز اور وجد آفریں تھا۔ حرم شریف میں داخل ہوکر تہجد کی نماز پڑھی، قرآن شریف کی تلاوت کی اور صبح کے وقت کی دعائیں پڑھیں، پانچ بج کر پینتیس منٹ پر فجر کی اذان ہوئی، سنت اور فرض کی ادائیگی کے بعد روضہ مبارک پر سلام کے لئے حاضر ہوئے، آج سلام پیش کرتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ رقت طاری ہوئی اور رونا آگیا۔

زرحمت کن نظر ہر حال زارم یا رسول اللہ
غریبم، بے نوایم، خاکسارم یا رسول اللہ
زداغ ہجر تو کے دل فگارم یا رسول اللہ
بہار، صد چمن در سینہ دارم یا رسول اللہ
توئی تسکین دل آرام جاں صبر و قرار من
رخ پرنور جان بے قرارم یا رسول اللہ
توئی مولائے من، آقائے من والی جان من
توئی دانی کہ جز تو کس نہ دارم یا رسول اللہ
دم آخر نمائی جلوہ دیدار جامی را
زلطف تو ہمیں امید دارم یا رسول اللہ

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جب بھی سلام کے لئے حاضری ہوئی آپ ﷺ کے احسانات اور آپ ﷺ کی عظیم قربانیوں کی یاد تازہ ہوگئی، دنیا کے ہر گوشہ سے آپ ﷺ کی امت کے افراد حاضر ہو کر سلام پیش کر رہے ہیں اور احسان شناسی کا ثبوت دے رہے ہیں، اسی طرح کا احساس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پیش کرتے ہوئے ہوتا ہے۔

بقیع الغرقد میں حاضری

سلام کے بعد ہم بقیع کی طرف بڑھے، بقیع مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے، اس میں تقریباً دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں، یہیں خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفانؓ، حضور اکرم ﷺ کی اکثر ازواج مطہراتؓ، بنات طاہراتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت حسنؓ، بہت سے تابعین، تبع تابعین اور علماء و محدثین رحمہم اللہ مدفون ہیں، حضور اکرم ﷺ بقیع تشریف لاتے اور یہاں کے مدفونین کے لئے دعا فرماتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ان کے مکان پر تشریف لاتے، رات کے آخر میں بقیع تشریف لے جاتے، اور فرماتے: **السلام علیکم دار قوم مؤمنین، واتاکم ماتوعدون، غدامؤجلون، وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون، اللٰھم اغفر لاھل البقیع الغرقد**[17] ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ کے رب کا فرمان ہے کہ آپ بقیع والوں کے پاس آئیں اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: کہو **السلام علی اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقد مین منا والمستاخرین، وان شاء اللہ بکم لاحقون**[18]

---

17. صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا.
18. صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا.

ہم بقیع الغرقد پہنچے تو دیکھا کہ بقیع زیادہ تر شیعوں سے بھرا ہوا ہے، مسجد نبوی میں نماز کے وقت یا سلام کے لئے بمشکل کوئی ایرانی نظر آتا ہے، لیکن بقیع الغرقد میں ایرانیوں اور عام شیعوں کی بھیڑ لگی ہوتی ہے، بقیع میں مدفون ائمہ اہل بیت کی قبروں پر حاضر ہوتے ہیں اور ان کی مظلومیت کی داستانیں سنا کر اور بیان کر کے روتے اور چلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے:

ولا تنس باقی صحبه واهل بیته	**وانصاره والتابعین علی الهدی**
فکلهم اثنی الاله علیهم	**واثنی رسول الله ایضا واکدا**
فلا تک عبدا رافضیا فتعتدی	**فویل وویل فی الوری لمن اعتدی**
فحب جمیع الآل والصحب منهبی	**غدا بهم ارجو النعیم المؤبدا**
ونسکت عن حرب الصحابة فالذی	**جری بینهم کان اجتهادا مجردا**
فیا رب ابلغهم جمیعا تحیة	**مبارکة تتلو سلاما ممجدا**

ہم نے بقیع کے مدفونین کی خدمت میں سلام عقیدت پیش کیا، اور فاتحہ پڑھ کر ان کے لئے دعا کی، بقیع میں دوبارہ حاضری کا ارادہ ہے۔

بقیع الغرقد کی حاضری کے بعد رہائش کی طرف واپسی ہوئی، قریب ہی ایک ریسٹوران میں پائے (نہاری) اور پراٹھے کا ناشتہ کیا، چائے پی، چائے بہت لذیذ تھی، اس کے بعد کچھ پوسٹ کارڈ خریدے، جن پر روضۂ مبارک کی تصویریں تھیں، گھر کے تمام لوگوں کے نام کارڈ بھیجے، مریم اور فاطمہ ابھی اردو نہیں پڑھ سکتیں، پھر بھی ان کے نام اردو میں کارڈ بھیجے کہ اپنی والدہ یا اپنی بہنوں سے سن لیں گی، اور ان کے لئے ایک یادگار ہوگی، پوسٹ کارڈ بھیجنے کے بعد میں نے اور مشتاق صاحب نے تھوڑی دیر چہل قدمی کی، پھر ظہر کی نماز کی تیاری کی، اور بارہ بجے کے قریب ہم لوگ حرم شریف کے لئے نکلے، آج کل مدینہ منورہ میں دھوپ بہت اچھی ہے، اور موسم بھی خوشگوار، گرم

کپڑوں کے پہننے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

ظہر کی نماز کے بعد باب عمر بن الخطاب ﷺ پر عزیزی حافظ کلیمن سے ملاقات ہوئی، ان کے ساتھ ان کے دو اور ساتھی تھے، ان کے ساتھ نشست رہی، تھوڑی دیر میں وہ لوگ رخصت ہو گئے، عصر کی نماز پڑھ کر میں اپنی رہائش پر آ گیا، کیونکہ مغرب کی نماز کے بعد شیخ محمد نمر الخطیب سے اور عشاء کے بعد شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر سے ملاقات کرنی تھی، نکلنے سے پہلے غسل کیا، شروانی پہنی، خوشبو لگائی اور ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ تحفے لئے۔ پانچ بجے کے قریب حرم شریف آ گیا، وہاں عزیزی کلیمن انتظار کر رہے تھے، ان کے ساتھ شیخ محمد نمر الخطیب سے ملنے کے لئے چل پڑا، شیخ وادی بطحان میں رہتے ہیں عام طور سے ٹیکسی والوں کو یہ جگہ نہیں معلوم، بڑی مشکل سے ایک ٹیکسی والا راضی ہوا، اس نے وہاں تک جانے کے بیس ریال لئے، وادی بطحان پہنچ کر مسجد الصانع میں مغرب کی نماز باجماعت ادا کی، مسجد سے مشرق میں ایک بڑی سفید عمارت ہے، یہی شیخ کا گھر ہے، ہم شیخ کے گھر پہنچے، اور تھوڑی ہی دیر میں شیخ تشریف لائے۔

شیخ محمد نمر الخطیب کی مجلس

شیخ سے کئی بار فون پر بات ہو چکی تھی، خط و کتابت بھی تھی، اور شیخ نے مراسلۃً مجھے حدیث کی اجازت بھی دی تھی[19] عرصہ سے شیخ سے ملنے کی خواہش تھی، آج (27 ذی القعدہ 1423ھ/30 جنوری 2003ء شام کو مغرب کے بعد تقریباً ساڑھے چھ بجے یہ مبارک موقع ملا، شیخ وجیہ اور پرکشش شخصیت کے مالک ہیں، شام کے رہنے والے ہیں، ازہر میں تعلیم حاصل کی ہے، ان کے شیوخ میں شیخ محمد حبیب اللہ الشنقیطی (م 1363ھ)، شیخ محمد السماالوطی اور شیخ یوسف الدجوی جیسے علماء اور

---

19 تبرک اور افادہ عام کے لئے یہاں شیخ کی اجازت نقل کر رہا ہوں: بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على افضل المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين، امابعد: فقد كتب الى الاخ الكريم الفاضل محمد اكرم الندوى المتخرج من دار العلوم لندوة العلماء فى الهند، والمتخصص بها فى الحديث النبوى الشريف يطلب منى . محسنابى الظن جزاه الله خيرا. ان اجيزه فى الحديث الشريف، ولقد كنت اولى منه بطلب الاجازة، جعلنى الله واياه من العلماء العاملين والدارسين لسنة رسول الله ﷺ دراسة صحيحة ترضى الله ورسوله ﷺ هذا وبناء على طلبه فقداجزت الاخ فى الله تعالىٰ الاستاذ محمد اكرم الندوى اجازة عامة وخاصة بكل ما اجازنى به مشايخى رضى الله تعالىٰ عنهم . ومن جملة من اجازنى العلامة المحدث المدقق من شاع ذكره فى الاقطار الشيخ محمد حبيب الله بن الشيخ سيدى عبدالله بن سيدى احمد اليوسفى الشنقيطى المالكى المتوفى سنة 1363 (هجرية) والمدفون بالقرافة بمصر و المدرس بالازهر الشريف رحمة الله تعالىٰ صاحب الكتب والمؤلفات الكثيرة التى منها (زاد المسلم فيما اتفق عليه البخارى ومسلم) فى خمس مجلدات، رحمه الله برحمته الواسعة، وقداجازنى بسنده الى ثبت الامير هذا وقد اجازنى الامام المحدث الجامع لعلوم الاسلام الشيخ محمد العربى العزوزى الفاسى المغربى امين دار الفتوى فى البنان والمتوفى فى بيروت، رحمه الله رحمةً واسعة، بكل مروياته ومسموعاته وبعلومه العقلية والنقلية على مافى ثبته المسمى (اتحاف ذوى العناية) وانى اوصى الاخ المذكور بما اوصانى مشايخى: بتقوى الله تعالىٰ ومراقبته فى السراء والضراء، ونفع المسلمين، والادب مع العلماء واهل الله والتواضع والخلق الحسن الفقير محمد نمر الخطيب الحسينى.

مسندین ہیں، شیخ کی عمر اس وقت پچانوے سال کے قریب ہے، لیکن چہرہ بہت تازہ، صلاح وتقویٰ اور للّٰہیت واخلاص کے آثار نمایاں ہیں، شیخ نے شام میں مغربی استعمار کے خلاف عملی جہاد میں بھی حصہ لیا ہے نقشبندیہ سلسلہ میں ترکی کے ایک شیخ سے خلافت واجازت حاصل ہے، تصوف وروحانیت میں اس وقت اہل مدینہ آپ کی امامت اور جلالت شان پر متفق ہیں:

سالھا در کعبہ وبتخانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

دعائیہ کلمات

شیخ کی خدمت میں سلام عرض کیا، شیخ نے مجھ سے پوچھا کہ میں آکسفورڈ میں کیا کام کرتا ہوں، شیخ نے محسوس کیا کہ یونیورسٹی کے ماحول میں جہاں مستشرقین اور اعدائے اسلام کا غلبہ ہے کام کرنا کس قدر دشوار ہوگا، اور ساتھ ہی مغرب کے فتنوں کا بھی شیخ کو خوب احساس ہے، مجھے بڑی دعائیں دیں اور بڑی محبت فرمائی، میرے متعلق اتنے اونچے کلمات ارشاد فرمائے جو مجھے اپنی حیثیت سے زیادہ معلوم ہوئے۔ شیخ کی گفتگو قلمبند کرنے کی کوشش کی جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے، شیخ نے فرمایا: اللہ روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کرے، اور یاد رہے کہ اللہ ایمان والوں کا ساتھ دیتا ہے، انہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال کر لاتا ہے، اور یہ سب سچی نیت، اور رب العالمین کی طرف صحیح توجہ پر مبنی ہے، ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کرے، ہر تنگی سے تمہارے لئے نکلنے کا راستہ پیدا کرے، اور ہر فکر وغم سے کشادگی نصیب کرے، تمہاری بصیرت وبصارت کو روشنی بخشے۔ [20]

20۔ اللہ یؤیدک بروح القدس، ولاتنس ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا ویخرجھم من الظلمات الی النور، وھذا کلہ بحسب النیۃ الصادقۃ، والتوجہ الصحیح الی رب العالمین تبارک وتعالیٰ، ونحن ندعولک ان شاء اللہ ان یؤیدکم بروح القدس، ویجعل لکم من کل

مسلمانوں کے طرز عمل کی بلندی

اس کے بعد شیخ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے اخلاق کس قدر بلند واعلیٰ تھے، صلیبیوں نے بیت المقدس میں خونریزی اور سفاکی کی حد کردی، اور جب صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس کو ان کے تسلط سے آزاد کیا تو آپ نے کس قدر عفو ودرگزر کا معاملہ کیا۔

شیخ نے مزید فرمایا: مسلمانوں نے اہل یونان وروم کی تصنیفات ان کی اجازت سے حاصل کیں، ان کی حفاظت کی، اور وہ کتابیں مسلمانوں کی لائبریریوں میں باقی رہیں، انہیں یونانی اور رومی کتب خانوں کے نام سے یاد کیا جاتا رہا، لیکن جب اندلس میں صلیبیوں کا غلبہ ہوا، انہوں نے مسلمانوں کی پبلک اور پرائیوٹ لائبریریاں سب کی سب نذر آتش کردیں، یہ ہے فرق اسلام کی تہذیب اور یونانی اور رومی تہذیبوں کے درمیان، جس وقت مسلمان ریشم کے کپڑے استعمال کررہے تھے یورپ کے بادشاہ دباغت دیئے بغیر گائے کی کھال پہنتے تھے، یہ ہے فرق ہمارے اور ان کے دین، تہذیب، فلسفہ اور کلچر میں، ہم نے ان کی کتابوں کو زندگی بخشی اور انہوں نے ہماری کتابیں پارہ پارہ کردیں، ہم نے ان کو علوم وفنون سکھائے لیکن جب انہیں ہم پر غلبہ حاصل ہوا انہوں نے ہمیں علم وہنر سے دور رکھنے کی کوشش کی، پروفیسر ندبون نے اپنی کتاب "تہذیب عرب" میں کتنی منصفانہ بات لکھی ہے کہ "دنیا نے عربوں سے زیادہ انصاف پسند اور عظیم تر انسان نہیں دیکھے"۔ جب انگریز فلسطین میں داخل ہوئے انہوں نے اپنے ساتھ اس مقدس سرزمین میں طوائفوں اور مختلف قسم کی شرابوں کو بھی داخل کیا، یہ ہے ان کی تہذیب:

(بقیہ حاشیہ نمبر 20) ضیق مخرجا، ومن کل ھم فرجا، وان ینور بصر کم وبصیرتکم، واوصیکم اذا اظلم علیکم شیء: اقرؤا الفاتحۃ لرسول اللہ ﷺ وصلوا علیہ عشر مرات، واطلبوا منہ الفتح والنصر، وسوف ترون مایسر کم ان شاء اللہ، لایخزیکم اللہ، وانتم فی عملکم تنصرون اللہ واللہ ناصر کم

فرنگیوں کو عطا خاک سوریا نے کیا — نبی عفت و غم خواری و کم آزاری
صلہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لئے — مے و قمار و ہجوم زنان بازاری

جب فرانس کا شام پر تسلط ہوا تو فرانسیسی فوج کا جنرل غورو، صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس آیا اور قبر کو لات مارتے ہوئے کہا: اے صلاح الدین اٹھ ہم آ گئے ہیں۔21

پھر شیخ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ تم جیسے نوجوان کھڑے ہوں، اور ان اہل مغرب خاص طور سے امریکیوں اور برطانیوں کے حقائق لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں، یہ بش اللہ اسے غارت کرے، اس کا وزیر خارجہ کہتا ہے کہ عربوں کو تیل دے کر خدا نے غلطی کی، مغرب آج اپنی تاریخ بھول گیا، عیسائیوں نے آج اپنا ماضی فراموش کر دیا، عیسائی تہذیب گندگیوں سے بھری ہوئی تھی، پادری کی اس سے شہرت ہوتی تھی کہ اس کہ جسم پر کتنی گندگیاں لگی ہوئی ہیں22۔

21۔ الكتب اليونانية والرومانية حينما اخذها المسلمون باذن اهلها حافظوا عليها، وبقيت عندهم مكتبات، يقال لها المكتبات الرومانية واليونانية، ولما انتصر الصليبيون في الاندلس جمعوا مكتبات المسلمين الخاصة و العامة وجعلوها في مكان واحرقوها بالنار، هذا هو الفرق بين حضارة الاسلام و حضارة اليونان والرومان بصفة عامة لما كان المسلمون يلبسون الحرير كان ملوك الغرب يلبسون جلود البقر من غير دباغة، هذا هو الفرق بيننا وبينهم دينا وحضارة وفلسفة وثقافة، نحن احيينا كتبهم، وهم مزقوا كتبنا، نحن علمناهم وهم جهلونا لما انتصروا علينا، ولقد انصف الاستاذ لدبون حينما قال في كتابه "الحضارة العربية": "ماعرف العالم اعدل ولا اعظم من العرب". لما دخلت الانكليز الى فلسطين ادخلوا معهم سيارات مملوئة بالمومسات والخمور، هذه هي حضارتهم، ولما دخلت فرنسا الى سورية ذهب غور و رئيس الجيش الفرنسي الى قبر صلاح الدين الايوبي، وضرب القبر برجله، وقال: قم ياصلاح الدين فقد أتيناكم۔

22۔ مشہور مزاحیہ نگار ابن انشا اپنے ایک سفرنامہ میں لکھتے ہیں: قرون وسطی میں لندن اور پیرس گمنام قریے تھے، گندگی کے ڈھیر تھے، پادری لوگ نہانے والوں کے کوڑے لگوایا کرتے تھے کہ یہ مسلمان ہو گئے ہیں (آوارہ گردی ڈائری ص74) ایک دوسرے سفرنامہ میں لکھتے ہیں: لندن میں کوئی نہانے کی بات کرے تو سمجھو کہ لندن کا نہیں،

جبکہ مسلمانوں کا مذہب پاکیزگی اور طہارت پر مبنی ہے، مسلمان غسل کرتے ہیں اور وضو کرتے ہیں۔23

شیخ کے صاحبزادہ اور ایک شاگرد

تھوڑی دیر کے بعد شیخ کے صاحبزادے آ گئے، شیخ نے ان کا تعارف کرایا: یہ ڈاکٹر احمد محمد نمر الخطیب ہیں، انہوں نے حدیث شریف میں اختصاص کیا ہے۔24 مجلس میں شیخ کے ایک شاگرد بھی شریک تھے، شیخ نے ان کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: ''یہ حمزہ محمود الخیاط ہیں، یہ میرے عزیز ترین شاگردوں میں سے ہیں، ازہر شریف میں ان کا امتحان ہونے والا ہے''25

مسلمانوں کا احسان

اس کے بعد شیخ نے پچھلے موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا: ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان یہ فرق ہے، ہم نے ان کے علوم سے استفادہ کیا، پھر ان میں اضافہ کیا، اور انہیں بہتر بنایا، مثلاً ہم نے اہل یونان سے منطق و فلسفہ اخذ کیا، یونانی منطق جب اہل یونان کے پاس تھی چند صفحات سے زیادہ نہیں تھی، مسلمانوں کے پاس پہنچ کر یہی منطق کئی جلدوں پر مشتمل ہو گئی، اہل یونان کے یہاں فلسفہ میں طبعیات،

(بقیہ حاشیہ نمبر 22) لندن کے باہر کا ہے 0000 قرون وسطی میں تو سچے عیسائی کی نشانی یہ تھی کہ کبھی نہ نہاتا ہو، اگر کوئی ہفتے کے ہفتے باقاعدگی سے نہانے والا ہو تو اسے مسلمان سے تشبیہ دیتے تھے اور موقع ملے تو پکڑ کر ایذا کی مشین سے بھی باندھ دیتے تھے۔ (دنیا گول ہے ص302)۔

23۔ انا اريد امثالكم ان تبينوا حقائق هؤلاء الغربيين، خاصة الامريكان والبريطانيين. هذا بوش قاتله الله، وهذا وزير خارجية امريكا يقول: غلط الرب حينما وضع النفط في بلاد العرب. جهل الغرب اليوم تاريخه، وجهل المسيحيون تاريخهم، كانت حضارة المسيحية بالاوساخ، وكان الراهب يعرف بكثرة الاوساخ عليه، والمسلمون في طهارة يغتسلون و يتوضؤون۔

24۔ هذا الدكتور احمد محمد نمر الخطيب متخصص في الحديث النبوي الشريف۔

25۔ هذا حمزة محمود الخياط، من اكرم تلاميذي، سوف يمتحن في الازهر الشريف۔

ریاضیات اور الٰہیات کے مسائل مخلوط تھے، جب مسلمانوں نے اس فلسفہ کو عربی میں منتقل کیا تو ریاضیات اور طبیعیات سے استفادہ کیا، کیونکہ یہی حقیقی علوم اور حقیقی فلسفہ تھے، یونانیوں کی الٰہیات خرافات کا مجموعہ تھی، خداؤں کی تعداد ان کے یہاں انسانوں اور جانوروں کے برابر تھی، اور یہ خدا آپس میں ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے، یونانی اور رومی فلسفہ خرافات کے ساتھ مخلوط تھا، عربوں نے یہ علوم لئے، ان میں اضافے کئے، اور ان کو ترقی دی، اگر عرب نہ ہوتے تو علم ریاضی میں دنیا دس سے آگے نہ بڑھتی، جب عربوں نے صفر کا انکشاف کیا اس وقت دنیا نے حساب و ریاضی کا صحیح مفہوم سمجھا، اور آج تک دنیا عربوں کی احسان مند ہے، اگر مغرب کے لوگ انصاف سے کام لیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ عربوں کے ان پر کتنے احسانات ہیں، لیکن یہ خدا کے دشمن ہیں، استفادہ کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں، اللہ ظالموں کی حرکتوں سے غافل نہیں ہے۔26

نصرت الٰہی

شیخ نے اثنائے کلام مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کا ذمہ لے رکھا ہے جو اس کے دین کی مدد کرے، انشاء اللہ آپ لوگ اپنے دشمنوں

26 هذا هو الفرق بيننا وبين هؤلاء الناس، نحن أخذنا شيئا من علومهم، وزدنا ها، وهذبناها، مثلا اخذنا عن اليونان المنطق و الفلسفة، كان المنطق اليوناني ورقات عند اليونان فصار في علم المسلمين مجلدات، والفلسفة كانت عند اليونان يدخل فيها الطبيعيات والرياضيات والالهيات، ولكن الالهيات التي كانت عند اليونان والرومان كانت خرافات، كان عدد الالهة كعدد البشر والحيوانات، كانت الآلهة تتقاتل بعضها مع بعض، وكانت الفلسفة اليونانية والرومانية ملتحمة مع الخرافات، بعضها مع بعض، فاخذ العرب هذه العلوم وهذبوها وزادوا عليها، ولولا العرب ما استطاع العالم ان يزيد على العشرة في عالم لرياضة، ولما اكتشف العرب الصفر عرف العالم معنى الحساب والرياضيات، ودانوا بهذا الى يومنا هذا، لو انصف اهل الغرب اليوم لعرفوا فضل الاسلام عليهم، ولكنهم اعداء الله يستفيدون وينكرون، وما الله بغافل عما يعمل الظالمون۔

پر غالب آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں تہذیب و آداب سکھائے کہ: ''حکمت اور اچھے وعظ سے اپنے پروردگار کے راستہ کی دعوت دو، اور ان سے اچھے انداز سے گفتگو کرو'' اور ''اہل کتاب سے بہترین انداز میں گفتگو کرو''27

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا تذکرہ

اس کے بعد شیخ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ابوالحسن ندوی ہمارے مخلص اور گہرے دوست تھے، اللہ ان پر رحمت بھیجے، جب وہ پہلی بار شام تشریف لائے اس وقت سے ہماری دوستی ہوگئی، اور ہم ہمیشہ ایک دوسرے سے ملتے رہے''28

شیخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ یہاں بغیر کسی اطلاع کے تشریف لائے، میں ان کی ملاقات و استقبال کے لئے پہنچ گیا، فرمایا: آپ کو میرے آنے کی خبر کیسے ہوگئی، کوئی وادی ایسی نہیں کہ میں وہاں گیا ہوں اور وہاں کوئی نمر (تیندوا) نہ ہو۔29

شیخ نے مزید فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت سید ابوالحسن علی ندویؒ تشریف لائے، مجھ کو پہچانا نہیں، پوچھا کہ میں کون ہوں، جب میں نے نام بتایا، فوراً کھڑے ہوگئے، گلے لگایا اور بوسہ دینا شروع کر دیا۔

27 الله تكفل بالنصر لمن ينصره، وان شاء الله انكم لمنصورون على اعدائكم، وقد هدانا الله فقال: ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن، وقال: ولاتجادلوا اهل الكتاب الابالتي هي احسن۔

28 كان ابو الحسن صديقا حميما لنا، رحمه الله، اول ما اكرم الله دخل الشام، واول كرامة ان عرفني وعرفته حين دخوله الشام لاول مرة، ولم نقطع عن الاجتماع يوما۔

29 من اعلمك انى هنا، مادخلت واديا الاورايت فيه نمرا۔

اس کے بعد شیخ نے پوچھا کہ کیا حضرت مولانا علیہ الرحمۃ پر عربی زبان میں کوئی کتاب آئی ہے، میں نے ڈاکٹر یوسف القرضاوی 30 کی کتاب ''ابوالحسن

---

30 علامہ شیخ یوسف القرضاوی عالم اسلام کے عظیم مفکر اور درجہ اجتہاد پر فائز فقیہ ہیں، فتووں میں مسلمانوں کے لئے آسانی اور تیسیر کی طرف توجہ دیتے ہیں اصول دین میں سخت ہیں، ور فروع میں نرمی برتتے ہیں، ازہر شریف اور ازہر شریف سے باہران کے شیوخ کی تعداد کافی زیادہ ہے، حدیث کی اجازت ان کو علامہ محدث أحمد بن الصدیق الغماری، اور عبد الفتاح أبوغدة رحمہ اللہ سے حاصل ہے، میں نے شیخ کے حالات، افکار و تصانیف کے تعارف، اور اسانید پر ''کفایۃ الراوی عن العلامۃ الشیخ یوسف القرضاوی'' مرتب کی ہے جو چند سالوں پہلے دار القلم سے شائع ہوئی، شیخ سے میں نے کافی استفادہ کیا ہے، اور حدیث وفقہ میں مختلف چیزیں ان سے پڑھی ہیں، شیخ نے میرے لئے متعدد اجازت نامے تحریر کئے، یہاں پر تبرک کے لئے دو اجازتوں کے نقل پر اکتفا کرتا ہوں۔

1۔ الحمدلله و الصلاة و السلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن اتبع هداه، أمابعد فقد سعدت بزيارة الابن النجيب والأخ الحبيب الشيخ محمد أكرم الندوى فى فندق راين دول فى مدينة أوكسفورد فى اجتماع مجلس أمناء مركز أوكسفورد للدراسات الإسلامية، وقد قرأعلى فصلا من كتابى "الفتوى بين الانضباط والتسيب" و كانت قرء ته فى غاية الجودة، وأداؤه بالعربية فى غاية السلامة، وهو هندى أعجمى، ولكن هذا ليس بغريب على خريج ندوة العلماء التى أسسها علماء كبار مجددون حتى انتهت إلى العلامة الداعية الكبير الشيخ أبى الحسن على الحسنى الندوى إنى لألمح فى هذا الشاب البحاثة المتألق عالما متمكنا يملك أدوات العلم ومفاتيحه، ويملك القريحة و الموهبة التى تؤهله لأن يكون له مكان بين أهل الدعوة والفقه، وأن يدعم تيار الوسطية الاسلامية الذى هو المعبر بحق عن وسطية الأمة ووسطية الإسلام، وخصوصا مع رغبته الصادقة فى التعلم والازدياد من العلم والانتفاع بالعلم حيثما كانوا. أسأل الله تعالىٰ أن يبارک فيه وينفع به، ويجعله من الذين يتعلمون فيعلمون، ويعلمون فيعملون، ويعملون فيخلصون، ويخلصون فيقبلون، اللهم آمين، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم الفقير اليه تعالىٰ يوسف القرضاوى، اوكسفورد، الاربعاء 1416/2/5ھ

2۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، الحمد لله، والصلاة والسلام على سيدنا ومعلمنا واسوتنا وحبيبنا رسول الله ، وعلى آله وصحبه ومن اتبع هداه، امابعد، فقد عرفت ابننا واخانا الفاضل الباحث النابه والعالم المدقق الراغب فى الاستزادة من العلم ، والغواص فى بحوره للحصول على لآلئه الشيخ محمد اكرم الندوى، وقد شرفنى بتقديم كتابه "اصول الشاشى" فى علم اصول الفقه، وقد سرنى اهتمامه بالجمع بين الفقه واصوله، وبين الحديث وعلومه، وهو ماانادى به من زمن بعيد، فقد رايت اكثر المشتغلين بالحديث لا يتعمقون فى معرفة الفقه ومقاصده واصوله وقواعده، واكثر الذى يشتغلون بالفقه لايجيدون علوم الحديث

الندوی کا عرفتہ'' کا تذکرہ کیا، شیخ نے فرمایا: مولانا کے متعلق تم لوگوں میں سے کوئی لکھے'' 31 اور شیخ نے مجھ سے خاص طور سے فرمایا کہ عربی زبان میں حضرت مولانا کی مفصل سوانح لکھوں، میں نے اس کا وعدہ کیا، اور شیخ سے دعا کی درخواست کی۔ 32

شیخ نے فرمایا کہ مجھ سے شیخ ابوالحسن نے تزکرہ کیا کہ انہوں نے شاہ فھد کو دو خط لکھے جس میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی، شیخ فہد ان کا احترام کرتے تھے، اس لئے ان کے انتقال پر حرمین شریفین میں نماز جنازہ غائبانہ کا فرمان صادر کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ جب تک حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اردو میں لکھتے رہے ان کی شہرت صرف ہندوستان میں تھی، جب انہوں نے عربی زبان میں لکھنا شروع کیا پورا عالم اسلام ان سے واقف ہوگیا، اور ہر طرف ان کے جہاد کی شہرت پھیل گئی۔ 33

شیخ نے فرمایا کہ حضرت مولانا جب پہلی بار شام تشریف لائے تو ایک بڑے مجمع سے خطاب کیا اور فرمایا کہ اے میرے عرب بھائیو آپ کے آباء واجداد ہندوستان

(بقیہ حاشیہ نمبر 30) رواية ولادراية، وكان من المهم للتجديد فى عصرنا ان يكون قنطرة واصلةوقد طلب الى الاخ العزيز الحبيب الشيخ محمد اكرم ان اجيزه فى الحديث ، وانا لاارى نفسى اهلالذلک، ولكن جريا على سنة اسلافنا من السادة العلماء، ائمة هذا الشان، وتبر كابما سنوه لنافى هذا الامر، واستجابة لرغبة ابننا النجيب واخينا الحبيب اجيزه فى علوم الحديث رواية ودراية، كما اجيزه فى علم الفقه واصوله وقواعده ، وفى سائر العلوم الاسلامية التى اسال الله تعالىٰ ان يسدد خطواته فيها جميعا، وان ينير له الطريق، ويهديه سواء السبيل، ويشرح له صدره، وييسر له امره، ويوفقه الى الجمع بين القديم النافع و الجديد الصالح، والموازنة بين ثوابت الشرع ومتغيرات العصر، وان يجعله واياناً من الذين يعلمون فيعملون، ويعملون فيخلصون، ويخلصون فيقبلون، انه سميع الدعاء الفقير اليه تعالىٰ يوسف القرضاوى، مدينة اوكسفورد، جمادى الاولى 1419ھ

31 يؤلف واحد منكم كتابا عن ابى الحسن۔

32 ادھر چند ہفتے پہلے استاذ محمد علی دولہ نے بھی مجھ سے فرمائش کی کہ ''اعلام المسلمین'' کی سیریز کے لئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مفصل کتاب لکھوں، میں نے وعدہ کرلیا ہے، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

33 فلما كتب بالعربية عرفه العالم الاسلامى كله وعرف جهاده۔

تشریف لائے اور ہمارے سامنے اسلام پیش کیا اور اس کی افادیت بیان کی، ہم نے ان کی دعوت قبول کی، آج آپ لوگوں نے اسلام سے دستبرداری اختیار کرلی ہے اور اسے چھوڑ دیا ہے، آپ ہمیں بتائیں تا کہ ہم بھی اسلام سے دستبردار ہو جائیں اور اسے چھوڑ دیں 34 اس پر پورا مجمع کھڑا ہو گیا اور جوش سے بھر گیا۔ اے اللہ شیخ ابوالحسن پر رحمتیں نازل فرما، جب وہ شام آئے تھے، ان کا اعتماد خدا پر تھا، ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، توکل ان کا سرمایہ تھا: ع

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را اے اللہ پوری امت محمدیہ پر رحم فرما 35

شیخ کی دعا

اس کے بعد شیخ نے میری طرف توجہ کی اور دعا کی: اللہ تمہیں ان فتوحات سے نوازے جن سے اس نے عارفین کو نوازا ہے، اللہ تمہیں اسلام کی عظیم شخصیات میں سے بنائے، اللہ کا لحاظ کرو اللہ تمہیں علم عطا کرے گا، تمہاری ملازمت ایک امتحان ہے، تقویٰ کے علاوہ کوئی چیز تمہارے لئے سودمند نہیں، اللہ کا لحاظ کرو اللہ تمہیں علم عطا کرے گا، جب تم اللہ کا لحاظ کرو گے تو تم دیکھو گے کہ تم پر ہر ایک سوال کا جواب القاء ہو رہا ہے، اللہ تم پر اس کا علم کھول دے گا، جو اللہ کا لحاظ کرتا ہے اللہ اس کیلئے راستہ نکالتا ہے، اللہ تعالیٰ نے علماء کو علم سے نوازا کیونکہ وہ اللہ کا لحاظ کرتے تھے، اللہ تمہیں فتوحات سے نوازے، تمہاری بصارت وبصیرت کو روشنی عطا کرے، اور تمہارا راستہ منور کرے۔ 36

---

34 والیوم انتم بطّلتم الاسلام فخبرونا حتی نبطل الاسلام ونترکه۔

35 اللهم ارحمه رحمة واسعة، لما جاء الی الشام کان متوکلا علی الله، ماعنده شیء، کانت بضاعته التوکل، کان طریقه کلها التوکل علی الله، اللهم ارحم امة محمد اجمعین۔

36 الله یفتح علیک فتوح العارفین، الله یجعلک من صنادید الاسلام، اتق الله ویعلمک الله، انت مبتلی بهذه الوظیفة، لاینفعک الاتقوی الله، اتق الله ویعلمک الله، لماتتق الله تجد کل سؤال یلقي علیک جوابه، کل شیء تجابه به یلقی فیک علمه، الله یفتح علیک علمه، من یتق الله یجعل له مخرجا، العلماء القی الله علیهم العلم لانهم کانوا فی تقوی من الله، نصف العلم یؤخذ من الکتاب، والفتوحات من الله تعالیٰ، الله یفتح علیک، وینور الله بصرک وبصیرتک، ویجعل النور امامک۔

اسلام کا احسان عظیم

شیخ نے اسلام کے ذریعہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس دین سے ہمارا انتساب اللہ کا فضل عظیم ہے۔ 37

اجازت حدیث

اس کے بعد شیخ نے مجھے اجازت حدیث سے نوازا دوران اجازت اپنی ثبت کا تذکرہ کیا، میں نے عرض کیا کہ کیا ثبت شائع ہو گئی ہے، فرمایا: انشاءاللہ جلد ہی شائع ہو گی 38 اور فرمایا: میں نے اپنے تمام شاگردوں کو تاکید کی ہے کہ اللہ کی رضا کے واسطے اپنے گھر طلبہ کے لئے کھلا رکھیں، اپنی طاقت وصلاحیت کے مطابق دعوت کا کام کریں، اور اللہ کی رضا کے لئے لوگوں کو سکھائیں، نہ کسی بدلہ کی امید کریں اور نہ ہی شکریہ کی، اے اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں سے بنا، اے اللہ ان فضائل سے ہمیں آراستہ کر جس طرح تو نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا ہے، اے رب العالمین۔ 39

علامہ یوسف النبھانی

دوران گفتگو اپنے شیخ علامہ یوسف النبھانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: شیخ یوسف نبھانی فلسطین کے ایک شہر کے رہنے والے تھے، جس کا نام "اجزم" ہے، یہ حیفا سے قریب واقع ہے، انہوں نے ازہر شریف میں علم حاصل کیا، یہاں تک کہ ان کا شمار

---

37 نحن ننتسب الی هذا الدین، هذا فضل الله العظیم۔

38 سیصدر قریبا انشاء الله۔

39 انا شرطت علی کل من اخذمنی ان یفتح بیته لطلاب العلم متبرعا لله تعالیٰ، وان یکون داعیا الی الله بحسب قدرته واستطاعته، وان یعلم لوجه الله، لاجزاء ولا شکورا، اللهم اجعلنا منهم، اللهم اجعلنا منهم، خصنا بهذا المکارم کما خصصا بالاسلام بفضلک وکرمک یا رب العالمین۔

ازہر کے علماء میں ہونے لگا، دین کے دفاع میں جہاد کرنے والے اہم لوگوں میں سمجھے جاتے تھے، وہ ہائی کورٹ کے جج تھے، اپنے قلم اور زبان سے جہاد کرنے میں وہ کس قدر پیش پیش تھے، اللہ اور سنت کی دعوت اور اہل بدعت وضلال کی مخالفت میں انہوں نے سینکڑوں کتابیں تصنیف کیں، اللہ ان پر رحمت نازل کرے، وہابیت اور عیسائیت کی تردید میں دسیوں کتابیں لکھیں، اپنی تصنیفات پر کبھی کوئی پیسہ نہیں لیا۔40

اس کے بعد مجھ سے فرمایا: ان کی کتابیں تلاش کرو، اللہ تمہیں ان سے فائدہ پہنچائے گا۔41

شیخ نبھانی کا ایک مومنانہ اور جراتمندانہ فیصلہ

شیخ نبھانی کے ایک عدالتی فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: شیخ بیروت کے ہائی کورٹ میں جج تھے، ماضی میں لبنان والوں کو حضور اکرم ﷺ سے عجیب وغریب محبت تھی، ایک بار ایک مسلمان کا ایک عیسائی سے جھگڑا ہو گیا، عیسائی نے حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں بدکلامی کی، مسلمان نے غیرت میں آکر عیسائی پر چاقو سے حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا، یہ سلطان عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کا واقعہ ہے جبکہ خلافت بہت کمزور ہو چکی تھی، اور خلافت کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قوت و طاقت حاصل تھی، اس عیسائی کے واقعہ قتل کو لے کر عیسائیوں نے بہت شور مچایا، عیسائی ممالک نے سلطنت عثمانیہ سے احتجاج کیا، اور خلافت سے اس مسلمان کے محاکمہ کا

40 الشیخ یوسف النبھانی من بلدہ من فلسطین، یقال لھا "اجزم" قرب حیفاء طلب العلم فی الازھر الشریف، وصار من علمائہ والحمدللہ، وھو یعتبر من اکرم المجاھدین فی الدفاع عن الدین، وقدولی منصب القضاء العالی، وکان نعم المجاھد عن الاسلام والمدافع عن المسلمین بقلمہ ولسانہ، وقد الف منات الکتب فی الدعوۃ الی اللہ وسنۃ رسول اللہ ﷺ، ومحاربۃ اھل البدع واھل الضلال، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ، الف عشرت الکتب فی الرد علی الوھابیۃ، وفی الرد علی النصاری، الف کتبا لاتعد، ولم یاخذ منھا قلیلاولا کثیرا من المال۔

41 ابحث عن کتبہ حتی ینفعک اللہ بھا۔

مطالبہ کیا، محاکمہ شروع ہوا، عیسائیوں اور عیسائی حکومتوں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا، عیسائی ممالک نے اپنے سفراء اور نمائندے اس محاکمہ کی کارروائیوں کو دیکھنے کے لئے بھیجے، تاکہ مسلمانوں کو مرعوب کر سکیں، شیخ یوسف نبھانی اس وقت ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے، شیخ اس مقدمہ کو طول دیتے رہے، یہاں تک کہ اس پر ایک طویل عرصہ گزر گیا، شیخ نے مقدمہ کے فیصلہ کی آخری تاریخ اور وقت طے کیا، جج اور مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے عیسائی ممالک کے سفراء اور نمائندے جمع ہوئے، فیصلہ کے وقت شیخ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ عدالت میں قیدی کے کمرہ کے پاس تشریف لے گئے، اور بلند آواز سے پوچھا کہ فلاں عیسائی کو تم نے قتل کیا ہے؟ مسلمان نے کہا: ہاں، شیخ نے پوچھا کہ تم نے کس ہاتھ سے قتل کیا ہے، اس نے جواب دیا کہ میں نے اس عیسائی کو اپنے سیدھے ہاتھ سے قتل کیا ہے، اور اس نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا، شیخ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، اور اسے بوسہ دیا، اور تین بار اس کے بری ہونے کا اعلان کیا عیسائیوں نے ہنگامہ کیا اور احتجاجاً سلطان عبدالحمیدؒ کے پاس ٹیلی گرام بھیجے عیسائیوں اور عیسائی حکومتوں کو خوش کرنے کے لئے سلطان نے شیخ یوسف نبھانی کو مدینہ منوہ جلاوطن کر دیا، شیخ حضور ﷺ کے مہمان رہے، اور مسلمانوں کو شیخ کے فضل اور جرأت کا اندازہ ہوا۔42

42 کان قاضی الاستناف فی بیروت، اھل لبنان فی الزمن الماضی کانوا محبین للرسول ﷺ محبۃ عجیبۃ، وحدث ان تجادل مسلم مع نصرانی فسب النصرانی سیدنا محمد ﷺ، فما کان من المسلم الاطعن النصرانی بالسکین وقتلہ، وکان ھذا فی زمن ضعف الخلافۃ الاسلامیۃ وعلی ایام السلطان عبدالحمید رحمہ اللہ، وکانت النصرانیۃ فی ھذا العھد قد تقوت علی الخلافۃ، وتطاولت علیھا کثیرا، وکثر الفساد فی ذلک الزمان فاشتد النصاری و اقاموا الدنیا و اقعدوھا بسبب قتل ھذا النصرانی، واحتجت الدول المسیحیۃ لدی السلطنۃ العثمانیۃ، وطلبوا من الخلافۃ محاکمۃ ھذا المسلم، فامر السلطان عبدالحمید ان یحاکم، وبالفعل اقیمت المحاکمۃ، واظھرت النصاری والدول النصرانیۃ قوتھا، وارسلت المندوبین والسفراء لیحضروا المحاکمۃ تخویفا للمسلمین، وکان رئیس

شیخ یوسف نبہانی کی تصنیفات

علامہ یوسف النبہانی کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: شیخ مصطفیٰ البابی الحلبی نے شیخ کی کتابیں مصر میں اپنے مشہور مطبعہ سے شائع کی ہیں، آپ کی تصنیفات، عیسائیوں اور یہودیوں کی تردید اور حضور اکرم ﷺ کے فضائل اور اسلام کے محاسن سے متعلق ہیں، اللہ ان پر رحمت نازل کرے، اور مسلمانوں میں اس طرح کے اور لوگ پیدا کرے، آپ نے شیخ محمد عبدہ اور رشید رضا کی بھی تردید کی، اور علمائے ازہر کی تعریف کی، افریقہ سارے کا سارا شیخ یوسف نبہانی کا احترام کرتا ہے، افریقہ کے کسی ملک کے ایک سفیر کا نام یوسف النبہانی تھا۔43

پھر شیخ نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: شیخ یوسف النبہانی سے محبت کرو اور ان کی تصنیفات سے فائدہ اٹھاؤ۔44

(بقیہ حاشیہ نمبر 42) المحكمة العليا اذ ذاک الشيخ يوسف النبهانی، وكان رحمه الله يطاول المسيحيين حتى طالت مدة المحاكمة، واخيرا عين الشيخ يوما وساعة ليقيم الحكم، واجتمعت السفراء و ممثلو الدول المسيحية لتخويف القاضی وتخويف المسلمين، وفی اليوم المشهود نزل الشيخ يوسف النبهانی للقضاء واتجه الی غرفة السجين وهو فی داخل المحكمة ونادى بصوته: هل انت قتلت هذا النصرانی فلانا؟ فقال المسلم: نعم، ثم قال له: بای يد قتلته؟ فقال: قتلته بيدی اليمنی هذه ومدها، فلما مدها اخذها الشيخ يوسف النبهانی وقبلها، واعلن البراءة ثلاث مرات، فضحت النصاری، وابرقوا الی الملک عبدالحميد محتجين فما كان من السلطان عبدالحميد رحمه الله استرضاء للنصاری والدول المسيحية الا ان نفی الشيخ يوسف النبهانی الی المدينة المنورة، فكان الشيخ يوسف النبهانی فی ضيافة الرسول ﷺ وعرف المسلمون فضله وجرءته۔

43 وله كتب مطبوعة طبعها الشيخ مصطفی البابی الحلبی فی مصر فی مطبعته المشهورة، وفيها الرد علی النصاری وعلی اليهود، وكتب فی مدح واكثر فی المسلمين امثاله، رد علی لشيخ محمد عبده وعلی رشيد رضا، وجهلهم وحقرهم ومدح علماء الازهر الشريف، افريقيا باكملها تعظم الشيخ يوسف النبهانی، وكان سفير احدی جمهوريات افريقيا اسمه يوسف النبهانی۔

44 احرص علی هذا الرجل وانتفع به.

شیخ یوسف الدجوی

درمیان گفتگو اپنے استاد شیخ یوسف الدجوی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: علامہ محمد زاہد کوثری نے شیخ دجوی سے موطا امام مالک پڑھی۔45

تقویٰ اور خوف خدا

مجھے نصیحت کی کہ خدا کی نافرمانی سے بچو، کیونکہ معصیت سے علم کی برکت اُٹھ جاتی ہے، فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ بہت تیز تھا، جب کوئی چیز یاد کرتے تو بائیں صفحہ پر ہاتھ رکھتے کہ کہیں بائیں صفحہ پر نگاہ پڑ جائے اور اسے داہنے صفحہ سے پہلے یاد کرلیں، ایک بار کوئی چیز یاد کرنا چاہی تو نہیں کر سکے، اپنے شیخ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی، انہوں نے فرمایا: شاید تمہاری نگاہ کسی حرام پر پڑ گئی ہے، اللہ سے توبہ کرو امام شافعی فرماتے ہیں:

شکوت الی وکیع سوء حفظی　　فارشدنی الی ترک المعاصی

واخبرنی بان العلم نور　　ونور اللہ لا یهدی لعصا

اللہ سے مدد طلب کرو کہ ان لوگوں پر تمہیں غلبہ عطا کرے 46 اس کے بعد

---

45 الكوثری قرا علی الدجوی موطا الامام مالک، اس کا تذکرہ علامہ کوثری نے اپنی ثبت "التحرير الوجيز فيما يبتغيه المستجيز" میں بھی کیا ہے، موطا امام مالک کی سند بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وسمعت رواية الليثی علی يوسف الدجوی بقراءتی الامجلسين فبقراءة علی الخصوصی، عن هارون بن عبدالرزاق المتوفی سنة 1336، عن احمد منة الله، عن الامير الكبير، عن السقاط، بطريق المالكية ص 14۔

46 كان الشافعی رحمه الله سريع الحفظ، وكان لسرعة حفظه عند مايقرء يضع يده علی الصفحة اليسری خوفا من ان يقع بصره عليها فيحفظه قبل اليمنی، وفی يوم من الايام اراد ان يحفظ شيئا فما استطاع ذلک، فشكاذلک الی شيخه الامام وكيع رحمه الله، فقال له شيخه: لعل بصرک وقع علی محرم، فتب الی الله، فانشد يقول:

شكوت الی وكيع سوء حفظی　　فارشدنی الی ترک المعاصی

واخبرنی بان العلم نور　　ونور الله لايهدی لعلی

شیخ نے مجھے تواضع کی تاکید کی، اور فرمایا کہ ابلیس فرشتوں کا سردار تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے نگاہ پھیر لی کیونکہ اس نے تکبر کیا، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحابہ وسلم، سبحان ربک رب العزۃ عمایصفون، وسلام علی المرسلین، والحمدللہ رب العالمین۔ 47

عشاء کی نماز

وقت زیادہ ہو رہا تھا، شیخ نے فرمایا کہ اب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے، میں نے وہیں وضو کیا، شیخ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس میں تمہارے لئے بڑی بشارت ہے، میں نے نماز پڑھائی نماز کے بعد شیخ نے میری بڑی تعریف کی اور مجھے خوب دعائیں دیں۔ شیخ نے میرے قرآن پڑھنے کی تعریف کی، اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کریم کی اچھی طرح تلاوت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شیخ کے دروس

کبرسنی کے باوجود عام طور سے شیخ عشاء کی نماز کے بعد طلبہ کے لئے دروس کا اہتمام کرتے ہیں، مجھ سے فرمایا کہ میں بھی دو تین دروس میں شرکت کروں، فرمایا کہ دو ہفتے سے طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو درس بند رہا۔ یہاں تک کہ اپنے بچوں کو بھی قریب آنے سے منع کر دیا تھا، تمہارے آنے سے طبیعت نشیط ہو گئی۔

(بقیہ حاشیہ نمبر 46) استعن باللہ حتی ینصرک علی ہؤلاء الناس، قدیکون علمهم اکثر من علمک، ولکن علمهم شیطانی وعلمک روحانی، فاللہ ینصرک علیهم، واوصیک عندماتدخل الی غرفة العلم ان تقرء الفاتحةلرسول اللہ ﷺ وان تطلب منه النجدة.

47 واوصیک بالتواضع وعدم التکبر، واذکر ان ابلیس بعد کان رئیس الملائکة خذله اللہ تکبر، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم، سبحان ربک رب العزة عما یصفون، وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین۔

حدیث مسلسل بالاولیۃ

شیخ نے فرمایا کہ میں انہیں بخاری شریف کی پہلی حدیث سناؤں، میں نے سند کے ساتھ بخاری کی پہلی حدیث زبانی پڑھی، شیخ نے حدیث الرحمۃ پڑھنے کا بھی حکم دیا، میں نے درخواست کی کہ میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں، شیخ نے فرمایا: تم پڑھو، میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں، میں نے حدیث پڑھی: "الراحمون یرحمهم الرحمن تبارک وتعالیٰ، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" 48

شیخ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: حدیث کے پہلے جزء کا مفہوم واضح ہے، حدیث کے دوسرے جزء میں آسمان والوں کے رحمت بھیجنے کا تذکرہ ہے، اس سے فرشتوں کے مراد لینے میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ فرشتے آسمان میں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ متشابہات میں سے ہے، لہٰذا اس کی توجیہ ضروری ہے۔ 49

48 حدیث مسلسل بالاولیہ کی متعدد سندیں آئندہ صفحات میں انشاءاللہ آئیں گی۔

49 قوله: الراحمون واضح، والملائكة ترحمهم، كل من فی السماوات یترحمون، فقوله ﷺ "یرحمکم من فی السماء" ظاهر بالنسبة للملائكة فالملائكة فی السماء، اما بالنسبة الی اللہ تبارک تعالیٰ فهو من المتشابه، کقوله تعالیٰ "الرحمن علی العرش استوی" وما اشبه هذه الآیة، ومن المعلوم ان اللہ تبارک وتعالیٰ لایشبه الحوادث، ولاالحوادث تشبهه تبارک وتعالیٰ لانه قدیم، واللہ تعالیٰ قدیم بذاته وصفاته وافعاله، والحادث حادث بذاته وصفاته وافعاله، فلایشبهه شیء ولایشبه شیئا واللہ تبارک وتعالیٰ لیس فی السماء، ولا فی شیء یحویه، لانه لو کان فی السماء لکانت السماء تحویه، وکانت السماء اکبر منه، ولکان اللہ تعالیٰ فی جهة، وکل ذلک من صفات الحوادث، وجلّ اللہ ان یکون کذالک، وفی الحدیث الصحیح، "کان اللہ ولاشیء معه، وهو علی ماکان علیه، وهذه عقیدة اهل السنة والجماعة علی خلاف المشبهة والمجسمة والمعتزلة، وما عرف اللہ حق معرفته الااهل السنة والجماعة، والحمدللہ رب العالمین، الذی اکرمنا بان جعلنا منهم، وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآله وسلم، ارجوان یحفظک اللہ تعالیٰ من اهل البدعة خاصة الجماعة الوهابیة الذین لهم دعاة فی مشارق الارض ومغاربها۔

شیخ یوسف الدجوی کی تعریف

شیخ نے علامہ یوسف دجوی کی تصنیفات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی کتابیں حاصل کرو، ان کا مطالعہ کرو، ان کے فخر کے لئے یہ کافی ہے کہ کوثری نے ان سے پڑھا ہے، یہ مقام بہت کم لوگوں کو حاصل ہوا ہے۔ اور کوثری کی زبان سے کون بچا ہے۔ 50

محبت رسول

شیخ نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

ومما زادنی فخرا وتیها — وکدت باخمصی أطأ الثریا

دخولی تحت قولک یاعبادی — وان صیرت احمدلی نبیا

شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ شعران کو سناؤں، اس کے بعد ایک دوسرا شعر پڑھا:

یقولون: عندالطیب یذکر احمد — فهل عندکم من سنة فیه تؤثر

میں نے یہ شعر بھی شیخ کو سنایا، تو شیخ نے ہنستے ہوئے فرمایا: قد اجزناک فی هذه الابیات کذالک، یعنی ہم نے تمہیں ان اشعار کی بھی اجازت دے دی۔

درود شریف کے فضائل

حضور اکرم ﷺ کا ذکر مبارک کرتے ہوئے فرمایا: علماء رضوان اللہ علیہم فرماتے ہیں: حضور اکرم ﷺ کو ایک ایسا اعزاز حاصل ہے جو کسی پیغمبر کو حاصل نہیں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم پیغمبر پر رحمت بھیجتے ہیں مع اللہ کے ساتھ فرشتے بھی بھیجتے ہیں

50. والشیخ یوسف الدجوی له مقالات یردفیها علی هؤلاء، احرص علی هذه الکتب واقراها، الدجوی هذا رجل عظیم، وصاولهم مصاولة عظیمة، القمهم الحجارة، ویکفیه فخرا ان الکوثری قرأ علیه، فهذا شیء لم یبلغه الا القلیل، ومن نجا من لسان الکوثری؟۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہم بھی آپ پر رحمت بھیجیں، یہ اعزاز آپ کے علاوہ کسی کے حصہ میں نہیں آیا، آپ ﷺ نے فرمایا ہے: جو مجھ پر ایک بار رحمت بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتے ہیں۔ 51

شیخ نے مجھے کثرت سے درود شریف کے ورد کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: فرزند من، اللہ کے پیغمبر ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو، تمہیں اپنے مقاصد میں کامیابی ہوگی، بلکہ دنیا وآخرت میں تمہیں مقصد سے زائد عطا ہوگا۔ 52

رات کے تقریباً ساڑھے نو بج رہے تھے، میں نے شیخ سے اجازت لی کہ دو ایک روز میں پھر حاضر ہوں گا، وہاں سے ہم شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر کے پاس آئے۔

51. العلماء رضوان الله علیهم یقولون: ان النبی ﷺ خص بمکرمة لم تؤت لاحد من الانبیاء والرسل والملائکة، وهی قوله تعالیٰ: "إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تسلیما" ان یکون الله یصلی علی النبی محمد ﷺ وتصلی معه الملائکة علی هذا النبی، ثم یا مرنا تبارک وتعالیٰ بعد ان اخبرنا بصلاته وصلاته ملائکته علی رسوله صلی الله علیه وسلم، بان نصلی علیه، هذه مکرمة لم یؤت احد مثلها، انما هی خصوصیة لحبیبه وصفیه وسید مخلوقاته صلی الله علیه وسلم، ومن تامل فی هذه الآیة تامل الحبیب والعارف عرف قدر هذا الرسول ﷺ عند هذا الرب جل جلاله، وعرف ذا العطاء الذي لم یعط لاحد قط، صلوات الله وسلامه علیه، ولذلک کانت الصلاة علیه صلی الله علیه وسلم من اعظم القربات، واجل المثوبات، ویکفي للدلالة علی ذلک قوله ﷺ: من صلی علي مرة صلی الله علیه بها عشرا، وقالوا ایضا: ان الصلاة علی الرسول ﷺ تختلف عن بقیة القربات فلاتشترط فیها النیة، ولا یشترط فیها الوقت، ولاتشترط دیها الطهارة، ولا یشترط فیها زمن، حتی قالوا: لو قالها غلطا کتبت له، وقالوا: من قالها غفلة کتبت له، وقالوا: لو قالها وهونائم کتبت لم، وقالوا: حتی لو قالها نفاقا کتبت له فاي قربة توازي هذه القربة، واي مقام یوازي هذا المقام، صلوات الله وسلامه علیه واي شرف یوازي شرف الصلاة علی هذا النبي مع رب الکائنات وعبیده الملائکة جعلنا الله منهم، واکرمنا بهذا الکریم، اللهم صل وسلم وبارک علیه اللهم اجعلناه من اصحاب هذا المقام.

52. اکثریانبی من الصلاة علی رسول الله وسوف تلقی المراد، وفوق المراد فی الدار الدنیا ودار المعاد، واذکرنا بخیر۔

شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر سے ملاقات

شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر سے میری واقفیت دس سال پرانی ہے، ان سے خط وکتابت رہی ہے، اور کئی بار فون پر بات ہوئی، ان کی بعض تصانیف کا مطالعہ کیا ہے، جو علم وتحقیق کی آئینہ دار ہیں، شیخ سے میں نے چند سال پہلے اجازت حدیث کی درخواست کی تھی، شیخ نے آمادگی ظاہر کی تھی، میں نے سوچا اس وقت ملاقات کے دوران شیخ سے کچھ پڑھوں گا اور اجازت بھی لوں گا۔

شیخ مساجد سبعہ کے قریب عمارہ جمل اللیل میں رہتے ہیں، حج کے موقع پر زائرین کا ان کے گھر ہجوم ہوتا ہے، میں دس بجے کے قریب ان کے یہاں پہنچا، اس وقت کئی شامی احباب ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، شیخ ان سے اپنی تصنیفات وعلمی تحقیقات کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے، شیخ مجلسی آدمی معلوم ہوتے ہیں، آواز صاف اور بلند ہے، گفتگو کرتے ہوئے تسلسل برقرار رکھتے ہیں اور تھکان کے آثار نظر نہیں آتے۔ شیخ نے ''السنة وحی'' کے عنوان سے اپنی ایک تصنیف کا ذکر کیا جو زیر طبع ہے، اور اپنی ایک دوسری کتاب ''العلوم والایمان'' کے مشتملات پر بھی گفتگو کی۔

حلال اور غیر حلال گوشت میں فرق

شیخ نے اس آیت ''ولا تاكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه'' پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: ''اللحم غير المسمى مليئى بالجراثيم'' یعنی وہ گوشت جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو جراثیم سے بھرا ہوتا ہے، کئی سائنٹیفک تحقیقات کا حوالہ دیا کہ حلال اور غیر حلال گوشت میں طبی لحاظ سے کیا فرق ہوتا ہے۔

انسان کے تین سو ساٹھ جوڑ

صحیح مسلم کی حدیث ''فی الانسان ثلاث مائة وستون مفصلا''

(یعنی انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) پر طویل گفتگو فرمائی، اور بتایا کہ کس طرح انہوں نے مختلف ڈاکٹروں اور اسپتالوں سے رابطے قائم کئے تا کہ معلوم کریں کہ انسان کے جسم میں کتنے جوڑ ہوتے ہیں ان ڈاکٹروں کو نہیں بتایا کہ اس کا تذکرہ کسی حدیث میں آیا ہے، ایک طویل سلسلہ بحث وتحقیق کے بعد طب جدید سے انسانی جوڑوں کے نام اور جگہوں کی تعیین معلوم ہوئی، جب ان کو شمار کیا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی بعض ڈاکٹروں کو یقین ہی نہیں آیا کہ اس موضوع پر کوئی حدیث ہے۔

عظمة الرسول

شیخ نے اپنی کتاب ''عظمة الرسول ﷺ'' کا تذکرہ کیا، اس کی اہمیت و موضوعات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس کتاب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے، اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہے، اردو ترجمہ میں ان کے نام کے ساتھ ''مدظلہ'' لکھا ہے، شیخ نے مجھ سے اس کا مطلب پوچھا، میں نے عرض کیا یہ درازی عمر کی دعا ہے۔

مكانة الصحيحين

اپنی کتاب ''مكانة الصحيحين'' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نے اس کتاب کے اقتباسات اپنی بعض کتابوں میں لئے ہیں۔

امام بخاری کانفرنس

سمرقند میں سنہ **1992** میں منعقد امام بخاری کانفرنس میں اپنی عدم شرکت کی وجہ بیان فرمائی کہ اس زمانہ میں ان کی والدہ کی طبیعت صحیح نہیں تھی اس لئے شرکت نہ کر سکے۔ حالانکہ ان کے بعض دوستوں کا اشتیاق تھا کہ کانفرنس میں ان کا مقالہ سنیں۔

مدینہ منورہ میں تیسرا دن

28 ذی قعدہ 1423ھ /31 جنوری 2003ء بروز جمعہ

صبح کو چار بجے اٹھ کر غسل کیا، تہجد کے وقت ہم لوگ حرم شریف پہنچے، تہجد کی نماز پڑھی، قرآن شریف کی تلاوت کی، اور صبح کی دعائیں پڑھیں، فجر کی نماز پڑھنے کے بعد روضہ مبارک پر درود شریف پڑھتے ہوئے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ حاضری دی، قبر شریف کے پاس جو رقت طاری ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے، عرب وعجم، کالے اور گورے، مشرق اور مغرب کے لوگ قطار در قطار اس نبی امی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں اور سکینت وخشوع کے ساتھ سلام پیش کر رہے ہیں، اور اس نبی اعظم ﷺ کے ساتھ عہد وفاداری تازہ کر رہے ہیں، کہاں ہیں قریش کے وہ سردار جو حضور اکرم ﷺ کی نسل ختم ہونے اور نام گم ہونے کا طعنہ دے رہے تھے، کون ہے جو شہرت وناموری میں اس پیغمبر اعظم ﷺ کا مقابلہ کر سکے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ، فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا، فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ" "اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ"۔

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقص بتان آزری
خشک عرب کے ریگ سے لہر اٹھی نیاز کی
قلزم ناز حسن میں اف رے تری شناوری
چھین لیں تو نے مجلس شرک وخودی سے گرمیاں
ڈال دی تو نے پیکر لات وہبل میں تھرتھری

تیرے سخن سے دب گئے لاف وگزاف کفر کے
تیرے نفس سے بجھ گئی آتش سحر سامری
چشمہ ترے بیان کا غار حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرہ فتح خیبری
تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا
تیرے غلام اور کریں اہل جفا کی چاکری
تیری پیمبری کی یہ سب سے بری دلیل ہے
بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہ قیصری

حرم نبوی میں جمعہ کی نماز

آج بڑی تکان محسوس ہو رہی تھی، اس لئے اپنی رہائش پر آ کر تھوڑی دیر آرام کیا، دس بجے کے قریب اٹھ کر دوبارہ غسل کیا، ناشتہ کیا، اور جمعہ کی وجہ سے ہم لوگ جلدی ہی حرم شریف کی طرف چل پڑے، ساتھیوں نے سوچا کہ آج حرم شریف کے بالائی حصہ میں نماز پڑھی جائے، ہم لوگ اوپر روضہ مبارک کے قریب کے حصہ کی طرف گئے، سورہ کہف کی تلاوت کے بعد قرآن کریم کی دوسری آیتیں پڑھیں، اذان کے بعد چار رکعت سنت پڑھی، اور فوراً خطبہ شروع ہو گیا۔

امام مسجد نبوی نے نمازیوں کو سلام کیا، اور حج کے موضوع پر مؤثر خطبہ دیا، خطبہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حج کی اہمیت کو واضح کیا، حاجیوں کو مبارکباد دی، حج کے فضائل بیان کئے، اور بتایا کہ حاجی اللہ تعالیٰ کی ضمان وحفاظت میں ہوتا ہے، حج مبرور کی تشریح کی کہ حج کے اندر مال حلال خرچ ہو اور نام ونمود کی خواہش نہ ہو، ان لوگوں کی محرومی پر افسوس کا اظہار کیا جو ان مقامات مقدسہ میں مسلمانوں کے اندر بدعت وخرافات کی اشاعت اور غلط قسم کے لٹریچر کی تقسیم کے لئے آتے ہیں۔

جمعہ کی نماز کے بعد عزیزان حافظ مکین اور عبدالمومن وغیرہ سے ملاقات ہوئی، ان کو باب الملک فھد کے سامنے "مبنیٰ طیبه التجاری" کے گراؤنڈ فلور کی طرف لے کر گیا، اور وہاں سموسوں اور چائے وغیرہ سے ان کی ضیافت کی، آج امید تھی کہ اپنے گاؤں کے ہارون بھائی سے ملاقات ہو جائے گی، لیکن وہ شاید کسی وجہ سے نہیں آسکے۔ اس کے بعد حاجیوں کی ڈسپنسری کی طرف گیا، اور اپنے حج کے ساتھی اور محترم دوست صوفی حبیب صاحب کی اہلیہ کے لئے دوالی، انہیں کئی روز سے قبض کی شکایت ہے۔

عصر کی نماز کے بعد ہم نے پھر روضہ مبارک پر حاضری دی، اور صلاۃ وسلام کے بعد تھوڑی سی خریداری کی، آج عشاء کے بعد شیخ محمد عوامہ سے ملاقات کرنی تھی، اس لئے پھر تازہ غسل کیا، اور مغرب کی نماز کے لئے چل پڑے، نماز کے بعد سلام پیش کیا، اور میں، مشتاق صاحب اور صوفی حبیب صاحب حرم شریف سے باہر آگئے، مشتاق صاحب نے ٹیلیفون کارڈ خرید کر آکسفورڈ فون کیا، اس کے بعد ہم کھجور کی بعض دکانوں کی طرف نکل پڑے، قیمتیں معلوم کیں، حاجی مشتاق صاحب نے دوسو گرام عجوہ کھجور خریدی اور ہماری ضیافت کی، اس کے بعد میں ایک مکتبہ میں گیا لیکن مجھے اپنی ضرورت کی کوئی کتاب نہیں ملی، اتنے میں عشاء کا وقت ہو گیا، اذان شروع ہوئی اور ہم مسجد کی طرف چل پڑے، مجھے عشاء کی نماز کے بعد شیخ محمد عوامہ سے ملنا تھا اس لئے حاجی مشتاق اور صوفی حبیب صاحب سے رخصت ہو کر میں باب سیدنا بلال کی طرف بڑھا، شیخ محمد عوامہ سے وہیں ملاقات طے تھی۔

شیخ محمد عوامہ سے ملاقات

شیخ محمد عوامہ اصلاً شامی ہیں، علامہ عبداللہ سراج الدین حلبی اور امام حدیث خاتمۃ الحفاظ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہما کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں، حدیث شریف خاص موضوع ہے، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے جانشین برحق سمجھے جاتے ہیں، مسلکاً حنفی ہیں، اس وقت تحقیق ونکتہ رسی میں اس کی نظیر نہیں، میری نگاہ میں وہ حدیث وعلوم حدیث کی معرفت وتحقیق کے اس عالی مقام پر فائز ہیں جس کی تعبیر کے لئے سب سے زیادہ موزوں لفظ "حافظ حدیث" ہے:

قرنہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع عالمے گویا شود یا فاضلے صاحب سخن
دورہا باید کہ تا یک مرد حق پیدا شود بوسعید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

میں شیخ سے کافی عرصہ سے واقف ہوں، ان کی تحقیق سے شائع شدہ "تقریب التہذیب" کو ایڈٹ کرنے میں جس گرانقدر تحقیق وبحث کا مظاہرہ کیا ہے اس کی نظیر نہیں، اسی طرح انہوں نے "سنن ابی داؤد" کی بھی تحقیق کی ہے صحیح بخاری کے نسخہ یونینیہ کے بعد صحاح ستہ میں شیخ محمد عوامہ کی تحقیق سے شائع شادہ "سنن ابی داود" کا نسخہ منفرد مقام کا حامل ہے، کچھ دنوں پہلے شیخ نے اپنی تحقیق سے شائع "القول البدیع" کا نسخہ ہدیۃً مجھے بھیجا تھا۔

عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں شیخ محمد عوامہ کا انتظار کر رہا تھا کہ ان کے صاحبزادے احمد میرے پاس آئے کہ والد صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں، شیخ کی خدمت میں حاضری ہوئی، شیخ نے خیریت دریافت کی، اور آکسفورڈ میں میری مصروفیات کے متعلق سوالات کئے۔ میں نے ان کی خدمت میں "نفحات الھند والیمن باسانید الشیخ ابی الحسن" کا ایک نسخہ پیش کیا، شیخ نے میری

دیگر تصنیفی سرگرمیوں کے بارے میں معلوم کیا، میں نے دار القلم کے سلسلہ اعلام المسلمین میں شائع ہونے والی اپنی دو کتابوں ''العلامة شبلی النعمانی ''اور ''العلامة السید سلیمان الندوی'' کا تذکرہ کیا۔

میری زیر تصنیف کتاب ''الوفاء باسماء النساء'' یا ''المحدثات'' کے بارے میں بھی گفتگو ہوئی، شیخ نے فرمایا کہ اس پر پوری توجہ مرکوز کروں، یہ دنیا و آخرت دونوں میں بڑی نیک نامی کا ذریعہ ہوگی، مجھ سے میرے مراجع دریافت کئے۔ میں نے بنیادی مراجع اور سماعات واثبات کا ذکر کیا۔ شیخ نے سماعات کی اہمیت پر روشنی ڈالی، اور فرمایا کہ سماعات کو کتاب کا حصہ بنانے سے کتاب کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی اور فرمایا کہ حافظ عبدالحی الکتانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فہرس الفھارس'' کی اہمیت کی وجہ یہی ہے کہ اس میں انہوں نے سماعات واثبات مخطوطہ سے کافی استفادہ کیا ہے، شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے اس کے لئے ترکی کے کتب خانوں کی خاص طور سے زیارت کرنی چاہئے۔ اور اس کے لئے پیسے خرچ کرنے ہوں گے، کیونکہ مکتبات کے ذمہ دار اسی وقت دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں جب انہیں کچھ نذرانہ ملے۔ شیخ نے ہنستے ہوئے فرمایا: ''الدراھم کالمراھم'' یعنی درہم مرہم کا کام کرتا ہے۔

حضرت مولانا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ تھا، حرمین شریفین میں تقریباً بیس لاکھ انسانوں نے آپ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

سفر حج کے دوران علم سے مشغولیت

میں نے شیخ سے عرض کیا کہ میرے اس سفر کا مقصد حج کے ساتھ علماء و مشائخ سے ملاقات واستفادہ ہے، میری خواہش ہے کہ اپنے مشغول اوقات میں سے

کچھ میرے لیے فارغ کریں، شیخ نے فرمایا کہ قدیم زمانہ میں طلبہ حج کے لئے آتے تھے، اور مقصد علم حاصل کرنا ہوتا تھا۔ میں نے اس پر امام ذہبی کا یہ قول نقل کیا: ''ولقد کان خلق من طلبة الحدیث یتکلفون الحج، وما المحرک لھم سوی لقی سفیان بن عیینة لامامته وعلو اسناده'' 53

شیخ نے فرمایا کہ میں انہیں کل فون کروں اور کوئی وقت طے ہو جائے گا۔ میں نے خاص طور سے سنن ابوداؤد کی کتاب الطہارہ اور تقریب التہذیب کے مقدمہ کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی، اس کے بعد شیخ سے رخصت ہو کر اپنی رہائش پر آ گیا، کھانے کے بعد تھوڑی سی چہل قدمی کی اور ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔

53۔ سیر اعلام النبلاء 357/8۔

مدینہ منورہ میں چوتھا دن

(29 ذی القعدہ 1423ھ مطابق 1 فروری 2003ء بروز شنبہ)

حسب معمول صبح چار بجے اٹھ کر غسل کیا، اور تمام ساتھیوں کی معیت میں حرم شریف چل پڑا، ہم لوگوں نے سوچا کہ باب السلام کے قریب نماز پڑھیں تا کہ نماز سے فراغت کے بعد سلام پیش کرنے میں آسانی ہو، لیکن قریب جگہ نہ مل سکی، باب السلام حرم شریف کا پہلا دروازہ ہے، اسی سے سلام پیش کرنے والے داخل ہوتے ہیں، ہم حرم شریف میں تیسرے دروازے سے داخل ہوئے اور اندر جا کر تہجد کی نماز پڑھی، قرآن کریم کی تلاوت کی، اور صبح کے اذکار پڑھے، فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد باب السلام کی طرف متوجہ ہوگئے۔ سلام پیش کرنے والوں کا ہجوم ہر روز بڑھ رہا ہے، درود شریف پڑھتے ہوئے قبر شریف کی طرف بڑھے، پورے ادب واحترام کے ساتھ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید وبا یزید اینجا

کا احساس کرتے ہوئے ہدیۂ سلام اور نذرانۂ سلام اور نذرانۂ وفاداری پیش کیا، اگر قبول افتد زہے عز وشرف۔

سلام کے بعد زمزم کا پانی اس دعا: ''اللّٰھم انی اسألک علماً نافعاً وعملاً صالحاً ورزقاً حلالاً واسعاً وشفاء من کل داء ''نوش کیا۔ رہائش کے قریب آ کر نہاری کھائی اور چائے پی، رہائش پر آ کر ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، تھوڑی دیر میں نیند کا غلبہ ہو گیا اور آرام کے لئے لیٹ گیا، ساڑھے دس بجے کے قریب ہم لوگ پھر تیار ہو کر نکلے کہ آج سویرے چلیں گے اور روضۃ الجنۃ میں نماز پڑھیں گے، ریسٹوران میں جا کر چائے پی، اس کے بعد یہ سوچا گیا کہ ابھی تک ہم نے زیارتیں

نہیں کی ہیں، اس لئے اب اپنے ایجنٹ سے ملتے ہیں اور زیارت کی تاریخ طے کر لیتے ہیں، ہمارے ایجنٹ شاہ ابرار صاحب مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے، اس لئے ان سے فون پر بات کرنی پڑی، انہوں نے 4 فروری کی صبح کا وقت زیارتوں کے لئے متعین کیا اور یقین دہانی کرائی کہ انشاء اللہ ساری زیارتیں ہوں گی۔

روضۃ الجنۃ 54 میں نماز

بارہ بجے کے قریب ہم لوگ حرم شریف پہنچے، باب الملک سعود سے داخل ہوئے، سوچا گیا کہ نماز کے بعد کچھ رک کر سلام پیش کریں گے، ظہر کی نماز کے بعد حرم شریف میں ہی ڈائری لکھنے بیٹھ گیا جب بھیڑ ذرا کم ہوئی تو ہم نے باب السلام کا رخ کیا، روضۃ الجنۃ میں بھیڑ تھی، لیکن ہم نے سوچا کہ یہ تو ناممکن ہے کہ روضۃ الجنۃ خالی ہو اس لئے ایک ایک کر کے دو رکعت نفل پڑھ لیتے ہیں، پہلے صوفی حبیب صاحب اور حاجی مشتاق صاحب نے دو رکعتیں ادا کیں پھر میں نے اور منظور صاحب نے۔ اے اللہ تیرا کس قدر شکر واحسان ہے کہ اس نیکی کی توفیق دی، اور ہم نے اس سے نیک فال لی کہ جو جنت میں ایک بار داخل ہو گیا پھر وہاں سے اسے نکالا نہیں جائے گا، اے پروردگار عالم ہم پر رحم فرما، ہمارے گناہ معاف فرما، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت الفردوس میں داخل فرما، اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم، وَاَنْتَ الْوَھَّابُ الْکَرِیْم.

روضۃ الجنۃ میں نماز پڑھنے کی وجہ سے ہم قبر شریف سے بالکل قریب تھے، اس کی خوشی تھی کہ بھیڑ کم ہونے کی وجہ سے ہم بالکل قریب سے سلام پیش کر سکیں گے۔ جب قبر شریف کے نزدیک پہنچے تو مشتاق صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ میں سلام کے الفاظ آواز سے پڑھوں تا کہ وہ بھی انہیں دہرا سکیں، میں نے ان الفاظ میں سلام عرض کیا:

54 حضور اکرم ﷺ کا مشہور ارشاد ہے: میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اسی جگہ کو روضۃ الجنۃ کہا جاتا ہے۔

الصلاة والسلام علیک یا رسول الله، الصلاة والسلام علیک یا نبی الله. الصلاة والسلام علیک یا حبیب الله، الصلاة والسلام علیک یا خاتم النبیین، الصلاة والسلام علیک یا سید المرسلین، الصلاة والسلام علیک یا امام المتقین، لقد بلغت الرسالة، وادیت الامانة، السلام علیک یا ابابکر الصدیق خلیفة رسول الله وصاحبه فی الغار، السلام علیک یا ابا حفص عمر بن الخطاب امیر المؤمنین، رضی الله تعالیٰ عن سائر الصحابة والتابعین۔

مکتبۃ دارالایمان

سلام کے بعد ہم رہائش پر آ گئے، وقت بہت تھوڑا تھا، آدھا گھنٹہ آرام کرنے کے بعد وضو کیا اور عصر کے لئے حرم شریف کی طرف چل پڑے۔ نماز کے بعد پھر سلام پیش کیا۔ سلام کے بعد رہائش گاہ کی طرف چل پڑے، کچھ خریداری کی گئی مجھے مغرب سے پہلے شیخ محمد عوامہ کے پاس جانا تھا، اس لئے پانچ بجے کے قریب رہائش پر آ گیا، غسل کیا اور نکل پڑا، شیخ کو فون کیا، شیخ نے فرمایا کہ میں مکتبۃ دارالایمان کے پاس رہوں، مغرب سے تھوڑی دیر پہلے ان کے صاحبزادہ احمد آ کر مجھے لے لیں گے۔

مکتبہ دارالایمان ہندوستانیوں کا مرکز ہے، یہ شارع الستین کے قریب واقع ہے، اس وقت اس کے ایک ذمہ دار عبداللہ امین صاحب وہاں تھے، بڑے خلیق آدمی ہیں۔ ان کا تعلق ضلع گونڈہ سے ہے، بلرام پور کے قریب کے رہنے والے ہیں، ہمارے استاذ مولانا عبدالنور الندوی رحمۃ اللہ علیہ سے اچھی طرح واقف ہیں، میں نے مکتبہ کی کتابوں کا جائزہ لیا، لیکن اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی، البتہ مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد اور صحابہ کرام ﷺ کے مکانات کی تحقیق سے متعلق مدینہ منورہ میں مقیم

ایک پاکستانی شیخ محمد الیاس فیصل صاحب کی دو تصنیفات نظر سے گزریں انتیس ریال میں خرید لیں، بعد میں ان کتابوں کے متعلق شیخ محمد عوامہ سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: تحقیق لاباس به۔

شیخ محمد عوامہ کے صاحبزادہ کے آنے میں تاخیر ہو گئی اور مغرب کی اذان ہو گئی۔ وہاں سے سیدھا حرم شریف گیا اور باب سیدنا بلال ﷺ کے قریب نماز پڑھی، جلدی جلدی دوبارہ مکتبۃ دارالایمان آیا، وہاں سے شیخ کو فون کیا، شیخ نے فرمایا کہ دس منٹ میں ان کے صاحبزادے شارع الستین پر مجھ سے ملیں گے۔ میں باہر آیا اور کچھ دیر میں احمد آ گئے، احمد اس وقت ازہر شریف سے حدیث شریف کے شعبہ میں پی ایچ ڈی میں داخلہ کی تیاری کر رہے ہیں، ابھی ان کا موضوع متعین نہیں ہے، ان کے ساتھ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ شیخ محمد عوامہ کی کتابوں سے لوگوں نے کافی سرقہ کیا ہے، اور اس وقت میری حیرت کی انتہائی نہ رہی جب معلوم ہوا کہ میرے دوست ہیثم تمیمی نے سنن ابوداؤد کی جو تحقیق کی ہے، وہ دراصل شیخ محمد عوامہ کی تحقیق کا سرقہ ہے۔

شیخ محمد عوامہ کی خدمت میں

شیخ اپنے مکتب میں میرا انتظام کررہے تھے، مغرب کی نماز سے تھوڑی دیر کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا، ان کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

مسلسل بالاولیۃ کی اجازت

میں نے الحدیث المسلسل بالاولیۃ سننے کی خواہش ظاہر کی، شیخ نے میری درخواست قبول کرتے ہوئے فرمایا: الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد: حدیث مسلسل بالاولیۃ کی روایت مجھے متعدد شیوخ سے حاصل ہے، ان میں فضیلۃ الشیخ محمد یاسین الفادانی (المتوفی اواخر ذی الحجۃ من عام 1410ھ) 55 ہیں، انہوں نے اس کی روایت بہت سے شیوخ سے کی ہے، مجھے اس کی اجازت الشیخ السید الشریف عبدالرحمٰن الکتانی نجل الحافظ عبدالحی الکتانی 56 سے بھی حاصل ہے، ایک ہفتہ پہلے میں نے ان سے ملاقات کی، اس وقت ان کی عمر پچاسی سال کی ہے، اس عمر میں بھی وہ مکمل صحت کی حالت میں تھے، اور ان کے سارے حواس وقوی سالم تھے، اور حافظہ میں کوئی فرق نہیں تھا۔

شیخ نے فرمایا: مشہور ہے کہ یہ حدیث امام سفیان بن عیینہ تک صحیح التسلسل ہے، سفیان ب عیینہ بغیر تسلسل کے اس کی روایت کرتے ہیں، اس کے بعد شیخ نے سفیان بن عیینہ بغیر تسلسل کے اس کی روایت کرتے ہیں، اس کے بعد شیخ نے سفیان بن عیینہ کی سند سے حدیث بیان کی: ''عن عمرو بن دینار، عن ابی قابوس،

55۔ شیخ فادانی کی سب سے مشہور سند محدث الحرمین شیخ عمر حمدان المحرسی کے واسطہ سے ہے، حدیث مسلسل بالاولیۃ کی یہ سند شیخ عبدالفتاح راوہ کے تذکرہ میں آرہی ہے۔

56۔ شیخ عبدالرحمٰن الکتانی کے واسطہ سے حدیث مسلسل بالاولیۃ کی روایت شیخ کتانی کے تذکرہ میں آرہی ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، قال: قال النبی ﷺ الراحمون یرحمهم الرحمن تبارک وتعالیٰ، إرحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء''۔

شیخ نے فرمایا: علماء کی ایک بڑی تعداد نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے، متقدمین میں سے امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے 57 اور ان کے بعد بہت سے لوگوں نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے، علماء اپنے شاگردوں کو سب سے پہلے یہ حدیث کیوں سناتے ہیں، اس کی وجہ بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ مسلمان جب اپنی ذات پر رحم کرتا ہے، پھر اپنے قریب کے خواص وعوام پر رحم کرتا ہے، پھر نزدیک اور دور کے لوگوں پر رحم کرتا ہے تو اس کے لئے دنیا وآخرت کے سارے معاملات درست ہو جاتے ہیں، عام طور سے علماء کے یہاں مشہور ہے کہ طلبہ حدیث کو سب سے پہلے یہ حدیث سنانی چاہئے، لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی رائے مختلف تھی، وہ چاہتے تھے کہ اس حدیث سے ابتداء کی جائے: ''من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ'' اس حدیث یعنی الحدیث المسلسل بالاولیۃ کے متعلق علماء کی بہت سی تصنیفات ہیں، امام کوثری رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ ہبۃ اللہ التاجی کی کتاب ''مزید النعمۃ فی حدیث الرحمۃ'' اس موضوع کی بہترین کتابوں میں سے ہے۔ 58

57۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ المسلمین۔

58۔ الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد: فانی اروی الحدیث المسلسل بالاولیۃ عن عدد من الشیوخ، منهم فضیلۃ الشیخ محمد یا سین الفاد انی المتوفی اواخر ذی الحجۃ من عام 1410ھ وھو یرویہ عن عدد کبیر من الشیوخ، قد یکون بلغ عددھم اربعمائۃ شیخ، وارویہ ایضا عن الشیخ السید الشریف عبدالرحمٰن الکتانی نجل الحافظ عبدالحی الکتانی فانی التقیت بہ منذ اسبوع، واجازنی بہ ایضا، وھو فی الخامسۃ والثمانین من العمر. ومن المشهور ان هذا الحدیث صحیح تسلسلہ الی الامام سفیان بن عیینۃ، وھو یرویہ من غیر تسلسل عن عمرو بن دینار، عن ابی قابوس، عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما، قال: قال النبی ﷺ

اجازت عامہ

اس کے بعد شیخ نے مجھے اپنی تمام مسموعات، مقروءات اور اجازات کی اجازت عامہ مرحمت کرتے ہوئے فرمایا: اجیزہ لکم وبغیرہ عامة بکل ما یصح عند کم عنابه روایته۔

دو وصیتیں

شیخ نے اجازت کے بعد دو وصیتیں کیں، اور فرمایا کہ میں عام طور سے اپنے دوست طلبہ علم کو دو وصیتیں کرتا ہوں:

(1) ایک یہ کہ فجر کے بعد اس دعائے ماثور کی پابندی کریں: ''اللھم انی اسالک علما نافعا، ورزقا طیبا وعملا متقبلا''59

(2) دوسرے یہ کہ مغرب کی نماز میں تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد اور رکوع سے پہلے اس دعا کا التزام کریں: ''ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

(بقیہ حاشیہ نمبر 58) الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء والحدیث صححه جمهرة من العلماء من اولهم الامام الترمذی، وکثیرون بعده وابدی بعض العلماء سببا لحرص العلماء علی ان یکون هذا الهدیث اول ما یلقنونه لتلا میذهم، فقال ما معناه: ان العبد المسلم اذا رحم نفسه ثم رحم من یلیه من الخاصة والعامة، ثم القریب والبعید من باب قوله ﷺ "الدین النصیحة" اذا فعل هذا فقد استقام له امر الدنیا والآخرة، وقد اشتهر عند العلماء حرصهم علی ان یکون الحدیث الاول فیما بینهم هو هذا الحدیث لکن کان للامام مالک رحمه الله رای آخر فی حدیث الاولیة ان یکون هو قوله ﷺ: "من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنیه" وللعلماء مؤلفات کثیرة حول هذا الهدیث، ای الحدیث المسلسل بالاولیة، وقد ذکر الامام الکوثری رحمة الله ان من احسنها کتاب هبة الله التاجی "مزید النعمة فی حدیث الرحمة"

59_ ابن ماجه: حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة، ثناشبابة، ثنا شعبة، عن موسی بن ابی عائشة، عن مولی لام سلمة ان النبی ﷺ کان یقول اذا صلی الصبح حین یسلم "اللهم انی اسالک علمانافعا، ورزقا طیبا وعملا متقبلا" (سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب مایقال بعد التسلیم)

وھب لنامن لدنک رحمة انک انت الوھاب'' اقتداء بالصدیق رضی اللہ عنہ، وھذا وارد فی الموطا 60 یدعوبه الامام والمنفرد-61

شیخ محمد نمر الخطیب

اس کے بعد میں نے شیخ سے شیخ محمد نمر الخطیب کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: الشیخ محمد نمر الخطیب من مشایخنا العلماء الفاضلین، والعلماء المجاھدین من اھل العلم و ذوی الفضل، یعنی شیخ محمد نمر الخطیب ہمارے صاحب علم بفضل مشائخ اور صاحب علم وفضل علمائے مجاہدین میں سے ہیں۔

علائی کے قول کی تلاش

شیخ نے فرمایا کہ انہوں نے مدینہ میں کسی عالم کے پاس شاہ عبدالعزیز یا شاہ ولی اللہ الدھلوی کی کوئی کتاب دیکھی تھی جس میں ایک طرف فارسی عبارت تھی اور دوسری طرف عربی میں اس کا ترجمہ۔ اس میں علائی کے حوالہ سے ابن تیمیہ کے منفرد و شاذ آراء و مسائل کا ذکر تھا، شیخ نے فرمایا اگر یہ عبارت کہیں ملے تو مجھے اس کی تلاش ہے۔

60_ مالک عن ابی عبید مولی سلیمان بن عبدالملک، عن عبادة بن نسی، عن قیس بن الحارث، عن ابی عبد الله الصنابحي انه قال: قدمت المدینة في خلافة ابی بکر، فصلیت وراءہ المغرب فقرا في الرکعتین الاولیین بام القرآن وسورة سورة من قصار المفصل، ثم قام فی الثالثة فدنوت منه حتی ان ثیابی لتکاد ان تمس ثیابه، فسمعته قرا بام القرآن، وبھذه الآیة ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب (موطا الامام مالک، بروية اللیثی، کتاب الصلاة، باب القراءة فی المغرب والعشاء).

61_ واوصیکم بوصیتین، دائما اوصی بھما اخوانی طلبة العلم، ھما: المحافظة علی الدعاء الماثور عقب صلاة الفجر "اللھم انی اسالک علما نافعا، ورزقا طیبا وعملا متقبلا" الثانیة: المواظبة علی الدعاء بعد الفاتحة فی الرکعة الثالثة من صلاة المغرب قبل الرکوع "ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب" اقتداء بالصدیق رضی الله عنه، وھذا وارد فی الموطا، یدعوبه الامام والمنفرد.

شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر

میں نے شیخ سے شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: انہ رجل طیب ممتاز، یعنی وہ فاضل اور ممتاز شخص ہیں۔

سنن ابی داؤد کی قراءت

اس کے بعد میں نے شیخ کے سامنے ان کے مقدمہ سنن ابوداؤد کی فصل ''رواہ سنن ابی داود عن مؤلفھا'' [7-18]، اور فصل: ''الھدف والمنھج'' [94-103] پڑھی، اور سنن میں سے کتاب الطھارۃ کے شروع سے دس حدیثیں اور باب السعی الی الصلوۃ سے دو حدیثیں [473-474] پڑھیں۔ 62

شیخ نے ''الھدف والمنھج'' کی فصل پڑھنے کے دوران فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ سنت نبوی کی خدمت ہم اس انداز سے کریں، اس وقت لوگوں کا رجحان اس طرف ہے کہ کتنی تیزی سے حدیث کی کتنی زیادہ کتابیں شائع کر دیں، یہ لوگ صحیح غلط کی پرواہ نہ کرنے والے ہیں۔ 63

---

62 یہاں شیخ کی سند سے ابوداؤد شریف کی ایک حدیث نقل کی جاتی ہے تاکہ طلبہ علم کے سامنے شیخ کی سند آجائے: أخبرنی الامام المحدث الشیخ محمد عوامة قراءة منی علیه فی مدینة النبی ﷺ فی 29 ذی القعده سنه 1423ھ، انا العلامة المحدث عبدالرشید النعمانی، أنا العلامة محمود حسن خان الطونکی، أنا المقری عبدالرحمن البانی بتی (أنا الامام محمد إسحاق الدهلوی) أنا العلامة المحدث عبدالعزیز بن أحمد بن عبدالرحیم الدهلوی، أنا والدی الإمام المحدث أحمدبن عبدالمحسن القلعی، أنا أحمد بن محمد أبی الخیر المرحومی الشافعی، أنا الشیخ سالم السنهوری، أنا النجم الغیطی، أنا أبو حفص عمر ابن طبرزذ، أنا أبو البدر الکرخی و أبو الفتح المیدومی، أنا الحافظ أبوبکر الخطیب، أنا أبو عمر القاسم بن جعفر البغدادی أنا أبو علی محمد بن احمد اللؤلؤی، انا الحافظ أبو داود سلیمان بن الأشعث السجستانی رحمه الله تعالی، قال: حدثنا عبدالله بن مسلمة بن قعنب القعنبی، ثنا عبد العزیز، یعنی ابن محمد، عن محمد یعنی ابن عمرو، عن أبی سلمة، عن المغیرة بن شعبة أن النبی ﷺ کان إذا اذهب المذهب أبعد.

63 انا اقول ان تکون خدمتنا للسنة علیٰ هذا المنهج، الآن الناس متجهون الی اخراج کتب السنة، الی التکثیر، وهم حاطبو اللیل اوحاطبو النهار.

کتب حدیث کا ضبط

کتب حدیث کے ضبط پر زور دیتے ہوئے شیخ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ حدیث کی کتابوں کی صحت کا پورا خیال رکھا جائے، حدیث کی کتابوں کے سماع اور روایت میں بہت ہی زیادہ ضبط واتقان کا خیال رکھا گیا ہے، ضبط کے وقت وہ نسخے سامنے رکھے جائیں جو شیوخ کے سامنے ضبط کے ساتھ پڑھے گئے ہوں، اور اسی طرح قارئین کے سامنے پیش کئے جائیں۔ 64

بخاری شریف کا صحیح ترین نسخہ

صحیح بخاری کے نسخہ یونینیہ 65 کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے صحیح نسخہ یہ ہے، اور فرمایا: طبعة بولاق لصحیح البخاری اخذت عن فروع الیونینیة، والآن صدر لها تصویر علی یدالشیخ زهیر الناصر، خدم هذه الطبعة خدمة جدیدة وربطها بالقسطلانی.

زہیر الناصر کے نسخہ کی پہلی جلد شیخ نے مجھے دکھائی، مجھے یہ نسخہ بہت پسند آیا، اس کی تلاش جاری ہے، انشاء اللہ یہ نسخے لے کر آکسفورڈ جاؤں گا۔

سنن ابی داؤد کا صحیح نسخہ

شیخ نے سنن ابوداؤد کی تحقیق ابوحفص عمر ابن طبرزد کے نسخہ پر کی ہے، فرمایا: ''نسخة ابن طبرزد اعجوبة'' یعنی ابن طبرزد کا نسخہ ایک اعجوبہ ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ سلطان احمد بن السلطان صلاح الدین الایوبی کی صاحبزادی فاطمہ نے اپنے والد کے ساتھ ابن طبرزد سے اس نسخہ کا سماع کیا ہے، ان کا ذکر بار بار آتا ہے۔

---

64 الذی اریده انا هو ان اوثق کتب السنة، کتب السنة تلقیت بالضبط والاتقان البالغین، فلیکن الضبط عن نسخ مضبوطة ومقروءة وتقدم للقراء هکذا۔

65 یہ نسخہ منسوب ہے امام علامہ شرف الدین ابوالحسین علی ابن محمد بن احمد الیونینی (621-701ھ) کی طرف، امام یونینی نے صحیح بخاری کا ایک نسخہ تیار کیا، جسے بخاری شریف کے نسخوں سے تقریباً گیارہ بار مقابلہ کیا، اس کی تصحیح اور ضبط پر پوری توجہ مرکوز کی، اس وقت صحت وضبط میں علامہ یونینی کے نسخہ کی کوئی نظیر نہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی تحقیق

اس وقت شیخ "مصنف ابن ابی شیبة" کی تحقیق کر رہے ہیں۔ مطبوعہ نسخہ غلطیوں سے پر ہے، شیخ کے قلم سے مصنف کی یہ خدمت وتحقیق انشاء اللہ اہل علم کے لئے بہترین تحفہ ہوگی۔

تاریخ الاسلام کی تحقیق

میں نے عرض کیا کہ عمر عبدالسلام تدمری کی تحقیق سے تاریخ الاسلام کا نشر ہونے والا نسخہ غلطیوں سے پر ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ نے فرمایا: لازم ان یکون المخرج محدثا، وهکذا عمر عبدالسلام غیر محدث، فاقدم علی اخراج هذا الکتاب۔

الکاشف کا مقدمہ

شیخ نے اپنی تحقیق سے شائع ہونے والے "الکاشف" کے مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں تحریف سے بچنے پر اچھی گفتگو ہے۔

آج کل کے طلبہ پر ایک تبصرہ

آج کے طلبہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: بعض طلاب العلم یقرنون فؤاد عبدالباقی باحمد محمد شاکر، فؤاد عبدالباقی مفهرس، والشیخ احمد محمد شاکر محدث، یعنی بعض طلبہ علم فؤاد عبدالباقی کا مقابلہ احمد محمد شاکر سے کرتے ہیں، فؤاد عبدالباقی فہرست نگار ہیں، جبکہ شیخ احمد محمد شاکر محدث ہیں۔

"خدمات" کا صحیح تلفظ

میرے پڑھنے کے دوران "خدمات" کا لفظ آیا، میں نے "خدمات" بالفتحات پڑھا، شیخ نے فرمایا: بہت سے لوگ "خدمات" "فقرات" اور "رحلات"

بالفتحات پڑھتے ہیں، یہ غلط ہے اس میں تین لغات صحیح ہیں "رحلات" اور رحلات" بکسر الراء وحدہ، وسکون الحاء وکسرها وفتحها۔

سنن کی تحقیق کا اختتام

شیخ نے فرمایا کہ جب وہ سنن ابی داؤد کی تحقیق سے فارغ ہو رہے تھے اس وقت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب یہاں تشریف لائے، موقع اچھا تھا، ان کے ہاتھ پر ختم کیا، اور سنن کا کچھ حصہ ان کو سنایا، انہوں نے مجھے اور میرے بچوں کو اجازت دی۔

اس کے بعد شیخ محمد عوامہ سنن کی آخری جلد لائے اور اس میں اپنی سند پڑھی، اس سند میں قاری عبدالرحمن پانی پتی اور شاہ عبدالعزیز کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، میں نے اس پر شک کا اظہار کیا، اور مولانا عبدالحئی صاحب کی نزهة الخواطر کا حوالہ دیا، شیخ "علماء العرب فی الهند" نامی کتاب لے کر آئے۔ اس میں سے قاری عبدالرحمن پانی پتی کا ترجمہ سنایا۔ اس میں ذکر تھا "لازم دروس الشاہ عبدالعزیز الدهلوی" مجھے اس پر شبہ ہے، شاید اس کتاب کے مصنف نے "الشاہ محمد اسحاق" کی جگہ غلطی سے "الشاہ عبدالعزیز" کر دیا۔

شیخ محمد طاہر سنبل کی صاحبزادی

مدینہ منورہ کے محدث شیخ محمد طاہر سنبل کا تذکرہ آ گیا، فرمایا: ان کی صاحبزادی سیدہ عائشہ مسندہ تھیں، ان کا انتقال سنہ 1415ھ میں ہوا، وہ ہمارے دوست شیخ احمد عاشور کی نانی تھیں، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اجازت لی تھی۔

مسئلہ توسل

توسل کا مسئلہ زیر گفتگو آ گیا۔ فرمایا: علامہ کوثری نے "محق التقول فی مسئلة التوسل" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا ہے، جو مقالات الکوثری میں ہے۔

القول البدیع کا تذکرہ

تقریب التہذیب کے مقدمہ کی قراءت دوسری مجلس کے لئے موخر کر دی گئی، میں شیخ سے رخصت ہوا۔ شیخ کو بھی گھر جانا تھا، شیخ ہی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر منزل کی طرف بڑھا، شیخ نے تذکرہ کیا کہ اپنی تحقیق سے شائع شدہ ''القول البدیع'' کا ایک نسخہ میرے نام بھیجا تھا، میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

شیخ نے اس کتاب کی تحقیق پانچ مخطوطات کی بنیاد پر کی ہے، ان میں قدیم ترین نسخہ خود مصنف کتاب حافظ سخاوی کے قلم سے تحریر کردہ ہے، دوسرا نسخہ وہ ہے جس کی چھ مجالس میں مصنف پر قراءت ہوئی ہے، اور اس کے آخر میں حافظ سخاوی کی جانب سے صاحب نسخہ کے لئے اجازت درج ہے، اور اسی طرح دوسرے نسخے بھی بہت مستند ہیں، شیخ کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس کتاب کا ایک صاف ستھرا صحیح اور مکمل نسخہ قارئین کے لئے فراہم کر دیا۔

میں نے عرض کیا کہ آپ نے اس میں وہ تحقیق نہیں کی جو آپ کی کتابوں کا خاصہ ہے شیخ نے اس کی وہی توجیہ کی جو کتاب کے مقدمہ میں مذکور ہے۔[66]

سب سے بہتر درود

میں نے شیخ سے استفسار کیا کہ کونسا درود افضل ہے۔ فرمایا درود ابراہیمی، میں نے عرض کیا: نماز میں؟ فرمایا: نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں درود ابراہیمی افضل درود ہے۔

66 شیخ مقدمہ میں فرماتے ہیں: ولم أخرج احادیث الکتاب، فالحافظ السخاوی امام حجة فی هذا الباب، ویرجع فیه الی قوله وحکمه (القول البدیع ص 23)

مدینہ منورہ میں پانچواں دن

[1 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 2 فروری 2003ء بروز یکشنبہ]

معمول کے مطابق صبح کے وقت چار بجے اٹھ کر غسل کیا، سردی کے موسم کے باوجود مدینہ منورہ کا موسم بہت خوشگوار ہے، صبح سویرے کا وقت ہے، لیکن ٹھنڈک نہیں محسوس ہو رہی ہے، اس لئے آج ہم لوگوں نے فجر کی نماز باب السلام کے سامنے کھلی فضا میں ادا کی، نماز کے بعد صلاۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا، اور سلام کے وقت جو تاثر تھا وہ بیان سے باہر ہے، بڑی رقت طاری ہوئی، اور حضور ﷺ کے فضائل متحضر ہو گئے:

وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل
جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں، وہی اول وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

آپ ﷺ کی ذات گرامی کتنے محاسن وفضائل کی جامع تھی، قرآن نے کتنے جامع لفظ میں آپ کے مقام کی تشریح کی ہے "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" خدا خود جس کا ثناخواں ہو اس کے مقام کا کیا پوچھنا:

پیکر آرائے ازل صورت زیبائے ترا
نقش می بست وہم از ذوق تماشا می کرد

نماز کی ادائیگی اور صلاۃ وسلام پیش کرنے کے بعد ہم اپنی رہائش کے قریب کے ریسٹوران میں گئے، حج کے دنوں میں رات دیر تک یہ ریسٹوران کھلے رہتے ہیں، چار پانچ گھنٹے بند رہنے کے بعد صبح سویرے فجر کے وقت ہی سے دوبارہ کھل جاتے ہیں، مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ناشتہ میں عام طور سے ہماری

مرغوب غذا نہاری رہی ہے، آج بھی نہاری کھائی گئی، ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ وقت ڈائری لکھنے میں صرف کیا، آج مدینہ یونیورسٹی (الجامعۃ الاسلامیۃ) کی زیارت کا ارادہ ہے، اور وہاں سے ظہر تک واپس آجانا ہے، ظہر کی نماز حرم شریف میں پڑھنی ہے، یونیورسٹی کی زیارت کے لئے یہ وقت بہت مختصر ہے، مشغولیات کی کثرت کی وجہ سے اسی مختصر زیارت پر قناعت کرنی ہے۔

یونیورسٹی کے لئے نکلنے سے پہلے معلوم ہوا کہ صوفی صاحب کی اہلیہ اپنی بچیوں کو تحفہ دینے کے لئے سونے کی چوڑیاں خریدنا چاہتی ہیں، صوفی صاحب نے مجھ سے ساتھ چلنے کو کہا تاکہ بھاؤ تاؤ کرنے میں ان کی مدد کروں۔ بازار جاکر صوفی صاحب کا سامان خریدا اور ہم رہائش پر آگئے، اور تھوڑی دیر کے بعد ہم یونیورسٹی کے لئے نکل پڑے۔

الجامعۃ الاسلامیۃ کی زیارت

میں نے سنہ **1407**ھ کے عمرہ کے وقت الجامعۃ الاسلامیۃ کی مختصر زیارت کی تھی، اس وقت یونیورسٹی شہر کے اندر تھی، اب اس کا نیا کیمپس بن گیا ہے، مجھے یونیورسٹی دیکھنے کی خواہش تھی اور ساتھ ہی یونیورسٹی کے مکتبات کی زیارت کا بھی شوق، شاید کام کی کوئی چیز مل جائے، میں سمجھتا تھا کہ وہاں ساتھیوں کی دلچسپی کا کوئی سامان نہیں، ان کو لے جانا مناسب نہیں، لیکن اس ڈر سے کہ کہیں ان کو شکایت نہ ہو مشتاق صاحب سے تذکرہ کیا وہ تیار ہو گئے اور دیکھا دیکھی ان کے بھائی اشتیاق صاحب اور صوفی حبیب صاحب بھی تیار ہو گئے، ہم لوگ ساڑھے دس بجے کے قریب ٹیکسی سے روانہ ہوئے، مشتاق صاحب کی خواہش تھی کہ پیدل چلیں، کچھ تفریح ہو جائے گی، میں نے کہا کہ ہم اجنبی ہیں، کہیں راستہ پوچھنے میں ہی سارا وقت نہ صرف ہو جائے، ہمیں حرم شریف میں آکر ظہر کی نماز بھی پڑھنی ہے، واپسی میں اگر مناسب ہوا تو پیدل آجائیں گے۔ ڈرائیور مدینہ منورہ کا باشندہ تھا، میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کا تعلق اشراف کے خاندان سے ہے۔

گیارہ بجے کے قریب ہم لوگ الجامعۃ الاسلامیۃ کے گیٹ پر پہنچے، ڈرائیور کو دس ریال کرایہ کے دیئے، اور یونیورسٹی کے احاطہ کے اندر داخل ہو گئے۔ اشتیاق صاحب کو فکر ہوئی کہ کہیں واپسی میں ٹیکسی نہ ملے اور حرم شریف کی جماعت فوت ہو جائے، انہوں نے پریشانی کا اظہار کیا، میں نے سوچا کہ اگر ابھی سے یہ حال ہے تو اطمینان سے مکتبات اور یونیورسٹی کی زیارت مشکل ہوگی خاص طور سے جبکہ ان کی دلچسپی کا یہاں کوئی سامان نہیں، میں نے اطمینان دلایا کہ یہ یونیورسٹی ہے، یہاں سے حرم جانے کی سواری انشاء اللہ ضرور ملے گی، آگے بڑھے، سیدھے ہاتھ پر یونیورسٹی کے دفاتر تھے، تھوڑی دور

پر بائیں جانب كلية الشريعة کا ڈپارٹمنٹ تھا۔ سامنے انڈونیشیا کے دو طالبعلم مل گئے، یونیورسٹی میں چھٹیاں چل رہی ہیں، اس لئے بہت کم طلبہ وہاں تھے، ان طالبعلموں سے پوچھا کہ یہاں مکتبات کس طرف ہیں، انہوں نے بتایا کہ كلية الشريعة کے قریب ایک مکتبہ تھا، لیکن اب وہ کہیں منتقل ہوگیا ہے، ایک مکتبہ کینٹین کے قریب ''مكتبة العلوم والحكم'' کے نام سے ہے، میں نے کہا پھر تو وہاں حدیث کی کتابیں نہیں ہوں گی، انہوں نے کہا نہیں، وہاں حدیث کی کتابیں بھی ہیں، ہم لوگ آگے بڑھے، ہر قدم پر محسوس ہو رہا تھا کہ ساتھی اس زیارت سے خوش نہیں، ہم لوگ كلية الشريعة سے آگے بڑھے، سامنے جسمانی ورزش کی جگہ تھی، اس سے تھوڑا ہٹ کر ہمیں کولر نظر آیا، پیاس لگی ہوئی تھی، ہم نے سیر ہو کر پانی پیا، پھر ہم مکتبہ میں داخل ہوئے۔

میں نے مكتبة العلوم والحكم سے ''تراجم اعلام النساء'' اور ''الجواهر والدرر فی ترجمة الحافظ ابن حجر'' سو ریال میں خریدی، ساتھی جلدی مچا رہے تھے، اگر میں تنہا ہوتا تو کچھ اور وقت مکتبہ میں لگا لیتا، باہر نکلے تو مشتاق صاحب نے کینٹین میں چائے پینے کی خواہش ظاہر کی، وہاں چائے پی گئی، اس کے بعد باہر نکلے، اب فکر ہوئی کہ اگر کوئی طالبعلم مل جائے تو اس کے ساتھ یونیورسٹی کے اہم شعبوں کی زیارت کر لی جائے، سامنے دو ہندوستانی طلبہ نظر آئے، میں نے ان کو سلام کیا اور پھر تعارف ہوا۔ دونوں الجامعة السلفية بنارس سے آئے تھے، ان میں سے ایک طالبعلم عبد الصبور صاحب خوش اخلاق نظر آئے اور ہماری رہبری پر راضی ہو گئے، یہ ضلع گونڈہ میں بلرام پور کے قریب کسی گاؤں کے ہیں، استاد مرحوم مولانا عبد النور ندوی سے واقف، انہوں نے بتایا کہ ہمارے دوست حافظ عتیق احمد بستوی ان کے گاؤں کے قریب کے رہنے والے ہیں، ان کی معیت میں آگے بڑھے، وہ بڑی خوش اسلوبی سے یونیورسٹی کا ایک ایک حصہ دکھا رہے تھے، اور ہمارے سوالوں کے

جواب دیتے، یونیورسٹی کے نظام تعلیم سے متاثر ہو کر اشتیاق صاحب نے نیت کر لی کہ اپنے دو چھوٹے بیٹوں کو آئندہ یہاں بھیجیں گے۔

ایک حادثہ

ہم لوگ تھوڑی ہی دیر چلے تھے کہ سیکورٹی کا ایک نوجوان گاڑی سے اتر کر ہمارے قریب آیا، اس نے ہمیں روکا، اور ایک طرف بلایا، اس نے پوچھا کہ کیا ہم حاجی ہیں، ہم نے عرض کیا کہ ہاں، وہ غصہ سے بھر گیا اس نے کہا کہ تم لوگ یہاں کیسے آگئے، حاجیوں کا یہاں آنا منع ہے اس نے اپنا غصہ عبد الصبور صاحب پر نکالنے کی کوشش کی، اور ان کا شناختی کارڈ لے لیا، اور دھمکی دی کہ ان کے خلاف کاروائی کی جائے گی۔ اس نے گیٹ کیپر سے فون پر رابطہ قائم کیا کہ یہ لوگ بغیر اجازت اندر کیسے آگئے، میں نے دخل اندازی کی اور اسے صورت حال سمجھائی کہ ہم یہاں خود آئے ہیں، عبد الصبور صاحب سے ہماری کوئی واقفیت نہیں، ان کا کوئی قصور نہیں ہے، یہ راستہ میں مل گئے اور ہماری درخواست پر ہماری رہبری پر راضی ہو گئے، وہ ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا، اس پر میں نے غصہ سے کہا کہ ہمارے ویزہ پر یہ کہاں لکھا ہے کہ ہم صرف حرم شریف میں رہیں، اور یونیورسٹی نہیں آسکتے، یہ بات تو ہمیں سعودی ایمبیسی نے بھی نہیں بتائی، اور نہ ہی ہمارے ایجنٹ نے، اور نہ ہمارے پاس سعودی حکومت کی طرف سے اس طرح کا کوئی ہدایت نامہ ہے، آخر ہم کس طرح جانتے کہ یونیورسٹی کے احاطہ میں ہمارا داخلہ ممنوع ہے۔ بڑی مشکل سے اس کی سمجھ میں بات آئی۔ اس نے ہم سے کہا کہ اب آپ لوگ حرم شریف واپس چلے جائیں، اور عبد الصبور صاحب کا کارڈ واپس کیا، عبد الصبور صاحب نے اس سے کہا کہ میں انہیں ٹیکسی میں بیٹھا دوں، اس نے اس کی اجات دے دی، مجھے اور ہمارے ساتھیوں کو اس

کی فکر تھی کہ کہیں ہمارے تعاون کی وجہ سے عبد الصبور صاحب کسی مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ معاملہ آسانی سے رفع دفع ہو گیا۔

ہمیں فوراً ٹیکسی مل گئی، ڈرائیور مدینہ منورہ کا باشندہ اور عقیدہ کا بڑا پکا تھا، یونیورسٹی سے نکلنے کے بعد سیدھے ہاتھ پر مسجد القبلتین نظر آئی، زائرین کی بھیڑ لگی ہوئی تھی، آگے بڑھے، سبعہ مساجد نظر آئیں اور خندق کا حصہ نظر آیا، ادھر بھی زائرین کی بھیڑ تھی، خندق کے پاس "مسجد الخندق" کی تعمیر ہو رہی ہے، آگے جبل سلع نظر آیا، دوسری طرف احد کی پہاڑی تھی۔

رہائش پر پہنچے، وضو کیا اور سب لوگ ساتھ ظہر کی نماز کے لئے نکلے، کیونکہ نماز کے بعد ہمیں سوق التمور [کھجوروں کا بازار] جانا تھا، باب السلام کے قریب ظہر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد روضہ مبارک پر سلام کے لئے حاضری دی، مجھے ایک طرف سے قبر شریف کے بالکل قریب جانے کا موقع مل گیا، جس پر اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ادا کیا، درود شریف پڑھتے ہوئے آگے بڑھا اور پورے ادب و احترام سے ہدیہ سلام پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حاضریوں کو قبول فرمائے۔

سوق التمور

اس کے بعد ہم لوگ سوق التمور کی طرف بڑھے، ہم جس راستہ سے گئے، ادھر ایک دیوار تھی، سامنے بازار، کوئی راستہ نہیں تھا، مجبوراً دیوار پھاند کر بازار پہنچے، ہم نے مختلف قسم کی کھجوریں خریدیں۔ میں نے ایک کلو عجوہ کھجور خریدی جس کے فضائل احادیث میں آئے ہیں [67] چار کلو دوسری کھجوریں خریدیں۔ اللہ تعالیٰ برکت نصیب فرمائے۔

67. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عجوہ جنت کے درختوں میں سے ہے، اور اس میں زہر سے شفاء ہے، امام ترمذی اپنی جامع کی کتاب الطب، باب ماجاء فی الکماۃ والعجوۃ میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وفی الباب عند سعید بن زید، وابی سعید وجابر، وھذا حدیث حسن غریب۔

تکان و بخار

ہم نے جلدی سے ٹیکسی لی اور رہائش پر آ گئے، رات میں صرف تین گھنٹے کے قریب سویا تھا، اس لئے بڑی تھکان تھی اور تھوڑی سی حرارت بھی، مسجد جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، پھر بھی ہمت کر کے نکلا:

آشنا ہو کے بوئے یار سے ہم سخت بیزار ہیں قرار سے ہم

عصر کی نماز کے بعد عزیزی حافظ مکین سے باب عمر بن الخطاب پر ملنے کا وعدہ تھا حرم شریف آیا، عصر کی نماز کے بعد کافی دیر تک مکین کا انتظار کرتا رہا، لیکن کسی وجہ سے وہ نہیں آ سکے تھے، تھکان و بخار کی وجہ سے سیدھا رہائش پر آیا اور آرام کے لئے لیٹ گیا، مغرب کی نماز کے لئے حرم شریف نہیں جا سکا۔

عشاء کی نماز کے بعد تقریباً پونے نو بجے آنکھ کھلی، طبیعت بہتر تھی، مشتاق صاحب اور صوفی حبیب صاحب کے ساتھ ایک دوسرے ریسٹوران گیا، اور وہاں کریلا قیمہ روٹی کے ساتھ کھایا، پھر چائے پی، میں نے ساتھیوں سے اجازت لی، حرم شریف آیا وضو کیا، اور باب السلام کا رخ کیا، روضۃ الجنۃ میں جگہ ملی، وہیں مغرب و عشاء اور وتر پڑھی، اللہ تعالیٰ کا اس عظیم نعمت پر شکر ادا کیا، پھر قبر شریف کی طرف بڑھا، زیادہ لوگ نہیں تھے، اس لئے بڑے اطمینان سے اور پوری رقت اور خشوع کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرنے کا موقع مل گیا:

چہ وصفت کند سعدی ناتمام علیک الصلاۃ اے نبی والسلام

ایک مکتبہ کی زیارت

واپسی میں ایک مکتبہ پر رک کر اس کے مالک سے صحیح بخاری کے نسخہ یونینیہ کے متعلق دریافت کیا، اس نے یہ نام پہلی بار سنا تھا، ہنسنے لگا، اور کہا کہ ہمارے پاس

نسخہ یونانیہ ہے، میں نے اسے سمجھایا کہ صحیح بخاری کا سب سے صحیح اور مستند نسخہ یونینیہ ہے اوراس کی تشریح کی، اس نے اعتراف کیا کہ اسے آج یہ فائدہ علمی حاصل ہوا جس سے وہ پہلے سے واقف نہیں تھے۔ پھراس نے ایک نسخہ صحیح کا نکالا اس پر لکھا تھا کہ یہ فرع الیونینیہ ہے، میں نے اسے دکھایا کہ دیکھونسخہ یونینیہ مشہور ومعروف ہے، لیکن عرض کیا کہ یہ اصل نہیں ہے اور مجھے اصل کی تلاش ہے، رہائش پر آ کر ڈائری لکھنے بیٹھ گیا،تقریباًرات کے بارہ بجے بستر پر لیٹا۔

مدینہ منورہ میں چھٹا دن

[2 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 3 فروری 2003 بروز دوشنبہ]

حسب المعمول سویرے اٹھا،لیکن آج غسل وطہارت میں دیر ہوگئی، ساتھیوں سے عرض کیا کہ وہ حرم شریف جائیں، میں صلاۃ وسلام پیش کرنے کے بعد باب البقیع کے باہران سے ملوں گا، پانچ بجکر بیس منٹ پر نکلا، راستہ میں فجر کی اذان ہوگئی، باب السلام کے سامنے سنت ادا کی، پھر قریب ہی دروازہ سے مسجد کے اندر داخل ہوا اور جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، نماز کے بعد باب السلام کا رخ کیا۔ گھر سے جب مسجد کے لئے نکلا تھا تو ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا زبان پر جاری تھی "واجعل افئدۃً من الناس تهوی الیهم" اوراس دعا کی قبولیت کا منظر نگاہوں کے سامنے، اتفاق سے فجر کی نماز میں امام صاحب نے بھی یہی آیات پڑھیں۔ آج طبیعت پہلے سے زیادہ منشرح تھی، درود شریف پڑھتے ہوئے آگے بڑھا، سورہ الم نشرح اور سورہ کوثر کا بھی ورد کر رہا تھا، سلام کے لئے آگے بڑھ رہا تھا اور رقت میں اضافہ ہو رہا تھا، مواجھہ شریف کے بالکل سامنے جگہ مل گئی، سکون کے ساتھ کھڑے ہوکر عقیدتمندانہ الفاظ میں سلام پیش کیا، اور صاحبین پر بھی سلام پیش کیا، اور شیعوں کی محرومی پر اظہار افسوس، اور یہ تصور غالب تھا کہ کس طرح اقصائے عالم سے لوگ جوق در جوق اس نبی اُمی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ہدیہ سلام پیش کر رہے ہیں اور عہد وفاداری تازہ کر رہے ہیں:

نوع انسانی کو دیا کس فلسفی نے یہ پیام
مرد غازی کا کفن ہے خلعت عمر دوام
نصب کس نے کردیئے مقتل میں حوروں کے خیام
جانتے ہو اس دبیر ذہن انسانی کا نام

جوانوکھی فکر تھا، جواک نیا پیغام تھا۔
اس حکیم نکتہ پرور کا، محمد نام تھا۔

سلام کے بعد باب البقیع کے باہر ساتھیوں کے انتظار میں کھڑا ہو گیا، کچھ دیر کے بعد مشتاق صاحب نظر آئے، پھر ہم لوگ ساتھ واپس ہوئے، ریسٹوران میں چائے پی اور رہائش پر جا کر ڈائری لکھنے میں وقت گزر گیا، ظہر کی نماز کے بعد قیلولہ کیا، عصر کی نماز کے بعد اشتیاق صاحب نے ساتھیوں کو دہی باڑہ کھلایا اور میں ڈائری لکھنے میں مشغول ہو گیا۔

مغرب کی نماز کے لئے حرم شریف آیا، نماز کے بعد فون کرنے کے لئے گیا، آج عشاء کے بعد شیخ محمد نمر الخطیب سے ملاقات کے لئے جانے کا ارادہ ہے۔ اور خواہش تھی کہ عشاء کے بعد شیخ احمد عاشور سے ملاقات ہو جائے، ابھی فون میں کامیابی نہیں ہوئی، اسی دوران حافظ مکین سے ابا کا فون نمبر مل گیا، فون پر بات ہوئی اور بتایا کہ ہم لوگ جمعرات کو یہاں سے انشاء اللہ مکہ مکرمہ کیلئے روانہ ہونگے اس لئے جمعہ کی شام کو ہی ملاقات ہو سکے گی، برادر معظم شیخ مجد مکی[68] سے بات ہوئی، ان سے شیخ عبدالرحمٰن الکتانی کے بارے میں استفسار کیا، انہوں نے بتایا کہ ابھی تک شیخ عبدالرحمٰن الکتانی کا پتہ نہیں معلوم ہو سکا ہے، اللہ تعالیٰ شیخ کتانی سے ملاقات مقدر کرے، اب عشاء کی اذان ہونے والی ہے، عشاء کی نماز کے بعد انشاء اللہ شیخ محمد نمر الخیطب سے ملنے جانا ہے۔

---

68 برادر معظم شیخ مجد مکی کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

شیخ محمد نمر الخطیب کی خدمت میں

عشاء کی نماز حرم شریف میں پڑھی، اس کے بعد ٹیکسی سے شیخ محمد نمر الخطیب کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، ہر روز شیخ کوئی نہ کوئی درس دیتے ہیں، آج کا درس تصوف کے موضوع پر تھا، ابھی درس شروع ہونے میں تھوڑی دیر باقی تھی، شیخ کی کتاب ''موقف الدین من العلم ''[69] کا کوئی حصہ پڑھا جا رہا تھا، اور شیخ وقفہ وقفہ سے تشریح کرتے جاتے تھے، میں حاصر ہوا، شیخ نے بڑی محبت سے استقبال کیا اور حاضرین سے بہت اونچے الفاظ میں میرا تعارف کرایا۔ حاضرین کی زیادہ تعداد شام کے علماء فضلاء اور طلبہ علم کی تھی، شیخ نے حاضرین سے میری کتاب ''نفحات الهند والیمن'' کا تذکرہ کیا، اور اس کی بڑی تعریف کی۔

شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے اپنی کتابیں یہاں رکھی ہیں، وہ تمہارے لیے ہدیہ ہیں، اپنی کتاب ''موقف الدین من العلم'' کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: هذا الكتاب ينبغي ان تقراه جيدا، لانه من واجباتك هذه الايام مع المستشرقين، یعنی یہ کتاب تمہیں اچھی طرح پڑھنی چاہئے، مستشرقین سے تمہیں جو واسطہ پڑ رہا ہے اس میں تمہیں کام آئے گی۔ شیخ نے عقل و دین کے تعارض پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: اذا تعارض الدين مع العلم

---

69 یہ متوسط سائز کی ساٹھ ستر صفحوں کی کتاب ہے، مستشرقین اور ان کے ہمنوا اسلام پر جمود اور علم دشمنی کا الزام عائد کرتے ہیں، اور وقتاً فوقتاً یہ شبہ دہراتے رہتے ہیں کہ تہذیب و تمدن کے قافلہ سے مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کی وجہ خود ان کا مذہب ہے، شیخ نے اس کتابچہ میں علم تاریخ کی روشنی میں اس الزام کا تحقیقی جائزہ لیا ہے، کتاب چار فصلوں پر مشتمل ہے: پہلی فصل میں علم کے متعلق مذہب کے موقف پر روشنی ڈالی ہے، اور یہ واضح کیا ہے کہ مذہب و علم کے مابین کشمکش یورپ کے خاص دینی اور ثقافتی ماحول کا نتیجہ ہے، مسلمانوں کا اس کشمکش سے کوئی واسطہ نہیں، دوسری فصل کا موضوع ہے: اسلام میں علم و مذہب توام ہیں، تیسری فصل ''علم و علماء کی ترقی میں دین اسلام کا کردار'' کے موضوع پر ہے، اور چوتھی فصل میں اس کا جائزہ لیا ہے کہ مغرب پر اسلامی تہذیب کے کیا اثرات مرتب ہوئے۔

يقدم العلم على الدين، لان الدين انما ثبت بالعقل، القرآن يثبت الدين بطريق العقل، اثبت وجود الله، ويوم القيامة، والحشر والنشر بالعقل، والذى يقرا القرآن يجده دائما يقول "اَفَلایَعْقِلُوْن" "اَفَلا يَتَدَبَّرُوْن" "هذا هو معنى تقديم العقل"

شیخ مصطفیٰ الغلايينى

کتاب میں شیخ مصطفیٰ الغلايينى (م1364ھ) کا حوالہ آ گیا، تو ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: شیخ مصطفیٰ الغلايينى بہت بڑے عالم تھے، وہ ازھر شریف کے فارغین میں سے تھے، فرانس نے ان کو بیروت سے میرے شہر ہیفاء مین جلاوطن کر دیا، ہیفاء فلسطین کے بڑے شہروں میں سے ہے، کئی سالوں تک ہیفاء میں مقیم رہے، وہیں میری ان سے واقفیت ہوئی، وہ بہت بڑے عالم تھے، جب فرانس لبنان سے نکالا تو وہ بیروت واپس آ گئے، انہوں نے ایک بڑی اہم کتاب تصنیف 70 کی ہے، جس سے میں نے بہت سے جملے اخذ کئے۔ 71

عقل و دین میں تضاد نہیں

کتاب کے مباحث کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا: تکوینی علوم کے اندر ہرگز کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دین کے منافی ہو، دین کے اندر ایسی چیزیں ہیں جو ان لوگوں سے پہلے سے ان نظریات کو ثابت کرتی ہیں، جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دین علم کے منفی ہے، وہ اپنے اس دعویٰ پر کوئی قطعی دلیل پیش کرے، نہ دین علم کے منافی ہے،

70 شیخ مصطفیٰ الغلايينى کی کتاب کا نام ہے" الدين والعلم، وهل ينافى الدين العلم "

71 الشيخ مصطفى الغلايينى كان من كبار العلماء من متخرجى الازهر الشريف، نفته فرنسا الى هيفاء بلدىْ، وهى من كبريات البلدان الفلسطينية، ومكث سنوات فى هيفاء، وتعرفنا عليه، وهو عالم كبير، لما خرجت فرنسا من لبنان رجع الى بيروت، له كتاب عظيم جدا، أخذت كثيرا من الفقرات.

اور نہ ہی علم دین کم معارض، دین اور علم توم ہیں ان دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں، سائنس اور تمام ثابت علوم دین کی تائید کرتے ہیں، اور دین ان کی تائید کرتا ہے۔ 72

شیخ طنطاوی جوہری

شیخ طنطاوی جوہری اور ان کی تفسیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ایک بڑے عالم ہیں، جن کا نام ہے طنطاوی جوہری، انہوں نے قرآن کریم کی بیس جلدوں میں تفسیر لکھی ہے، میں ان سے ذاتی طور پر واقف ہوں، رحمہ اللہ، وہ علم زراعت کے شیدائی تھے، دن بھر کھیتوں اور میدانوں میں چلتے رہتے تھے، انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر میں زراعت کے متعلق ایسی گفتگو کی ہے جو تصور میں نہیں آ سکتی۔ 73

وجود باری کی دلیل

وجود باری پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا: دنیا منظم ہے، سورج چاند، گرمی، جاڑا، رات اور دن سب ایک نظام کے ماتحت ہیں، اس نظام کو قائم کرنے والا کون ہے؟ قرآن کریم اسی کی معرفت کی دعوت دیتا ہے، علوم طبعیہ ثابت کرتے ہیں کہ عالم

72 ليس فى العلوم الكونية ماينا فى الدين ابدا، ويوجد فيه مايثبت هذه النظريات قبل هؤلاء، مثل قوله تعالىٰ "افلايرون ان السماوات والارض كانتا رتقا، ففتقنا هما" هذه النظريات جاءت بعد القرآن بسنوات، ومثله دوران الارض ايضا فى القرآن، وحركة الافلاك "والشمس تجرى لمستقرلها" الذى يقول: الدين ينافى العلم فليات بدليل قاطع، فلا الدين ينافى العلم، ولا العلم ينافى الدين، الدين والعلم توأمان، ومصدرهما واحد، وهو الله تبارك وتعالىٰ، العلم الطبيعي، والعلوم الثابتة كلها تؤازر الدين، والدين يؤازرها.

73 عالم كبير اسمه الطنطاوى الجوهرى فسر القرآن فى عشرين مجلدا، اعرفه شخصيا، رحمه الله، وكان مغرما بعلم الزراعة، وكان طول النهار يمشى فى الزرع، وتكلم فى تفسير القرآن عن الزراعة بحيث لايتصور.

میں ایک تنظیم ہے، تنظیم کو قائم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، حقیقۃ الحقائق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، اور فلسفہ اسے علۃ اولیٰ سے تعبیر کرتا ہے۔74

مرشد الدعاہ

شیخ نے مجھے اپنی کتاب "مرشد الدعاۃ" (رہنمائے مبلغین) ہدیہ کی، یہ کتاب ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب میں پانچ ابواب ہیں، باب اول دعوت اور دعوت سے متعلق مباحث کے لئے مختص ہے، دوسرا باب داعی سے متعلق ہے، تیسرے باب میں شیخ نے داعیوں کے نمونے دکھائے ہیں، اولوالعزم پیغمبروں کی داعیانہ سیرت کے متعلق گفتگو کرنے کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی داعیانہ زندگی کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا ہے، چوتھے باب میں داعی کی ظاہری اور معنوی صفات پر روشنی ڈالی ہے، پانچواں باب داعی کی تربیت کے اسلوب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مراجع میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حجۃ اللہ البالغۃ، اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" بھی شامل ہیں۔

یہ کتاب مجھے دیتے ہوئے شیخ نے فرمایا کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے بلند الفاظ میں اس کی تعریف کی۔

شیخ مصطفیٰ مراد حموی

اس دوران شیخ مصطفیٰ مراد حموی تشریف لائے، ان کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: فضیلة الشيخ مصطفى مراد من مدينة حملة حماها الله. میں نے

74_ العالم منظم، والشمس والقمر والصيف والشتاء والليل والنهار كلها منظمة، من هذا المنظم؟ هذا الذى يدعو القرآن الى معرفته، العلوم الطبيعية تثبت تنظيم العالم، هذا المنظم هو الله تعالى، حقيقة الحقائق الله سبحانه وتعالىٰ وتعبير الفلسفة: العلة الاولى.

شیخ سے پوچھا کہ شیخ محمد علی مراد حموی رحمۃ اللہ علیہ 75 سے ان کا کیا رشتہ ہے؟ فرمایا کہ وہ میرے ماموں زاد بھائی ہیں۔ شیخ نے دریافت کیا کہ شیخ محمد علی مراد حموی رحمۃ اللہ علیہ کو میں کیسے جانتا ہوں، میں نے عرض کیا کہ میری ان سے خط وکتابت رہی ہے اور انہوں نے مجھے اجازت دی ہے۔

نفحات الہند والیمن

اس کے بعد شیخ محمد نمر الخطیب نے بہت بلند الفاظ میں حاضرین سے میرا تعارف کرایا، میری عربی کی بہت تعریف کی، ان کے بقول میری عربی زبان ہندوستان کے ان تمام لوگوں سے بہتر ہے جن سے شیخ کی ملاقات ہے، اس دوران شیخ نے "نفحات الهند" کا مطالعہ کرلیا تھا۔ اس کا بہت اچھے لفظوں میں تعارف کرایا۔ حاضرین میں سے کچھ علماء کو حضرت مولانا علیہ الرحمۃ سے اجازت حاصل تھی، ان کو اس کتاب کی خواہش ہوئی۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ کتاب کہاں ملے گی؟ میں نے عرض کیا کہ شیخ احمد عاشور میرے دوست ہیں ان کے پاس کتاب کے تقریباً سو نسخے ہیں۔ وہ نسخے آپ حضرات کیلئے ہدیہ ہیں۔ حاضرین میں سے ایک طالب العلم شیخ احمد عاشور سے واقف تھے، انہوں نے ذمہ داری لی کہ ان سے رابطہ کر کے کتاب کے نسخے تقسیم کے لئے لے آئیں گے۔

75_ الشيخ العلامة المحدث الكبير محمد على المراد الحموى ثم المدنى شام کے بڑے علماء اور محدثین میں سے تھے، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی دوستوں میں سے تھے، مدینہ منورہ میں قیام تھا، ان کے شیوخ کی تعداد کافی زیادہ ہے، مشہور لوگوں کے نام یہ ہیں: شیخ محمد سعید النعسان مفتی حماہ، شیخ محمد توفیق الصباغ رئیس جمعیۃ العلماء بحماہ، شیخ محمد توفیق الأتاسی مفتی بلدۃ حمص، شیخ عبدالعزیز عیون السود امین الفتویٰ وشیخ القراء بلدۃ حمص، شیخ محمد راغب الطباخ، شیخ احمد البیانونی، شیخ بدر الدین الحسنی خاتمۃ المحدثین فی دمشق، شیخ محمد ابوالیسر عابدین مفتی الجمہوریۃ، شیخ عبدالوہاب الحافظ الملقب بدبس وزیت، شیخ محمد مکی الکتانی بن محمد جعفر الکتانی، شیخ صالح فرفور، شیخ عبدالقادر بن توفیق شلبی الطرابلسی، شیخ علوی المالکی، شیخ محمد زاہد الکوثری حافظ محمد عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی، شیخ احمد الصدیق الغماری، شیخ محمد العزوزی امین فتویٰ لبنان وغیرہ، شیخ نے مجھے حدیث مسلسل بالاولیۃ کی اجازت کے ساتھ اجازت عامہ عطا کی ہے، اجازت نامہ پر 22 رجب سنہ 1418ھ کی تاریخ درج ہے، اور شیخ نے متعدد بار مجھے خیر وبرکت کی دعائیں دیں، اللہ تعالیٰ شیخ کے درجات بلند فرمائے۔

ہندوستان کے علماء کی تعریف

میری مناسبت سے شیخ نے ہندوستانی علماء کی بڑی تعریف کی، خاص طور سے حدیث شریف اور فقہ حنفی کے میدان میں ان کی خدمات کو سراہا اور فرمایا: علمائے ہند کا امتیاز ہے کہ انہوں نے اس دین کے ورثہ کی حفاظت کی، حدیث شریف کی کتابوں کی حفاظت میں وہ عربوں سے سبقت لے گئے، اور آخری زمانوں میں فقہ کی کتابوں کی حفاظت میں بھی ہم سے آگے نکل گئے، ثبتنا اللہ وایاھم۔ 76

اس کے بعد شیخ نے تذکرہ کیا کہ کس طرح میں نے آکسفورڈ سے فون پر ان سے رابطہ قائم کیا، اور انہوں نے مجھے اجازت دی، شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ میں جب بھی مدینہ منورہ آؤں ان سے ضرور ملاقات کروں۔

ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کی کوتاہی

شیخ نے ہندوستان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کی موجودگی رسول اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ہے، مسلمانوں نے طویل عرصہ تک ہندوستان پر حکومت کی، اگر انہوں نے اچھی طرح حکومت کی ہوتی تو پورا ہندستان مسلمان ہوتا، ہندوستان عظیم ترین ممالک میں سے ہے، اسلام کی دعوت دینے میں ہمارے حکمرانوں نے کوتاہی کی، ہندوستان کے عجائب میں سے ہے کہ ہر نئی چیز کو معبود بنا لیتے ہیں، یہاں تک کہ عضو تناسل بھی ان کے نزدیک ایک دیوتا ہے، اس کی مورت کی پوجا کرتے ہیں، ہندوستان میں دیویوں اور دیوتاؤں کی تعداد حیرت انگیز ہے۔ 77 اس کے بعد شیخ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بالکل صحیح ہے۔

---

76 اخواننا علماء الهند يمتازون علينا بمحافظتهم على تراث هذا الدين، هم سبقوا العرب في الحفاظ على كتب الحديث، وسبقونا في العصور الاخيرة بالحفاظ على كتب الفقه، ثبتنا الله واياهم.

77 من معجزات الرسول ﷺ ترى هذا العدد الكبير من المسلمين في باكستان والهند و بنغلاديش، المسلمون حكموا الهند مدة طويلة لو كانوا احسنوا الحكم لكانت الهند كلها

اچھوتوں کو اسلام کی دعوت

شیخ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: جب ہم ازہر میں طالبعلم تھے اس وقت ازہر نے اچھوتوں کے موضوع کی تحقیق کے لئے ہندوستان میں ایک وفد بھیجا تھا، ہندوستان کے باشندوں کے ایک حصہ کو اچھوت کہا جاتا ہے، یہ لوگوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، علمائے ازہر نے طویل عرصہ تک ہندوستان میں قیام کیا، اور ایک رپورٹ لکھی، یہ رپورٹ ازہر شریف کے مجلہ میں شائع ہوئی تھی، مقصد یہ تھا کہ ان کو اسلام کی دعوت دی جائے، لیکن بات آگے نہیں بڑھی۔ 78

گاندھی کے نام شوقی کا ایک قصیدہ

شیخ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ہندوستان میں بہت سے مذاہب، فرقے اور زبانیں ہیں، ہندوستان فلسفہ اور علوم کا گہوارہ رہا ہے، ہندوستان کی آزادی پر گفتگو کرنے کے لئے جاتے ہوئے گاندھی نے کچھ دیر کے لئے مصر میں قیام کیا، تو انگریزوں کی چالوں سے آگاہ کرنے کے لئے شوقی نے ان کے پاس ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس میں ایک شعر تھا:

علی المائلة الخضراء خذ حذرک یا غندی

وقل هاتوا افاعیکم اتی الحاوی من الهند

(بقیہ حاشیہ نمبر 77) مسلمة، الهند من اعظم الامم، قصر ملو كنا في لدعوة الى الاسلام من عجائب الهند على مابلغنا ان الهندوس يؤلهون كل جديد، حتى آلة الذكر لهم صورة، وهي عندهم اله، تعداد الآلهة في الهند امر عجيب.

78 كان الازهر ارسل بعثة الى الهند، ونحن طلاب في ذلك الحين، لبحث موضوع المنبوذين، فرقة في الهند تسمى المنبوذين، وهي منعزلة عن الناس، وعددهم كبير جدا، فعلماء الازهر جلسوا في الهند مدة طويلة، وكتبوا تقريرا، ونشر التقرير في مجلة الازهر الشريف، وكانوا يريدون بذلك دعوتهم الى الاسلام، ولكن الامر لم يتقدم.

فرحمۃ اللہ علی شوقی [79] حاضرین میں سے کسی نے تشریح کی کہ الحاوی کے معنی سپیرے کے ہیں۔

برصغیر کے مسلمانوں کی حدیث شریف سے دلچسپی

شیخ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: میں نے ہندوستانی اور پاکستانی دوستوں میں یہ بات خاص طور سے محسوس کی ہے کہ حدیث شریف سے انہیں غیر معمولی شغف ہے، جزاهم الله كل خير اسی طرح فقہ حنفی سے ان کو خاص دلچسپی ہے، اور ان کی تصنیفات حیرت انگیز ہیں، میرے پاس حدیث کے موضوع پر ایک کتاب ہے، میرے خیال میں دس جلدوں میں ہوگی، یہ ڈکشنری کے انداز پر ہے، شیخ کو کتاب کا نام مستحضر نہیں تھا، میں نے عرض کیا کہ یہ کتاب شیخ محمد طاہر الفتنی کی ''مجمع بحار الانوار'' ہے، شیخ نے فرمایا کہ ہاں، اور اس کا ایک نسخہ میرے پاس ہے، اور فرمایا: ہم نے اس سے بہت استفادہ کیا۔ [80]

حضرت مولانا کی ثبت

شیخ نے فرمایا کہ چند سالوں پہلے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی یہاں تشریف لائے تھے، بہت سے علماء نے ان سے اجازت لی، ان سے ثبت کی درخواست

79. والهند ديانا تها ومذاهبها ولغاتها مختلفة جدا، كانت الهند مهد الفلسفة والعلوم، لما ذهب غاندى لبحث موضوع إستقلال الهند مكث قليلافى مصر، فارسل له شوقى قصيدة يحذره فيها عن مكايد الانكليز:

على المائلة الخضراء خذ حذرك يا غندى
وقل هاتوا افاعيكم اتى الحاوى من الهند

فرحمة الله على شوقى.

80. الظاهر الذى لمسته فى اخواننا الهنود والباكستانيين انهم يعتنون بالحديث الشريف عناية خاصة، جزاهم الله كل خير، وعنايتهم بالفقه الحنفى عناية عظيمة، وتاليفهم شيء عجاب، عندى كتاب فى الحديث، اظنه عشرة مجلدات على نحو القاموس، استفدنا منه كثيرا۔

کی گئی، مولانا نے فرمایا کہ وہ واپس جا کر بھیج دیں گے۔ وہ نہ بھیج سکے۔ اب یہ محمد اکرم ہیں، انہوں نے ثبت پیش کی ہے، ہمیں ان سے استفادہ کرنا چاہئے اگر کچھ دن اور قیام کریں تو ہم ان کے کچھ پروگرام رکھیں، میں نے عرض کیا کہ میں ایک طالبعلم ہوں، حج کے لئے نکلا تھا تو حج کے ساتھ علماء ومشائخ سے استفادہ کی بھی نیت تھی۔ شیخ نے فرمایا: تمہاری نیت کا تم کو ثواب ملے گا۔ النوايالها ثواب ، هذا من فضل الله سبحانه وتعالىٰ على هذه الامة، والمؤمن يتعجب يوم القيامة من كثرة ثوابه.

بلادشام کے فضائل

اس کے بعد شیخ نے حاضرین کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: یہاں موجود تمام دوستوں کا تعلق بلادشام سے ہے، ان میں صرف ایک سعودی باشندہ ہیں، وہ بھی اصلاً تاشقند کے رہنے والے ہیں، پھر فرمایا: بلادشام بابرکت ہے، اور فلسطین خصوصی برکت کا حامل ہے، بلادالشام میں فلسطین، اردن سوریہ، اور لبنان سب شامل ہیں، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللهم بارک لنا فی شامنا، اللهم بارک لنا فی یمننا'' [81] آپ نے شام کا تذکرہ پہلے کیا، کیونکہ شام میں برکت زیادہ ہے، شام کے فضائل میں احادیث کثرت سے وارد ہیں، میں نے شام کے فضائل پر ایک بڑی جلد دیکھی ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ بلادالشام میں، ''والحمدللہ'' اسلام کی محبت پیوست ہے، بلادالشام کو طرح طرح کی آزمائشوں سے گزرنا پڑا ہے، لیکن پیغمبروں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کی حفاظت کی، بلادشام میں بڑے بڑے پیغمبر گزرے ہیں، اس زمین کے ہر ذرہ میں کوئی نہ کوئی نبی یا رسول، یا ولی ملے گا، یہ مبارک سرزمین ہے، والحمدللہ، بلادشام کے لوگوں میں دین، صالحین، اور علماء کی

81. امام ترمذی کتاب المناقب ، باب فی فضل الشام والیمن میں اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه من حديث ابن عون۔

محبت پیوست ہے۔ یہاں یہ لوگ اس معمولی کمرہ میں تصوف کے درس کے لئے حاضر ہیں۔ یہاں حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف اور دوسرے علوم پر بھی درس ہوتا ہے، لیکن تصوف کے درس میں مجمع زیادہ ہوتا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل شام کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی محبت پیوست ہے، والحمد للہ رب العالمین۔82

حدائق الحقائق کا درس

آج تصوف کی کتاب ''حدائق الحقائق'' تالیف صاحب المختار الرازی کا درس تھا، ہر دوشنبہ کو یہ درس ہوتا ہے، کتاب کا ایک حصہ پڑھا جاتا ہے اور شیخ مصطفیٰ مراد جموی تشریح فرماتے ہیں، شیخ محمد نمر الخطیب نے فرمایا: مجمع جس میں میں بھی شامل ہوں، ہم شیخ مصطفیٰ مراد سے پڑھتے اور استفادہ کرتے ہیں، شیخ مصطفیٰ ایک علمی اور صوفی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اصلاً کردی ہیں، شیخ مصطفیٰ کا درس دوشنبہ کو ہوتا ہے، اور میں شنبہ کے روز امام غزالی کی منہاج العابدین کا درس دیتا ہوں، تصوف کی

82 الاخوة كلهم من بلاد الشام الاواحد فهو سعودى، وأصله طشقندى، بلاد الشام هى البلاد المباركة، فلسطين يعسوب البركة، وبلاد الشام عبارة عن فلسطين، والاردن، وسورية، ولبنان، وقال النبى ﷺ: "اللهم بارك لنا فى شامنا، ويمننا". وقدم الشام، لانها اكثر بركة، وهنالك احاديث كثيرة فى فضل الشام، واطلعت على مجلد كبير فى فضل الشام، ولملاحظ ان بلاد الشام، والحمدلله، مغروس فيها الاسلام، على رغم ان بلاد الشام ابتليت بانواع البلاء، ولكن الله حماها ببركات الرسل، اعظم الرسل من الشام، لاتجدذرة الاوتحتها نبى اورسول، اوولى، بلاد مباركة والحمدلله، بلاد الشام عامة مغروس فيهم حب الدين وحب رجال الدين، وعلماء الدين. وهم يجتمعون هذا الاجتماع الكبير لدراسة التصوف، يعنى فى هذه الغرفة البسيطة المتواضعة، يدرس هنا علوم كثيرة من لحديث والتفسير والفقه والتصوف، ولكن الاخوان يجتمعون اكثر فى درس التصوف، هذا يدل على ان حب الرسول مغروس فى اهل الشام، صحيح حب آل البيت عجيب فى مصر، حضورهم على السيدة زينب، والسيدة نفيسة، ولكن اهل الشام اثبت، محبتهم للدين اثبت، مصر لها فضل كبير على الاسلام والحمد لله رب العالمين.

ان کتابوں کا درس اور اس مجمع کی اس میں حاضری دلیل ہے کہ الحمد للہ دینداری شام کے لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہے، حدیث و تفسیر کے مقابلہ میں تصوف کے درس میں مجمع زیادہ ہوتا ہے، الموفق هو اللہ۔83

شیخ محمد الحامد

اپنے شیخ محمد الحامد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ہمارے شیخ محمد الحامد شیخ بلاد الشام حجت مدقق محقق نادرہ روزگار عالم اور حنفی مذہب کے بڑے فقیہ تھے (1910-1996) ہم سے فرمایا کرتے تھے: میں ہر روز مسجد اموی جایا کرتا تھا یہاں تک کے دمشق سے مصر منتقل ہو گیا، وہاں حلقوں کا چکر لگاتا، میں دیکھتا تھا کہ فقیہ کے پاس سب سے کم لوگ ہوتے ہیں، لوگوں کی زیادہ تعداد واعظ کے حلقہ میں جمع ہوتی ہے84 شیخ محمد نمر الخطیب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شام کے لوگوں میں اور جگہوں کے بمقابلہ دین اور درویشوں کی محبت زیادہ ہے۔85

دعائیہ کلمات

اس کے بعد شیخ نے میری طرف توجہ کر کے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ تمہارا حج مقبول بنائے، تمہارے کام میں تمہاری مدد فرمائے

83 هذا الجمع، وانا واحد منهم، نقرا على الشيخ مصطفى مراد، وهو من اسرة علمية صوفية، واصله من الاكراد، الشيخ يدرس يوم الاثنين، وانا ادرس يوم السبت منهاج العابدين للغزالى، وهذا يدل على ان اهل الشام، والحمدلله، عريقون فى التدين، يحضرون فى دروس التصوف اكثر من دروس الحديث والتفسير، الموفق هو الله۔

84 شيخنا محمد الحامد شيخ بلاد الشام كان حجة مدققا محققا عالما فذا كبيرا فقيها بالفقه الحنفى (1910-1996)، كان يقول لنا: كنت ازور المسجد الاموى كل يوم حتى انتقل من دمشق الى مصر، فكنت اطوف على الحلقات وكنت اجد اقل الناس عند الفقيه، واكثرهم عندالواعظ۔

85 هذا يدل على ان حب الدين وحب الفقراء مغروس فى اهل الشام اكثرمن غيرها۔

اور توفیق عطا کرے، تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے دلوں میں برکتیں ڈال دے،[86] پھر ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ہندوستان میں ہزاروں داعیوں کی ضرورت ہے، ہندوستان ایک براعظم ہے، ہندوستان میں اسلام کی تعلیم کے بہت مدرسے اور مراکز ہیں۔[87]

شیخ مصطفیٰ حموی کا درس

اس کے بعد کتاب ''حدائق الحقائق'' سے درس شروع ہوا۔ آج کے درس کا موضوع ''الصمت'' (خاموشی) تھا، ایک طالبعلم نے کتاب کی یہ فصل پڑھی اور پھر شیخ مصطفیٰ مراد نے تشریح کی جو ذیل میں ہے:

انسان اور باقی حیوانات کے درمیان سب سے بڑا فرق نطق ہے، اسی لئے انسان کو حیوان ناطق کہا جاتا ہے، نطق، اور اسی طرح سمع وبصر آزاد نہیں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے نطق کو پابند کرنے کا حکم دیا ہے، اسی لئے فرمایا: ''فلیقل خیرا اولیصمت ''یعنی اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے، جب بات کا مناسب موقع ہو تو بات کرو، اور اسی لئے مصنف نے ''خاموشی'' کا عنوان لگایا ہے۔

اسی موضوع کا ایک دوسرا رخ ہے: انسان کے پانچ ظاہری حواس ہیں، یہ حواس نام ہیں چینلز کے، یہ چینلز عقل کے لئے معلومات فراہم کرتے ہیں، محسوسات کے ازالہ سے روح ترقی کرتی ہے، فانت بالروح لابالجسم انسان ۔ عقل کے دلائل برہانی ہیں:

اک دانش نورانی، اک دانش برہانی
ہے دانش برہانی، حیرت کی فراوانی

---

86. ندعو اللہ ان یجعل حجک مبرورا، وفقک اللہ واعانک علی ما انت علیه من جهاد، ویجعل فی قلبک وفی اصحابک البرکات۔

87. الهند تحتاج الی آلاف الدعاة، الهند قارة، فی الهند مدارس کثیرة لتعلیم الاسلام۔

برہان سے عیان کی طرف منتقل ہونے کی کیا راہ ہے، استنبول پر میرا ایمان عقلی ہے، لیکن جب اس کی زیارت کرلوں گا تو میرا ایمان عینی ہوگا، اس راہ میں تین مرحلے ہیں: علم الیقین، وعین الیقین، وحق الیقین ۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ کی بندگی اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، کیونکہ تم اگر اسے نہیں دیکھتے وہ تمہیں تو دیکھ رہا ہے، تصوف برہان سے عیان، اور علم الیقین سے حق الیقین کی طرف منتقل کرتا ہے، اس مقام کے حصول کا ایک ذریعہ خاموشی اور کم گوئی ہے، یہ چیز تنہائیوں میں حاصل ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ کو یہ کیفیت غار حراء میں حاصل ہوئی، یہ اعتکاف سے بھی حاصل ہوتی ہے، خلوت وتنہائی کے پیچھے یہی حکمت ہے۔ جب حواس کی طرف انسان کی توجہ کم ہوجاتی ہے روح ترقی کرتی ہے اور اس میں صفائی پیدا ہوتی ہے، سیدنا محمد ﷺ لکچر نہیں دیا کرتے تھے، بلکہ خاموش رہا کرتے تھے، جب محسوسات کی راہیں بند ہوتی ہیں روحانی چینل کھلتے ہیں، وحی بند ہوگئی ہے لیکن منامات ومبشرات جاری ہیں، جب روح شفاف ہوتی ہے تو سچے خواب نظر آتے ہیں، نبی ﷺ سچے خواب دیکھتے تھے، اس کی وجہ روح کی شفافیت وپاکیزگی تھی، تصوف کا کام روح کو شفاف بنانا ہے یہاں تک کہ تم اہل شہود میں سے ہوجاؤ، اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے معاون اسباب میں سے خاموشی ہے، فضول باتیں اور بکواس کرنے والے نہ بنو، صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ناغہ کرکے وعظ فرمایا کرتے تھے، حضور ﷺ کے الفاظ چٹانوں پر بھی اثر انداز ہوتے تھے، یہ ہے خاموشی کی حکمت، جب دیکھو کہ نفس بات کرنے سے خوش ہورہا ہے تو خاموش رہو، اور جب دیکھو کہ نفس خاموشی سے خوش ہو رہا ہے تو بات کرو، تمہاری پوری زندگی نفس کے ساتھ جہاد کرنے کا نام ہے، آخری سانس تک معاملہ سنجیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے تمہیں سہارا ملے گا، نزع کے وقت بہت سے صالحین کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں، اس

کی وجہ نبی ﷺ سے ان کی محبت ہے۔ نبی ﷺ سے محبت کے بہت اسباب ہیں، سب سے اہم ذریعہ رسول ﷺ پر درود کی کثرت ہے، فاطلب النصر دائما من الله وتب اليه، اللهم اجعلنا من اوليائك الخاصة[88]

---

[88] الفارق الاكبر بين الانسان وباقى الحيوانات النطق، لذلک يسمى الانسان الحيوان الناطق، والنطق، وكذلک السمع والبصر ليس حرا، طلب الرسول ﷺ تقييد النطق فقال: "فليقل خيرا اوليصمت" فاذا وجدت مجالا طيبا للكلام فتكلم، ولذلک قال النبى ﷺ: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا اوليصمت، ولذلک عنون المؤلف بالصمت.

وجهة أخرىٰ فى الموضوع: الانسان له حواس خمسة معروفة، هذه الحواس كلها عبارة عن القنوات وهى تنقل المعلومات للعقل، فتصب كلها فى حوض العقل، وتترقى الروح باز الة الحس فانت بالروح لا بالجسم انسان. العقل حكمه برهانى، والاثريدل على المؤثر، والقرآن الكريم ملئ بهذه اللفتات "وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ". هذه امور تستقرفى العقل برهانيا، كل هذا الامريدور على الدليل البرهانى، كيف ننتقل من البرهان الى العيان، ايمانى باصطنبول عقلى، فاذا زرتها فايمانى بها عيانى، هنالک ثلاث مراحل: علم اليقين، وعين اليقين، وحق اليقين. قال النبى ﷺ: ان تعبد الله كانک تراه فان لم تكن تراه فانه يراک، التصوف ينقل من البرهان الى العيان، ومن علم اليقين الى حق اليقين. واحدى وسائل ذلک الصمت وتقليل الكلام، وتقليل الحس، هذا الذى يحصل فى الخلوات، وحصل للنبى ﷺ فى غار حراء، وبحصل فى الاعتكاف، هذه الحكمة من الخلوة، فاذاقل انشغال الانسان بالحواس ترقت روحه، وصفت، وسيدنا محمد ﷺ لم يكن يعمل محاضرات، وانما كان صامتا، فاذا انسدت قليلا طريق الحس فانها تنفتح عليک القنوات الروحانية، سكرت عيون، فتحت عيون، كسر الاصنام واهجر البيعا. انقطع الوحى وبقيت المنامات والمبشرات، فالرؤيا الصادقة تحصل اذاتشف الروح، كان النبى ﷺ يرى الرؤيا الصادقة، اساسه كله شفافية الروح، التصوف كله العمل على شفافية الروح حتى تصبح مع اهل الشهود، ومن الاسباب المقوية لهذه النتيجة الصمت، لاتكن ثرثارا ولا مشداقا، ولا تكن من الذين لايقفون عن الكلام. يقول اصحاب النبى ﷺ كان النبى ﷺ يتخولنا بالموعظة وكانت كلمات النبى ﷺ تخرق الصخور هذه حكمة الصمت، اذا رايت النفس مسرورة بالكلام فاسكت، واذا رايتها مسرورة بالسكوت فتكلم، وحياتک كلها جهاد مع النفس، فان الامرجد حتىٰ آخر النفس، الرجوع الى الله تعالىٰ يجعل لک سندا، وكثير من الصالحين يحضرهم رسول الله ﷺ عند النزع لحبهم له ولمحبة النبى ﷺ اسباب كثيرة، واعظمها ا الصلاة على الرسول ﷺ وهنالک اوراد كثيرة وتسبيحات كثيرة، وقراء ة القرآن، والنوافل، وكلها تحصل بسهولة لمن اراد، فاطلب النصر دائما من الله وتب اليه، اللهم اجعلنا من اوليائک الخاصة.

درس ختم ہونے کے بعد حاضرین میں سے کسی نے شیخ مصطفیٰ الحموی سے حدیث ''البلاء موكل بالمنطق '' کا مفہوم پوچھا۔ جس کی تشریح انہوں نے اپنی گزشتہ تقریر کی روشنی میں کی اور خاموشی کے فوائد بیان کیے، میرے خیال میں اس حدیث کی تشریح ان کے بیان کردہ مفہوم سے قدرے مختلف ہے۔

اللغۃ کے معنی

شیخ مصطفیٰ کا خیال ہے کہ عربی زبان کے لئے اللغۃ العربیۃ کا استعمال غلط ہے، صحیح لفظ اللسان العربی ہے۔ اس کے لئے ابن منظور کی لسان العرب کا حوالہ دیا، اور بتایا کہ واللسان العربى فيه لغات گویا ان کے نزدیک لغت لہجہ کے معنی میں ہے۔

توحید پر کچھ اشعار

اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے یہ قصیدہ پڑھا:

الله قل وذر الوجود وما حوى ان كنت مرتادا بلوغ كمال

فالكل دون الله ان حققته عدم على التفصيل والا جمال

من لا وجود لذاته من ذاته فوجوده لولاه عين محال

فالعارفون لربهم لم يشهدوا للكون غير الواحد المتعال

راوا سواه على الحقيقة هالكا فى الحال والماضى والا ستقبال

شیخ محمد نمر الخطیب نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور عالم حادث ہے، اللہ موجود ہے، اس پر کبھی عدم نہیں آیا، حادث پہلے معدوم تھا، اللہ قدیم ہے نہ اس کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا، عالم کی ابتدا اور انتہا ہے، اللہ کے ماسویٰ جو کچھ ہے اس کا کوئی بنانے والا ہے، جس نے اسے وجود بخشا، آسمان موجود نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موجود بخشا، تمہاری آنکھ جو کچھ دیکھ رہی ہے، اور

تمہارا کان جو کچھ سن رہا ہے اس میں سے کچھ بھی موجود نہیں تھا، پھر ان کا وجود ہوا، لیکن اللہ اس طرح نہیں ہے اللہ پر کبھی فنا کا مرحلہ نہیں آیا، اس کے وجود کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا، ہمارے وجود اور اللہ کے وجود میں فرق یہ ہے کہ اللہ کا وجود ذاتی ہے، اس کے وجود میں کسی کا دخل نہیں، ہمارا وجود غیر ذاتی ہے، ہم وجود نہیں تھے، حاصل یہ کہ اللہ کا وجود ذاتی ہے، کسی اور نے اسے وجود نہیں بخشا ہے، اللہ کے علاوہ ہر چیز کو اللہ ہی نے وجود بخشا ہے، موجود حقیقی وہ ہے جس کا وجود اپنی ذات سے ہو، اللہ کا وجود ذاتی ہے، پس اللہ ہی موجود ہے، اور غیر خدا کا گویا کوئی وجود نہیں، جیسے انسان اور اس کا سایہ، اس کا وجود ظلی ہے، یہ ایک خیال کے مانند ہے، ہم بھی اللہ کے مقابلہ میں خیال کے مانند ہیں، اللہ هو وجود ذاتی لم یلد ولم یولد، ولم یکن له کفواً احد، اما نحن فمحتاجون الی من یوجدلنا آذاننا وابصارنا، وسائر اجسادنا "انتم الفقراء الی الله، والله هو الغنی الحمید .89

89 الغرض ان الله قدیم والعالم حادث، الله موجود لم یسبقه عدم والحادث سبقه عدم، الله قدیم لااول له ولا آخر له، والعالم له بدایة ونهایة، العالم ماسوی الله له موجد اوجده، السماوات لم تكن موجودة، فاوجدها الله تعالیٰ، كل ماتراه عینک اوتسمع به اذنک، كل ذلک لم یكن موجوداثم وجد، ولكن الله لیس كذلک، الله لم یكن له فناء، لا اول لوجوده ولانهایة لوجوده، الفرق بین وجودنا ووجود الله ان وجود الله ذاتی لیس من غیره، ووجودنا غیر ذاتی، اما نحن فلم نكن موجودین، هذه كلها حوادث، اذن وجوده ذاتی، لیس غیره منحه الوجود، ووجود غیره الله هو الذی اعطاه الوجود، الموجود الحقیقی من كان وجوده من ذاته، وجود الله وجود ذاتی، فهذا هو الموجود، واما الذی وجوده من غیره فهذا كانه لیس له وجود، كالانسان وظله، الظل علی الحائط، هذا وجوده ظلی، هذا خیال نحن ایضا كالخیال بالنسبة الی الله، الله هو وجوده ذاتی لم یلدولم یولد، ولم یكن له كفوا احد، اما نحن فمحتاجون الی من یوجدلنا آذاننا وابصارنا، وسائر اجسادنا 'انتم الفقراء الی الله، والله هو الغنی الحمید۔

شیخ محمد نمر الخطیب کا مجاہدانہ کردار

اس کے بعد ایک صاحب جو اصلاً فلسطین کے رہنے والے ہیں، اور اس وقت امریکہ میں رہتے ہیں، اور شیخ کو عرصہ سے جانتے تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور فلسطین میں شیخ کی دعوتی، تعلیمی واصلاحی سرگرمیوں، اور شیخ کے مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: كان الشیخ محمد نمر من القادة الكبار، وراس المقاومة، ومن كبار المجاهدین.

مدینہ منورہ کا ادب واحترام

شیخ نے مدینہ منورہ کی اہمیت اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ادب واحترام پر زور دیتے ہوئے ایک واقعہ سنایا: ہمارے ایک دوست تھے، جن کا شمار ازہر کے بڑے علماء میں ہوتا ہے، انہوں نے فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی تھی، جامعۃ ام القریٰ میں پروفیسر تھے، جب بھی مدینہ منورہ آتے ننگے پاؤں آتے اور جوتے نہ پہنتے، انہوں نے امام غزالیؒ کی تصنیفات ایڈٹ کی تھیں اور انہیں نئے سرے سے چھاپا تھا، رحمہ اللہ آمین۔ اے اللہ ہمیں اس شہر کے احترام کی توفیق دے، اور یہیں ہمیں موت دے، ہمارے آباؤ اجداد مدینہ کی ہوا کی تمنا کرتے تھے، وہ مدینہ کی کھجوروں کے بیج زمین پر نہیں پھینکتے تھے، مدینہ کی کھجوروں کے بیج کا بھی احترام تھا، ہم حضور ﷺ کی محبت میں مدینہ کی مٹی کھا جاتے تھے۔ 90

90 كان لنازمیل من علماء الازهر الكبار، اخذ الدكتوراة فی الفلسفة، وكان استاذا فی جامعة ام القری، كلما جاء الی المدینة المنورة جاء حافیا لا یلبس الحذاء، حقق كتب الغزالی كلها، وطبعها طبعات جدیدة، رحمه الله آمین، اللهم وفقنا باحترام هذه المدینة، وبالوفاة فی هذه المدینة . كان آباؤنا اجدادنا یتمنون نسیم المدینة، كانوا لایرمون نواة تمور المدینة، النواة كانت لها حرمة، وكناناكل تراب المدینة محبة للرسول ﷺ۔

اس کے بعد شیخ نے اپنے دوست شیخ عزت ابراہیم کا تذکرہ کیا جو کافی عرصہ سے عراق کے وزیر داخلہ ہیں، ان کی دینداری اور محبت رسول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں اور صدام حسین میں واضح دوری کے باوجود صدام انکو نکال نہیں سکا اور فرمایا: عزت ابراہیم رسول اللہ ﷺ سے ایسی محبت کرتے ہیں جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادب واحترام، سبحان اللہ وہی تنہا وزیر ہیں جن کے اندر تقویٰ ہے، استقامت ہے اور ادب، حیرت انگیز انسان ہیں، انہوں نے مجھے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی تنخواہ فلاں اور فلاں پر تقسیم کر دیا کروں، اس کے بعد میں اپنی تنخواہ اپنے گھر لاتا، اس میں سے گھر کی ضرورت کے بقدر رقم نکالکر رکھ لیتا، اور باقی رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تقسیم کر دیتا۔[91]

تغییر منکر

شیخ محمد نمر نے اس وقت کا ایک واقعہ سنایا جب وہ بغداد کے کلیۃ الشریعۃ میں پروفیسر تھے، فرمایا: جب میں بغداد یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعۃ میں پروفیسر تھا، اس وقت بغداد کے محلہ اعظمیہ میں ایک شراب خانہ کھلا، دوسرے اساتذہ میرے پاس آئے، اور مجھ سے اس کا تذکرہ کیا، کیونکہ ان کو وزیر سے میرے تعلقات کا علم تھا، میں فوراً وزیر عزت ابراہیم کے پاس گیا، وزارت داخلہ کے اندر جانے کے لئے پابندیاں ہوتی ہیں، لیکن کسی نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا، میں نے انہیں واقعہ بتایا، وہ کانپ گئے، اور فوراً فون کیا، اور شرابخانہ کو منہدم کرنے کا حکم دیا، پھر دوسرا اور تیسرا فون کیا، خدا کی قسم

91 عزت ابراهيم هذا يحب الرسول ﷺ محبة لاتقدر، ادب مع رسول الله ﷺ، وسبحان الله هو الوزير الوحيد مع التقوى، مستقيم مؤدب، شيء عجيب قال لي: انى رايت رسول الله ﷺ في المنام، وامرني ان اوزع معاشي لفلان وفلان، فاتي براتبي الى بيتي، واخرج مايحتاجون اليه، وآخذ الباقي واوزعه بامر رسول الله ﷺ۔

اس انسان نے دنیا کو خوفزدہ کر دیا، یہ ان کے کارناموں میں سے ہے، ان کو رسول اللہ ﷺ سے محبت تھی۔[92]

شیخ کا احترام:

گفتگو جاری رکھتے ہوئے شیخ نے یہ واقعہ سنایا کہ عزت ابراہیم ایک بار مدینہ منورہ میں ان کے گھر تشریف لائے، ہر طرف سیکورٹی کے لوگ تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ اس کی کیا ضرورت تھی، بتایا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگ تم سے واقف ہوں۔ احب ان یتعرفوا علیک

اس کے بعد میں شیخ سے رخصت ہو کر اپنی رہائش پر آ گیا۔

92 لما كنت في كلية الشريعة من جامعة بغداد، انشئت خمارة في الاعظمية، فجاءني الاساتذة، وذكروالي ذالك لما يعلمون من علاقتي بالوزير، فذهبت حالا الى الوزير عزت ابراهيم، وفي وزارة الداخلية حواجز، ولكن ما احد سالني، فاخبرته بالخبر، فارتعد، وحالا اتصل بالهاتف، وامر بهدم الخمارة على صاحبها، وعمل تليفونا ثانيا وثالثا، والله ارعب الدنيا، هذا من اعماله، هو كان يحب رسول الله ﷺ۔

مدینہ منورہ میں ساتواں دن

[3 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 4 فروری 2003 بروز سہ شنبہ]

سویرے چار بجے کے قریب اٹھ کر غسل کیا، اور ساتھیوں کی معیت میں حرم آ گیا، دو رکعت نماز پڑھی اور وتر ادا کی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خشوع کے ساتھ ایک طویل دعا کی توفیق دی، جس میں سارے انبیاء ومرسلین، خلفائے راشدین، بقیہ صحابہ کبائر تابعین، علماء فقہاء اور محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے خوب دعائیں کیں، اور یہ یاد کیا کہ ہم پر ان کے کتنے احسانات ہیں، اے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما اور ہمیں ان کی اتباع اور پیروی کی توفیق عطا فرما:

ثم الرضا عن ابی بکر وعن عمر   وعن علی وعن عثمان ذی الکرم
والآل والصحب ثم التابعین فهم   اهل التقی والنقی والحلم والکرم
فیا رب ابلغهم جمیعا تحیة   مبارکة تتلو سلاما ممجدا

اس کے بعد اپنے لئے، والدین، اولاد، اہلیہ، بھائیوں، بہنوں، اجداد و جدات اور ساتھیوں کے لئے نام لے لے کر دعائیں کیں، اے اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرما اور ہم سے اپنے دین کا کام لے کر خاتمہ بالخیر فرما، نماز کے بعد ہم لوگ باب السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ادب و احترام کے ساتھ ہدیہ سلام اور عہد وفاداری پیش کیا۔

واپس آ کر نہاری کھائی، کل دن بھر کھانا نہیں کھایا تھا، ایک تو جب سے یہاں آیا ہوں بھوک نہیں لگتی۔ آب زمزم خوب پیتا ہوں۔ اور دن میں تین چار چائے۔ دوسری وجہ کل یہ بھی ہوئی کہ شیخ محمد نمر کے یہاں سے کافی دیر سے واپسی ہوئی، اس لئے شام کا کھانا نہیں کھا سکا، ناشتہ کے بعد رہائش پر آ کر تھوڑی دیر ڈائری

لکھی، پھر آرام کے لئے لیٹ گیا۔ تقریباً دس بجے اٹھا، باہر نکلا، شیخ محمد عوامہ اور شیخ مصطفیٰ مراد الحموی کو فون کر کے ان سے ملاقات کیلئے وقت لیا۔ پھر گھر فون کیا۔ اہلیہ سے بات ہوئی، اور مریم فاطمہ اور ہالہ سے بھی بات ہوئی۔ حسنیٰ سمیہ سکول چلی گئی تھیں۔ اے اللہ مجھے پورے گھر والوں کے ساتھ بار بار حج اور عمرہ کی توفیق عطا کر۔ واپس آ کر ظہر تک ڈائری لکھتا رہا۔

ساڑھے بارہ بجے کے قریب ہم لوگ ظہر کی نماز کے لئے نکلے۔ قبر اطہر کے قریب جگہ ملی۔ نماز کے بعد تھوڑی دیر انتظار کیا، اور ڈیڑھ بجے سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ بھیڑ کم تھی، اچھی طرح صلاۃ وسلام پیش کیا، اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے۔ سلام سے واپسی کے بعد تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گیا۔ لیکن نیند نہیں آئی۔ پھر ساتھیوں سے کچھ باتیں کیں۔ آج عصر کی نماز کے بعد شیخ مصطفیٰ مراد الحموی سے ملنا ہے اور مغرب کے بعد شیخ محمد عوامہ سے۔

شیخ مصطفیٰ المراد حموی سے ملاقات

شیخ مصطفیٰ المراد حموی نے فون پر مجھ سے فرمایا تھا کہ حرم نبوی کے گیٹ نمبر 34 پر گاڑیوں کی پارکنگ کے پاس سے عصر کی نماز کے بعد ان کے صاحبزادہ مجھے ساتھ لے لیں گے، میں عصر کے بعد ان کا انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ پانچ بج گئے، پھر میں نے ایک جگہ سے شیخ کو فون کیا، شیخ نے بتایا کہ ان کے لڑکے انتظار کر کے واپس آ گئے ہیں، اس لئے میں مسجد عبداللطیف کے پاس ٹیکسی سے آجاؤں، وہاں سے ان کے لڑکے مجھ کو لے لیں گے۔ میں نے ٹیکسی لی اور سیدھا مسجد عبداللطیف پہنچا، شیخ کے دولت کدہ پر ساڑھے پانچ بجے حاضر ہوا، وقت بہت کم تھا مجھے مغرب کی نماز حرم شریف میں پڑھنی تھی اور وہاں سے شیخ محمد عوامہ کے پاس جانا تھا، بہرحال آدھے گھنٹہ کو غنیمت سمجھا۔

نفحات الہند کی اجازت

اس موقع پر میں نے شیخ کی خدمت میں نفحات الہند کا ایک نسخہ بھی پیش کیا، شیخ نے مجھ سے اس نسخہ کی اجازت طلب کی، میں نے اپنی اجازت کے ساتھ کتاب ان کے حوالہ کی۔

احمد بن سلیمان الاروادی کی ثبت کی اجازت

شیخ نے مجھے احمد بن سلیمان الاروادی 93 کی ثبت کے خود مصنف کے ہاتھ

93 علامہ احمد بن سلیمان اروادی (م سنہ 1275ھ) اپنے عہد کے بڑے محدث اور صوفی بزرگ تھے، نقشبندی سلسلہ میں وہ مولانا خالد نقشبندی کے خلفائے عظام میں سے تھے، حدیث میں ان کے شیوخ میں سے علامہ ابن عابدین، الوجیہ الکزبری، البرہان الباجوری وغیرہ تھے۔ ان کی تصنیفات سو سے زائد ہیں، ان کی ثبت "العقد الفرید فی معرفة علو الاسانید" کی تلخیص علامہ زاہد کوثری نے "المنتقی المفید" کے نام سے کی ہے، اس کا ایک نسخہ احقر کے پاس موجود ہے۔

سے لکھے ہوئے نسخہ کی فوٹو کاپی دی، 94 اس کے ساتھ فہرس الفہارس سے الاروادی کا ترجمہ بھی تھا، ثبت کے آخر میں مختلف اجازتیں ہیں، شیخ نے اس ثبت کا پہلا صفحہ پڑھ کر سنایا، اور میں نے ثبت کا وہ حصہ پڑھا جس میں مقدمہ، اروادی کے حدیث وتصوف کے شیوخ کے نام شامل ہیں، اور آخر میں میرے نام اجازت ہے، 95 مجھے چونکہ شیخ محمد علی المراد سے براہ راست اجازت حاصل ہے 96 اس لئے میں اس نسخہ کی بلاواسطہ روایت کر سکتا ہوں۔ وللہ الحمد۔

94 اس ثبت کے سرورق کی عبارت ہے: هذا ثبت سيدنا ومولانا الشيخ احمد بن سليمان الاروادى الخالدى النقشبندى المسمى "العقد الفريد فى معرفة علو الاسانيد" الذى اجيزبه واتحفه الفقير العاجز: محمد على المراد بن الحاج محمد سليم المراد، عن شيخه وعم ابيه الشيخ احمد بن الشيخ محمد سليم المراد، عن شيخه واخيه لابيه الشيخ محمد على المراد، عن العالم العامل والمرشد الكامل الشيخ محمد سليم خلف الحمصى قدس الله سره، عن جامعه ومؤلفه الشيخ احمد بن سليمان الاروادى الاحمدى الخالدى النقشبندى قدس الله سره العزيز ونفعنا به وبهم اجمعين، آمين۔

95 وہ اجازت یہ ہے: بسم الله الرحمن الرحيم، الحمدلله، والصلوة والسلام على رسوله وعلى آله وصحبه، وبعد، فقداجزت اخى فى الله العالم الفاضل والتقى الصالح، والاديب اللبيب، والباحث الاريب الاستاذ الشيخ الدكتور محمد اكرم بهذا الثبت الشريف الموسوم "العقد الفريد فى معرفة علو الاسانيد" لمولانا العلامة الكبير والمحدث الشهير، والمرشد الصوفى الذى ليس له نظير، وكفى انه خليفة مولانا خالد النقشبندى العثمانى قدس الله سره فى الطريقة النقشبندية المعلية، وقد ذكر فى ثبته هذا شيوخه فى العلم و الطريقة، واسانيدهم فى العلوم والكتب، نفعنا الله به، واعاد علينا من نفحات صاحبه وبركاته آمين. هذا واوصى اخى المذكور بما اوصانى به اشياخى من تقوى الله العظيم، وخدمة هذا الدين العظيم، وعلومه العظيمة، والتثبت فى النقل والرحمة بالمسلمين، والرافة بهم، كما اوصيه الايسانى من دعائه، وفقه الله ونفع به الاسلام والمسلمين، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم. اخوكم مصطفى بن الشيخ عبدالعزيز بن الشيخ احمد المراد الحموى ثم المدنى۔

96 شیخ محمد علی المراد نے 22 رجب 1418ھ کو مجھے اجازت دی، ان کے شیوخ کی تعداد کافی زیادہ ہے، ان میں خاص طور سے قابل ذکر محدث اکبر شیخ بدرالدین الحسنی، شیخ محمد ابوالیسر ابن عابدین، شیخ عبدالقادر شلبی وغیرہ ہیں، کچھ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

میں وہیں تھا کہ مولانا فضل الرحمٰن قادری[97] کے صاحبزادہ کا فون آیا، وہ شیخ کو جمعہ کی رات میں شب بیداری کی دعوت دے رہے تھے، شیخ نے میرا بھی تذکرہ کیا، انہوں نے مجھے بھی دعوت دی، میں نے معذرت کر دی، کیونکہ مجھے جمعرات کو ہی مکہ مکرمہ کے لئے نکل جانا ہے۔

چھ بجے کے قریب شیخ سے اجازت لے کر حرم شریف میں آ کر مغرب کی نماز پڑھی، نماز کے بعد شیخ محمد عوامہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

97۔ شیخ فضل الرحمٰن بن الشیخ المسند المعمر ضیاء الدین القادری المدنی، ان کا نسب علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے واسطہ سے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، پیدائش سنہ 1343ھ کی ہے، ان کی اعلیٰ سند علامہ علی حسین اشرفی سے ان کی روایت ہے، علامہ اشرفی کو آل الرسول شاگرد شاہ عبدالعزیز سے روایت کا شرف حاصل ہے، شیخ فضل الرحمٰن نے مجھے مسلسل بالاولیہ سمیت اپنی تمام مرویات کی اجازت 29 صفر سنہ 1314ھ کو دی۔

شیخ محمد عوامہ کی خدمت میں

میری بڑی خواہش رہی ہے کہ شیخ محمد عوامہ سے حدیث کی کتابیں پڑھوں، اس سفر میں زیادہ گنجائش نہیں تھی، آج کل شیخ مصنف ابن ابی شیبہ کی تحقیق میں مشغول ہیں شیخ کا زیادہ وقت لینا مناسب نہیں تھا، پھر بھی میں چاہتا تھا کہ شیخ نے اپنی تحقیق سے شائع شدہ تقریب التہذیب کے لئے جو عالمانہ اور محققانہ مقدمہ لکھا ہے اسے شیخ سے پڑھ لوں، اسی لئے آج شیخ کے یہاں حاضری تھی، لیکن حج کی وجہ سے ہر روز مہمان وزائرین شیخ سے ملنے آتے رہتے ہیں اور آج بھی شیخ سے کچھ لوگ ملنا چاہتے ہیں، اس لئے شیخ کے یہاں زیادہ ٹھہرنا نہ ہو سکا۔

تقریب التہذیب

تقریب الہذیب رجال کے موضوع پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی مشہور تصنیف ہے، اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، لیکن یہ تمام ایڈیشن غلطیوں سے پر ہیں، بعض غلطیوں کافی سنگین ہیں، شیخ نے یہ ضروری سمجھا کہ اس کتاب کی ایسی خدمت کی جائے کہ کتاب اغلاط سے پاک ہو، خوش قسمتی سے شیخ کو حافظ ابن حجر کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ہاتھ آ گیا، شیخ نے اس نسخہ کی بنیاد پر کتاب کی تصحیح کی، اور جہاں اشکال نظر آیا اس کے لئے، تہذیب التہذیب، تہذیب الکمال اور رجال کی دوسری کتابوں کی طرف بھی رجوع کیا، کتاب کی تصحیح کے علاوہ شیخ کا ایک اہم کارنامہ وہ عظیم الشان مقدمہ ہے جو انہوں نے "الدراسة" کے نام سے لکھا ہے، اس مقدمہ میں شیخ نے چھ پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے:

(1) حافظ ابن حجر نے یہ کتاب کیوں تصنیف کی، شیخ نے اس میں واضح کیا ہے کہ مصنف کا مقصود صرف تہذیب التہذیب کا اختصار نہیں ہے، بلکہ اس کتاب میں بعض ایسی خصوصیات وفوائد ہیں جو اسے ایک مستقل تصنیف کا درجہ دیتے ہیں۔

(2) شیخ نے تفصیل سے جائزہ لیا ہے کہ اس کتاب میں حافظؒ کا منہج اور طریقہ کار کیا ہے۔

(3) شیخ نے علمی وتحقیقی انداز سے اس کا تفصیلی جائزہ لیا ہے کہ جرح وتعدیل کے مراتب ودرجات بیان کرنے کے لئے حافظؒ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں، ان کی کیا اہمیت ہے اور ان کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔

(4) طبقہ سے حافظؒ کی کیا مراد ہے۔

(5) حافظؒ نے کتاب میں جو رموز استعمال کئے ہیں ان کا جائزہ۔

(6) حافظ ابن حجر کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اس نسخہ کی تحقیق جس پر شیخ نے اس ایڈیشن کی خدمت کی ہے۔

آج شیخ محمد عوامہ سے تقریب التہذیب کے مقدمہ کی فصل ''الجانب الثالث: الحدیث عن مراتب الجرح والتعدیل'' کا ایک حصہ پڑھا۔

تقریب التہذیب اور تہذیب التہذیب میں فرق

شیخ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ رجال کی تحقیق میں تقریب التہذیب پر انحصار کرتے ہیں، اور حافظ ابن حجر کے قول کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیتے ہیں، میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ تقریب التہذیب میں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے، تہذیب التہذیب میں تفصیل اس سے مختلف ہے، اسی لیے ایسی جگہوں پر تہذیب التہذیب کی طرف رجوع کرتا رہا ہوں، بعض علماء کو یہ بات عجیب لگی کہ میں حافظ ابن حجر کی مخالفت کرتا ہوں۔ اسی لیے تقریب التہذیب کی تحقیق کے وقت میں نے مقدمہ میں اس پہلو کی نشاندہی مناسب سمجھی۔

''روی'' کا صحیح مفہوم

''روی'' کے سلسلہ میں میں نے شیخ محمد ناصر الدین البانی کے قول پر اپنا اعتراض پیش کیا، شیخ نے اس سے اتفاق کیا، اور فرمایا کہ خود امام بخاری تعلیقات میں

ایک حدیث صیغۂ غیر جزم سے ذکر کرتے ہیں، جبکہ دوسری جگہ اپنی سند سے اس کی تخریج کرتے ہیں، اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں تقریباً تین سو جگہوں پر صحیح حدیثوں کے لئے ''روی'' کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

تدریب الراوی کی تحقیق

اصول حدیث میں حافظ ابن صلاح کا مقدمہ سب سے زیادہ شہرت کا حامل ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ائمہ اور علماء نے اس کی خدمت کی ہے، امام نووی نے اس کا ایک اختصار لکھا ہے جو ''التقریب والتیسیر لمعرفة سنن البشیر والنذیر'' کے نام سے معنون ہے، حافظ سیوطی نے اس کی شرح ''تدریب الراوی'' کے نام سے کی، یہ شرح اہل علم کے مابین مقبول ومتداول ہے۔

شیخ محمد عوامہ نے فرمایا کہ آج کل میں تدریب الراوی کی تحقیق کر رہا ہوں، شیخ کی تحقیق سے ان شاء اللہ اس کتاب کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔

حافظ ابن حجر اور امام ذہبی کا فرق

رجال پر کلام کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر اور امام ذہبی کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے شیخ نے فرمایا: ابن حجر رجال کے سلسلہ میں متشدد ہیں، کیونکہ حافظ کا دارومدار ابو حاتم الرازی پر ہے جو رجال کے متعلق شدت میں معروف ہیں، امام ذہبی معتدل ہیں،[98] لیکن ذہبی حوالوں اور نقول کو ہمیشہ جوں کا توں نہیں پیش کرتے، بلکہ اس میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔[99]

98۔ خود امام ذہبی فرماتے ہیں: یعجبنی کثیرا کلام ابی زرعة فی الجرح والتعدیل، یبین علیه الورع والمخبرة، بخلاف رفیقه ابی حاتم فانه جراح (سیر اعلام النبلاء 81/13)۔

99۔ ابن حجر متشدد فی الرجال لانه یعتمد علی ابی حاتم الرازی، والذهبی معتدل، الا ان الذهبی یتساهل فی دقة النقل والاحالة۔

صحابہ کرام کے لئے تعدیل الٰہی

حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں المرتبہ الاولی میں صحابہ کرام کو رکھا ہے، اور ذکر کیا ہے کہ "وذلک لشرفھم" شیخ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کو تعدیل حاصل ہے۔

ضبط میں صحابہ کرام کے درجات مختلف ہیں

شیخ نے فرمایا کہ صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں، لیکن ضبط کا معاملہ مختلف ہے، اور ضبط میں ان میں آپس میں فرق مراتب ہے، اس کے لئے شیخ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ "الشفاعة الکبری" کی حدیث بخاری شریف میں کئی جگہوں پر آئی ہے، آخری جگہ کتاب التوحید میں آئی ہے، وہاں روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت انس کی روایت پر حسن بصری نے اضافہ فرمایا کہ تقریباً بیس سال پہلے حضرت انس ؓ نے یہ روایت اسی اضافہ کے ساتھ سنائی تھی [100] اس سے معلوم ہوا کہ حالت پیری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حافظہ کی کیفیت بدل گئی تھی، یہی بات التانیب علی الخطیب میں علامہ کوثری نے لکھی ہے۔ اور نہایت محتاط انداز میں لکھی ہے، لیکن المعلمی نے اس بات کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔

---

100 امام بخاری نے معبد بن ہلال العنزی سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت انس بن مالک ؓ کے پاس گئے اور ان سے حدیث شفاعت سنی، معبد بن ہلال نے واپسی میں اپنے بعض ساتھیوں سے کہا: لو مررنا بالحسن و هو متوار فی منزل ابی خلیفة فحدثنا بما حدثنا انس بن مالک، فاتیناه، فسلمنا علیه، فاذن لنا، فقلنا له: یا ابا سعید جئناک من عند اخیک انس بن مالک فلم نر مثل ما حدثنا فی الشفاعة، فقال: هیه، فحدثنا بالحدیث فانتهی الی هذا الموضع، فقال: هیه، فقلنا: لم یزد لنا علی هذا فقال: لقد حدثنی وهو جمیع منذ عشرین سنة فلا ادری انسی ام کره ان تتکلوا فقلنا: یا ابا سعید فحدثناه، فضحک، وقال: خلق الانسان عجولا، ما ذکرته الا وانا ارید احدثکم، حدثنی کما حدثکم به، قال: ثم اعود الرابعة فاحمده بتلک، ثم اخر له ساجدا، فیقال: یا محمد ارفع راسک، وقل یسمع، وسل تعط، واشفع تشفع، فاقول: یا رب ائذن لی فیمن قال لا اله الا الله، فیقول: وعزتی وجلالی وکبریائی وعظمتی لاخرجن منها من قال لا اله الا الله (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب عزوجل یوم القیامة مع الانبیاء وغیرهم)۔

شیخ کی بعض تصنیفات

رخصت ہونے سے پہلے شیخ محمد عوامہ نے مجھے اپنی مندرجہ ذیل تین کتابیں ہدیہ کیں:

1۔ اثر الحدیث الشریف فی اختلاف الائمۃ الفقہاء

اختلاف فقہاء کے اسباب کا موضوع نہایت اہم موضوع ہے، اس موضوع کے مطالعہ سے سلف صالح اور ائمہ مجتہدین کی عظمت دلوں میں جاگزین ہوتی ہے کہ انہوں نے احکام کے استنباط اور مسائل کے استخراج میں کسی قدر محنت، جانفشانی اور اخلاص وللّٰہیت کا ثبوت دیا ہے، اس موضوع کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ حدیث شریف سے استدلال میں ان میں کیا اختلاف پایا جاتا ہے، اور اس سے ان کے اجتہادات پر کیا اثرات مرتب ہوئے، شیخ محمد عوامہ نے علمی و تحقیقی انداز سے اس موضوع پر قلم اٹھایا، اور حق یہ ہے کہ شیخ نے موضوع کا حق ادا کر دیا، اس کتاب میں شیخ نے واضح کیا ہے کہ ائمہ کے ذہنوں میں حدیث شریف کا کیا مقام تھا، یہ کہ حدیث شریف پر عمل کرنے کے کیا شرائط ہیں، حدیث شریف کے سمجھنے میں ان میں کیا اختلاف تھا، باہم بظاہر متضاد احادیث کے متعلق ان کا کیا مسلک رہا ہے، حدیث سے واقفیت کے تفاوت کا ان کے اختلافات پر کیا اثر پڑا کتاب میں جگہ جگہ شیخ نے ان شبہات کا بھی جائزہ لیا ہے جو کتاب کے مختلف مباحث کے سلسلہ میں لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد کی یہ کتاب ایک ہی مجلس میں ختم کر دی، اور بلند الفاظ میں اس کی تعریف کی، شیخ مصطفیٰ زرقاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: یہ کتاب حدیث اور حدیث کے معانی کے سلسلہ میں ملکہ تفقہ پیدا کرنے والی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہمارے مدارس کے اندر حدیث وفقہ کے نصاب میں داخل کی جائے۔

2۔ادب الاختلاف فی مسائل العلم والدین

علم و دین کے مسائل میں اختلاف قوم ومعاشرہ کی صحتمندی کی دلیل ہے، اہل علم جانتے ہیں کہ یہ اختلافات دلائل و اخلاص پر مبنی ہیں، یہ اختلافات ایسے نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے آپس میں نفرت یا دشمنی ہو، بلکہ اختلافات کے اسباب سمجھ کر دائرہ ادب میں رہتے ہوئے ان سے معاملہ کرنا چاہئے، میرے خیال میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں شیخ محمد عوامہ کی کتاب سب سے بہتر اور منظم کتاب ہے۔

3۔من صحاح الاحادیث القدسیة

احادیث قدسیہ کی جمع وترتیب میں متاخرین نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں، ان تصنیفات میں متعدد خامیاں ہیں، مثلاً ان میں بعض وہ حدیثیں بھی شامل کرلی گئی ہیں جو قدسی نہیں، ان میں مکررات ہیں، ان میں بہت سی کمزور حدیثیں بھی ہیں، شیخ محمد عوامہ نے اس کتاب میں سو صحیح یا حسن قدسی حدیثوں کو جمع کیا ہے، اور ضبط وتحقیق کے ساتھ ان کی تشریح کی ہے۔

اس کے بعد میں نے شیخ سے دعاؤں کی درخواست کی، اور وہاں سے ان کے صاحبزادے احمد کے ساتھ حرم شریف آگیا، اللہ تعالیٰ شیخ کو بہترین بدلہ عطا کرے، میری خواہش اور نیت ہے کہ آئندہ وقت نکال کر مدینہ منورہ حاضر ہوں، اور شیخ سے حدیث کی اہم کتابیں پڑھوں۔

مدینہ منورہ میں آٹھواں دن

[4 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 5 فروری 2003، بروز چہار شنبہ]

حسب معمول صبح سویرے اٹھ کر اور غسل سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً پانچ بج کر دس منٹ پر ہم لوگ مسجد نبوی پہنچے، آٹھ رکعتیں تہجد کی اور وتر ادا کی، اس کے بعد پورے خشوع سے دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے اس وقت تسبیح و دعا کا بہت اچھا استحضار نصیب فرمایا، دعا میں ائمہ حدیث وفقہ کا خصوصی ذکر کیا کہ ان کے اس امت پر کتنے عظیم احسانات ہیں، فجر کی نماز کے بعد ہم جلدی سے باب السلام کی طرف بڑھے، اور عظمت آستانۂ نبوت کے استحضار کے ساتھ سلام پیش کیا، اور پھر صاحبین رضی اللہ عنہما کو بھی سلام پیش کیا۔

چونکہ سات بجے کے قریب مدینۂ منورہ کی اہم زیارتوں کے لئے نکلنا تھا، اس لیے ہم فوراً رہائش پر آگئے، ہلکا سا ناشتہ کیا اور زیارتوں کے لئے تیار ہوگئے۔ پونے آٹھ بجے بس چلی اور پوری دلجمعی اور خوشی ومسرت کے ساتھ زیارتیں کیں، اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے اور بغیر کسی استحقاق کے یہ سعادت نصیب فرمائی۔ اے اللہ تعالیٰ اس مقام کی برکت سے میرے گناہ معاف فرما اور بار بار حج اور عمرہ کی توفیق نصیب فرما۔ آمین۔ ذیل میں زیارتوں کی مختصر تفصیل دی جارہی ہے۔

1۔ مسجد الاجابة

اس مسجد کو مسجد بنی معاویہ[101] بھی کہتے ہیں، اس وقت مسجد الاجابة کے نام سے مشہور ہے، یہ بقیع سے شمال کی جانب ہے، حرم کی موجودہ توسیع کے بعد یہاں

---

[101] بنومعاویہ بن مالک بن عوف انصار مدینہ کا مشہور خاندان ہے، انہیں کے محلہ میں یہ مسجد واقع ہے۔

سے مسجد نبوی کا فاصلہ صرف تین منٹ کا ہے، اس جگہ بنو معاویہ بن عوف بن مالک رہتے تھے، مسجد الاجابہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہاں تین دعائیں کی تھیں، ایک یہ کے میری امت کو قحط سالی کے عذاب سے تباہ نہ فرمائیں۔ دوسری یہ کہ میری امت غرق عام سے ہلاک نہ فرمائیں اور تیسری یہ کہ میری امت میں باہمی اختلاف وخانہ جنگی نہ ہو پہلی دونوں دعائیں قبول ہوگئیں اور تیسری دعا قبول نہ ہوئی۔ 102

2۔ مسجد غمامہ

اسے مصلی العید بھی کہتے ہیں، یہ مناخہ کے جنوب مغرب میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ عید کی نماز پڑھی تھی، 103 یہاں حضور اکرم ﷺ نے ایک بار استسقاء کی نماز بھی پڑھی تھی۔ 104

3۔ مسجد الجمعۃ

اس کا نام مسجد بنی سالم 105 مسجد الوادی 106 اور مسجد عاتکہ 107 بھی ہے، یہ مسجد مدینہ منورہ سے قباء کے راستہ میں پڑتی ہے، یہاں قبیلہ بنو سالم کے لوگ آباد تھے۔ یہیں بنو سالم کی لڑکیوں نے "طلع البدر علینا" کے گیت گا کر آپ ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسلام کا پہلا جمعہ یہیں ادا کیا۔ 108

---

102 صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب هلاک هذه الامة بعضهم ببعض۔

103 صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الی المصلی بغیر منبر۔

104 صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، باب تحویل الرداء فی الاستسقاء، وصحیح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء۔

105 کیونکہ یہ مسجد انصار کے قبیلہ بنو سالم بن عوف کے محلہ میں ہے۔

106 یہ مسجد مدینہ منورہ کی مشہور وادی رانونا یا رانون میں واقع ہے۔

107 اس مسجد کا یہ نام ابن شبہ کی تاریخ المدینۃ المنورہ (68/1) میں مذکور ہے۔

108 ابن شبه: تاریخ المدینة 68/1، السمهودی: وفاء الوفاء 820/3 حضور اکرم ﷺ نے پہلا جمعہ کہاں ادا کیا، اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، مشہور قول وہی ہے جو یہاں مذکور ہوا مزید تفصیل کی یہ جگہ نہیں۔

4۔ مسجد قباء

مسجد قباء پہنچنے سے پہلے میں نے ساتھیوں کے سامنے اس مسجد کے فضائل تفصیل سے بیان کئے، اس مسجد کے متعلق قرآن شریف کی آیت ہے: "لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ، فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ"

ہجرت کے موقع پر مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ حضور ﷺ کے سفر کی آخری منزل تھی، یہاں دوشنبہ سے جمعہ تک آپ ﷺ نے چار دن تک قیام کیا، اور اسلام کی پہلی مسجد یہیں تعمیر ہوئی تھی، اور آپ ﷺ نے اس میں نماز ادا کی، ایک حدیث میں ہے "کان النبی ﷺ یذهب الی مسجد قباء کل سبت راکبا او ماشیا ویصلی فیه رکعتین" 109 ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "الصلاة فی مسجد قباء کعمرة" 110 ایک اور حدیث میں ہے "من تطهر فی بیته ثم اتی مسجد قباء فصلی فیه صلاة کان له کاجر عمرة" 111

قباء میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت کلثوم بن الہدم بن امرئ القیس الانصاری کے مکان میں قیام کیا تھا، 112 اور سعد بن خیثمہ کے مکان میں آپ لوگوں سے ملاقاتیں فرماتے تھے۔ 113 اب یہ دونوں جگہیں مسجد کا حصہ ہیں۔

یہاں ہم لوگوں نے دو رکعتیں ادا کیں۔ مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی بھیڑ تھی، مسجد کی جدید تعمیر 1985 کی ہے، اب مسجد کے اندر بڑ اریس بھی شامل ہوگیا ہے۔

---

109 صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة، باب من اتی مسجد قباء، وصحیح مسلم کتاب الحج، باب فضل مسجد قباء۔

110 سنن الترمذی کتاب الصلاة، باب ماجاء فی الصلاة فی مسجد قباء، و سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، باب ماجاء فی الصلاة فی مسجد قباء۔

111 سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة، باب ماجاء فی الصلاة فی مسجد قباء۔

112 السمهودی: وفاء الوفاء 804/3۔

113 حافظ ابن حجر: الاصابة فی تمییز الصحابة 23/2۔

یہاں حضور اکرم ﷺ نے چند صحابہ ؓ کو جنت کی بشارت دی تھی، حضرت عثمان ؓ اپنے عہد خلافت میں اسی کنویں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے گر گئی جو حضور ﷺ کے زمانے سے مہر کے لئے استعمال ہوتی تھی، بہت تلاش کی گئی لیکن نہیں ملی، اسی لئے اسے بئر خاتم بھی کہتے ہیں، اس کا پانی پہلے کھاری تھا، حضور اکرم ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن شامل کیا اور اس وقت سے اس کا پانی میٹھا ہو گیا تھا، لیکن اب یہ کنواں مسجد کے اندر شامل ہے۔ مسجد قباء سے واپسی پر راستہ میں ہر طرف کھجور کے باغات نظر آ رہے تھے۔

5۔ مسجد الفضیخ

راستہ میں مسجد الفضیخ پڑی، یہ مسجد عوالی کے مشرق میں واقع ہے، حضور اکرم ﷺ نے یہود بنی نضیر کے محاصرہ کے وقت یہاں نماز پڑھی تھی، فضیخ عربی میں کھجور کی شراب کو کہتے ہیں، جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے اس حکم کی تعمیل میں شراب کے مٹکے گرا دیئے اس لئے اس کو مسجد الفضیخ کہتے ہیں 114 اسے مسجد بنی النضیر ، اور مسجد الشمس بھی کہتے ہیں۔

6۔ مسجد ابراہیم بن الرسول ﷺ

راستہ میں اس مسجد کے کھنڈر نظر آئے، یہ عوالی میں مسجد بنی قریظہ سے شمال کی جانب واقع ہے، یہ حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی جائے پیدائش ہے، آپ ﷺ نے یہاں نماز بھی پڑھی ہے۔ 115

7۔ مسجد المستراح

احد کے قریب راستہ میں یہ مسجد ہے، یہاں انصار کے قبیلہ بنو حارثہ کے لوگ آباد تھے، اسی مناسبت سے سے مسجد بنی حارثہ بھی کہتے ہیں، ایک روایت ہے کہ غزوہ احد سے واپسی پر حضور اکرم ﷺ نے یہاں آرام فرمایا تھا۔ 116

---

114 آثار المدینۃ المنورۃ ص 142۔ 115 ابن شبہ: تاریخ المدینۃ 69/1۔

116 المدینۃ المنورۃ فی رحلۃ العیاشی ص 145۔

8۔ جبل احد

دس بجے کے قریب ہم لوگ جبل احد پہنچے، میں یہاں 1406ھ میں جب آیا تھا تو اس وقت کوئی آبادی نہیں تھی۔ اب یہاں بڑی آبادی ہے اور بازار بھی ہے، احد سے پہلے اسی آبادی میں "ثانویہ دار الایمان" اور "متوسطہ عبداللہ بن عباس ؓ" ہیں۔ یہاں پہنچ کر ہم لوگ حضرت حمزہ ؓ اور شہداء کے مقبرہ میں گئے۔ وہاں شہداء کو سلام عقیدت پیش کیا اور فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد جبل الرماۃ پر میں نے غزوہ احد کے بارے میں ایک مختصر تقریر کی، اور نقشہ سے لوگوں کو سمجھایا کہ مسلمانوں اور مشرکین کے لشکروں کی پوزیشن کیا تھی، اور حضرت خالد بن ولید ؓ کس طرف سے آئے تھے، اس کے بعد میں نے اور مشتاق صاحب نے مسجد الشہداء میں دو رکعت نماز پڑھی۔

9۔ بئر عثمان

اس کا نام پہلے بئر رومہ تھا، یہ مدینہ کے شمال مغرب میں وادی عقیق کے کنارے مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا، اس کا پانی بہت شیریں اور صاف تھا، یہودی اس کا پانی فروخت کرتا تھا، مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کے خریدنے کی ترغیب دلائی تو حضرت عثمان ؓ نے اسے بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

یہ کنواں آج بھی جاری ہے، لیکن لوگوں کی غلط حرکتوں کی وجہ سے وہاں داخلہ پر پابندی ہے، اس کے قریب ہی مزرعۃ بئر عثمان بھی ہے۔

10۔ بیرحاء

باب مجیدی کے سامنے واقع ہے، جدید توسیع میں اب یہ حرم کے صحن میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ حضرت ابوطلحہ ؓ کا باغ تھا، رسول اکرم ﷺ اکثر اس جگہ جلوہ

افروز ہوتے تھے۔ جب آیت "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا سب سے محبوب مال بیرحاء ہے لہٰذا یہ اللہ کے راستے میں صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں صرف کریں، بعد میں حضورﷺ نے مشورہ دیا کہ اس کو اپنے اعزہ پر وقف کردو۔ چونکہ ہماری رہائش باب مجیدی کے قریب تھی اس لئے وہاں سے تقریباً ہر روز گزر ہوتا تھا۔

11۔ مسجد القبلتین

یہاں ہم لوگ تقریباً گیارہ بجے کے قریب پہنچے، اترنے سے پہلے ہمارے رہبر نے سوال کیا کہ جو یہ بتادے کہ قبلہ کی تحویل کیسے ہوئی تھی، اسے دو لیٹر وہ پانی پیش کریں گے۔ جس میں ستر صحابہ کرام کا لعاب دہن شامل ہے۔ یہ سوال آسان تھا، میں نے اس کی تشریح کردی۔ تو اس نے شام کو پانی لاکر دیا اور ہم سب ساتھیوں نے اسے پیا، لیکن مجھے اس پانی کی کہیں کوئی سند نہیں ملی۔

یہاں اتر کر ہم نے دو رکعت نماز پڑھی، مسجد کی جدید توسیع تعمیر 30 ربیع الاول 1408ھ مطابق 21 نومبر 1987 میں ہوئی، یہ مسجد وادی العقیق کے قریب حرۃ الوبرہ کے شمالی مغربی کنارے ایک ٹیلے پر ہے، اسے مسجد بنی سلمہ بھی کہتے ہیں۔

12۔ مسجد سلمان الفارسی

خندق کے مقام پر کئی مسجدیں ہیں، یہ مسجدیں جبل سلع کے مغربی پہلو میں واقع ہیں، انہیں مساجد سبعہ کہا جاتا ہے، ان میں چار مسجدیں: مسجد الفتح، مسجد سلمان الفارسی، مسجد علی بن ابی طالب اور مسجد ابوبکر الصدیق قدیم ہیں، جبکہ دو مسجدوں مسجد عمر بن الخطاب اور مسجد سعد بن معاذ کا تذکرہ بہت بعد میں ملتا ہے، اس علاقہ میں ساتویں مسجد مسجد رایۃ یا مسجد بنی حرام ہے۔ جس کی وجہ سے اس علاقہ کو مساجد سبعہ کہتے ہیں۔

یہاں اب مسجد الخندق کے نام سے ایک بڑی مسجد تعمیر ہو رہی ہے، دوسری مسجدیں بند ہیں، لیکن مسجد سلمان الفارسی اب بھی کھلی ہے، وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔

13۔ مسجد الفتح

مسجد سلمان الفارسی کے بعد مسجد الفتح میں دو رکعت نماز پڑھی، یہ وہ مسجد ہے جہاں غزوہ احزاب کے موقع پر جبکہ کفار نے مسلمانان مدینہ پر اکٹھا ہو کر نرغہ کیا تھا اور شہر کو گھیرے میں لے لیا تھا، حضورﷺ نے اور مسلمانوں نے خندق کھود کر اپنے کو محفوظ بنایا تھا، اور سامنے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے، حضورﷺ نے تین روز پیر منگل، بدھ کو مسلسل دعا فرمائی اور وہ دعا قبول ہوئی، قبولیت دعا، فتح و نصرت کی یادگار کے طور پر اس جگہ بعد میں یہ مسجد تعمیر ہوئی، اسے مسجد الاحزاب اور المسجد الاعلیٰ بھی کہتے ہیں۔

14۔ سقیفہ بنی ساعدہ

بنوساعدہ قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے، بئر بضاعہ کے پاس بنوساعدہ کا ایک سائبان تھا جہاں عام طور سے لوگوں کی مجلسیں ہوتی تھیں، یہی وہ جگہ ہے جہاں حضورﷺ کی وفات کے بعد خلافت کے متعلق مشورہ ہوا تھا۔ یہ باب شامی کے قریب ہے، اور مدینہ کے اہم آثار میں سے ہے۔

حافظ خورشید احمد ندوی

زیارتوں سے فراغت کے بعد سوا بارہ بجے کے قریب ہم لوگ اپنی رہائش پر پہنچے، اور ظہر کی نماز پڑھی، کافی تھکان تھی اور سونے کی کمی کی وجہ سے حرارت محسوس ہو رہی تھی، اس لئے فوراً رہائش پر آئے اور ریسٹوران میں کھانے کے لئے گئے، ابھی ہم کھانا کھا رہے تھے کہ ندوہ کے میرے ایک شاگرد حافظ خورشید احمد جو ندوہ کے شعبہ حفظ کے استاذ حافظ جمیل احمد کے صاحبزادہ ہیں، ملے، انہوں نے مجھے پہچان لیا، اس

کے بعد میری رہائش پر آئے، یہ بارہ سال سے دبئی میں امام ہیں اور وہاں مع اہل وعیال رہتے ہیں، میں نے ان کو اپنی کتاب ''نفحات الہند'' کا ایک نسخہ پیش کیا اور انہیں کے واسطے سے ایک نسخہ اپنے دوست محمد خالد ندوی کانپوری مقیم دبئی کو بھی بھیج دیا۔

ظہر کے بعد زیادہ آرام کرنیکا موقع نہیں ملا، پھر ہم عصر کی نماز کے لئے نکلے، اور عصر کے بعد بقیع جانے کا بھی پروگرام تھا۔ ہم لوگوں نے حرم شریف میں جماعت سے نماز پڑھی اور سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ اور پوری عقیدت ومحبت سے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں رضی اللہ عنہما کو سلام پیش کیا۔ اس کے بعد ہم بقیع کی طرف متوجہ ہوئے۔

بقیع الغرقد میں دوبارہ حاضری

عصر کی نماز کے بعد میں، حاجی مشتاق اور حاجی اشتیاق صاحبان بقیع کی زیارت کے لئے دوبارہ حاضر ہوئے:

چوم کر آج تری خاک لحد کے ذرے ان گنت پھول محبت کے چڑھاتا جاؤں
جانے اس سمت کبھی میرا گزر ہو کہ نہ ہو آخری بار گلے تجھ کو لگاتا جاؤں

مشہور قبروں کی تعیین

میرے پاس اردو میں بقیع کے کبار مدفونین کی قبروں کی تعیین کا ایک نقشہ تھا، اس نقشہ کی رو سے مسجد نبوی کے باب البقیع سے نکل کر بقیع کے مرکزی دروازہ سے داخل ہوتے ہوئے داہنی طرف حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر، ان سے کچھ آگے امیر المؤمنین حضرت حسن بن علی ؓ، حضرت علی زین العابدین رحمہ اللہ، حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبریں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر سے بائیں جانب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبر، اس سے بائیں سمت حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا، ان سے بائیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (حضور ﷺ کی پھوپھی جان) کی قبر، حضرت ام الفضل کی قبر سے آگے حضور ﷺ کی صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی قبریں، ان قبروں سے کچھ آگے دائیں طرف امہات المومنین حضرت جویریہ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن کی قبریں، ان قبروں سے بائیں تھوڑا آگے حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار کی قبریں، ان سے آگے امام نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر اور امام مالک کی قبریں، ان سے آگے حضور ﷺ کے صاحبزادے

حضرت ابراہیم ﷺ کی قبر، بقیع کے وسط میں شارع علی بن ابی طالب سے متصل حضرت امیر المومنین حضرت عثمان ؓ کی قبر، اس سے بالکل بائیں سمت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی قبر، اس سے آگے حضرت علی ؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی قبر اور اس سے بائیں جانب حضرت ابوسعید خدری ؓ کی قبر ہے۔

شیعوں کی حرکتیں

بقیع میں ایرانی بہت غلط حرکتیں کرتے ہیں، اہل بیت کے مدفونین سے استمداد کرتے ہیں، اور صحابہ کرام ؓ پر (نعوذ باللہ) لعن وطعن کرتے ہیں، اتنی مقدس جگہ پر اس قدر قابل احترام ہستیوں کے ساتھ ان کا رویہ بہت قابل افسوس ہے اور سخت محرومی کی بات، اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے، اور ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

فکلهم اثنی الاله علیهم   واثنی رسول الله ایضا واکدا
فلا تک عبدا رافضیا فتعتدی   فویل و ویل فی الوری لمن اعتدی

قبروں کی تعیین ظنی ہے

بقیع میں ایک نوجوان سعودی جو دیکھنے سے طالبعلم معلوم ہو رہا تھا، اس نے بتایا کہ ان قبروں کی تعیین بہت مشکل ہے، اس نے میرا نقشہ دیکھا اور مجھ سے پوچھا کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، میں نے جواب دیا یہ نقشہ اندازہ پر مبنی ہے، اس نے کہا بالکل صحیح، اس میں سے کسی چیز کی تعیین بہت مشکل ہے۔ ہم لوگوں نے تقریباً پورے قبرستان کی زیارت کی، اور فاتحہ پڑھ کر دعا کی۔

ایک حادثہ

ہم لوگ بقیع کے آخری حصہ کی زیارت سے واپس ہو رہے تھے کہ ایک اور نوجوان ملا جو سیکورٹی کا آدمی تھا، اس نے یہ نقشہ میرے ہاتھ سے لے کر پھاڑنا چاہا

میں نے مزاحمت کی، اس نے کہا کہ وہ پولیس کو بلائے گا، میں نے کہا کہ بلاؤ، اس نے جھوٹا الزام لگایا کہ میں یہ نقشے لوگوں میں تقسیم کر رہا تھا، مجھے اس کے جھوٹ پر بڑی حیرت ہوئی، یہ نوجوان سعودی نہیں تھا، تھوڑی دیر میں پولیس والے آگئے، وہ سب بڑے معقول تھے، ان سے اچھی گفتگو رہی۔ لیکن اس دوران اس نوجوان نے کاغذ لے کر پھاڑ دیا، جس کا مجھے بہت افسوس ہوا۔ پولیس والے نے نرمی سے مجھے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی، مدینہ منورہ کے احترام میں میں آگے بڑھ گیا۔ اس نقشہ کے جانے کا مجھے افسوس نہیں تھا، کیونکہ اس کی ایک دوسری کاپی میرے پاس موجود تھی، مجھے صرف اس نوجوان کے رویہ پر افسوس ہوا۔

بعض مکتبات کی زیارت

وہاں سے ہم لوگ مسجد ابوذر غفاری 117 کی طرف بڑھے، مسجد سے قریب شارع ابی ذر پر مکتبۃ الرشد ہے جس کی مجھے زیارت کرنی تھی، شارع ابوذر ہی پر ہم لوگوں نے چائے پی، آگے بڑھے تو مکتبۃ الرشد نظر نہیں آیا، لیکن ایک اور مکتبہ نظر آیا جو کافی بڑا تھا، ہم اس میں داخل ہوئے۔ میں نے وہاں صحیح البخاری کے "النسخة الیونینیه" کے متعلق دریافت کیا، لیکن وہ نسخہ وہاں نہیں تھا، وہاں سے حافظ ضیاء الدین المقدسی کی ثبت 24 ریال میں خریدی۔

بستان المحدثین

کتابوں کے دیکھنے کے دوران وہاں میری تحقیق سے شائع شدہ "بستان المحدثین" بھی نظر آگئی، مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے شہر میں اس عاجز کی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، میرے ساتھی حاجی مشتاق اور حاجی اشتیاق نے بھی اس کی زیارت کی۔

117۔ مسجد نبوی سے شمال کی سمت میں واقع اس مسجد کو مسجد سجدہ بھی کہتے ہیں، اس کے اور نام بھی ہیں۔

نماز میں امام حرم سے قربت

مغرب کی نماز ہم نے حرم شریف میں پڑھی، نماز کے بعد تھوڑی دیر ہم بیٹھے رہے، پھر باب السلام کی طرف بڑھے، سوچا گیا کہ عشاء کی نماز امام کے پیچھے ادا کی جائے، بڑی مشکل سے ٹھیک امام کے پیچھے چوتھی صف میں باب السلام والے حصہ کے اندر ہی ہم لوگوں کو جگہ مل گئی۔ پولیس والے میرے ساتھیوں کو اٹھانے لگے، میں نے درخواست کی کہ ہم لوگ بہت دور سے آئے ہیں، اور پہلی بار بڑی مشکل سے یہاں جگہ ملی ہے، اس لئے ہمیں بیٹھنے دیں۔ پولیس والوں نے ہماری درخواست سن لی، وہیں عشاء کی نماز پڑھی، نماز کے بعد ہدیہ صلاۃ وسلام پیش کیا۔ اس کے بعد باب عمر بن الخطاب پر آ گیا۔

باب عمر بن الخطاب پر عزیز مکرم خورشید احمد ندوی سے ملاقات طے تھی، ابھی میں وہاں کھڑا ہی تھا کہ آکسفورڈ کے حاجی اسلم خان سے اچانک ملاقات ہوگئی، اور وہیں عزیزی حافظ مکین سلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل گئے، خورشید ندوی کو رات ہی میں مکہ کے لئے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے ان سے معانقہ کیا اور ان کو رخصت کیا، مکین اور ان کے ساتھیوں کو رہائش پر لے آیا، اور پھر ان کے ساتھ کھانا کھایا۔

رات کے بارہ بجے تک ڈائری لکھی، طے تھا کہ ساتھی دس بجے اکٹھا ہو جائیں گے تو ان سے عمرہ کا مذاکرہ ہو جائے گا۔ لیکن وہاں کوئی نہیں تھا، میں لکھنے میں منہمک ہو گیا، رات کے سوا بارہ بجے کے قریب مشتاق صاحب نے کہا کہ آپ نے تقریر کرنے کے لئے کہا تھا اور تقریر کی نہیں، میں نے عرض کیا کہ دس بجے وقت طے تھا اس وقت یہاں کوئی تھا ہی نہیں۔ اب صبح کے وقت روانگی سے پہلے انشاء اللہ حج تمتع کے مسائل بیان کروں گا۔

مدینہ منورہ سے روانگی کا دن

(5 ذوالحجہ 1423ھ مطابق 6 فروری 2003ء، بروز جمعرات)

فجر کی نماز کے بعد سلام پیش کیا، پھر آکر چائے پی، اور تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا، کیونکہ رات میں اچھی طرح سونے کا موقع نہیں مل سکا تھا، اور آج ظہر کے بعد مکہ مکرمہ کے لئے روانگی ہے، اور اندیشہ ہے کہ ٹریفک کی وجہ سے مکہ مکرمہ پہنچنے میں پندرہ بیس گھنٹے لگ سکتے ہیں، زیادہ نیند نہیں آئی۔ نو بجے اٹھا۔ سامان پیک کیا، پھر اچھی طرح غسل کیا، مکہ مکرمہ جانے کا شوق دامنگیر ہے، اور ادھر مدینہ منورہ سے دل لگ گیا ہے، اور محبت بڑھتی جا رہی ہے:

ع خود بخود دل میں ہے یہ شہر سمایا جاتا

شہر تو دنیا میں اور بھی ہیں، لیکن جو بات مدینہ کی ہے وہ اور کہاں، یہاں کے ہر ذرہ سے مجھے انس ہے، اور یہاں کے در و دیوار سے محبت:

ع ہے ہوا میں شراب کی تاثیر

امر بالديار ديار ليلى   اقبل ذا الجدار وذا الجدارا
وما حب الديار شغفن قلبي   ولكن حب من سكن الديارا

ناشتہ کے بعد ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، گیارہ بجے کے قریب ساتھی آگئے، ان کے سامنے تفصیل سے عمرہ کے مسائل، فضائل اور احکام بیان کئے، لیکن گفتگو مکمل ہونے سے پہلے ساتھیوں کو ضروریات پیش آگئیں، اور بارہ بجے کے قریب بیان ختم کرنا پڑا، اور میں ڈائری لکھنے میں مشغول ہو گیا۔

مسجد نبوی میں نماز وسلام

ساڑھے بارہ بجے کے قریب مسجد کا رخ کیا، ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی، اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی "اللهم لاتجعلها آخر عهدنا بهذه المدينة"،

اور اے خداوند کریم بار بار حج، عمرہ اور زیارت مسجد نبوی کی توفیق و سعادت نصیب فرما، یارب العالمین، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ گھر پر ہر طرح خیر و عافیت ہو اور حج کا پورا سفر امن وسکون کے ساتھ گزرے۔ اللھم انت الرفیق فی السفر و الخلیفۃ فی الاھل والمال والولد۔

روضہ مبارک پر حاضری ہوئی، حضور اکرم ﷺ کی عظمت شان کا استحضار ہے:

وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

دل دھڑک رہا ہے کہ جلد ہی فراق کی گھڑیاں آنے والی ہیں یہ شیریں لمحات جلد ہی خواب وخیال بن جائیں گے، دیار حبیب سے جدائی کے بعد زندگی کیسی ہوگی:

بے تو اے آرام جانم زندگانی مشکل ست
بے تماشائے جمالت کامرانی مشکل است

اے نبی امی فداہ ابی و امی اس امت مرحومہ بلکہ پوری نوع انسانی پر تیرے کتنے عظیم احسان ہیں، کس زبان سے تیری تعریف کی جائے:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

اے پیغمبر اعظم، اے محبوب رب العالمین، ہم نے اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تیرے فضل واحسانات کا تذکرہ کیا، اور ناپاک زبانوں سے تجھ پر درود و

سلام بھیجے، ہم تو اس کے اہل نہیں، لیکن ارحم الراحمین سے امید ہے کہ ہمارے ٹوٹے پھوٹے اعمال کو قبولیت سے نوازے:

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست
یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سلام پڑھنے کے بعد واپسی ہوئی اور یہ سطریں لکھنے بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد وضو کیا اور احرام کے کپڑے پہن کر خوشبو لگائی، ارادہ ہے کہ ذوالحلیفہ میں غسل کروں گا اور وہاں عصر کی نماز یا دو رکعت نفل پڑھ کر عمرہ کی نیت کروں گا۔

روانگی

دو بجے کے قریب ہم لوگ رہائش سے نکل کر بس پر سوار ہوگئے:

ع آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے

آگے کی اسی سیٹ پر جگہ ملی جس سیٹ پر بیٹھ کر جدہ سے مدینہ منورہ آئے تھے، مشتاق صاحب میرے بغل میں تھے، ڈرائیور آج بھی ایک مصری ہے، اس کا نام محمد ہے۔ بس پر بیٹھ کر کافی انتظار کرنا پڑا، اور اس دوران ہمہ وقت اس کا استحضار رہا کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل وکرم ہے کہ اس نے یہاں آنے کی توفیق دی، بار بار یہ الفاظ دہراتا رہا کہ اے اللہ تیرا ہی احسان ہے، ہم کس لائق تھے، اے خدا بار بار یہاں لا، اے اللہ تعالیٰ ہم اس انعام کے حقدار نہیں، ہمارے دل کس قدر گندے اور نگاہیں

ناپاک ہیں، لیکن تو نے محض اپنے فضل وکرم سے یہاں آنے کی توفیق دی، اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

تین بجکر چالیس منٹ پر بس مدینہ منورہ سے چلی۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحَانَ اللہِ، وَالْحَمْدُللہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، وَاللہُ اَکْبَرُ، سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ، وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، پڑھ کر روانہ ہوئے، نبی کریم ﷺ کے شہر سے جدائی ہو رہی ہے لیکن اس نیت سے کہ انشاءاللہ یہاں بار بار آئیں گے، میرے بچے انگلش کی یہ نظم اکثر ٹیپ سے سنتے رہتے ہیں، The city of the prophet in like home to me اس مصرع کو میں کس قدر اپنے حسب حال پاتا ہوں، مدینہ سے روانہ ہو رہا ہوں، اور یہاں پہ گزری ہوئی ہر گھڑی یاد آ رہی ہے:

نمی دانم چہ منزل بودشب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بودشب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بودشب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش برآواز او در ناز من ترساں
سخن گفتم چہ مشکل بودشب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

یہ شہر خاتم النبیین وسید المرسلین ﷺ اور آپ ﷺ کے پاکیزہ نفوس صحابہ کرام ؓ کے زمانہ سے کتنے مقربان بارگاہ ایزدی کا مقر ومسکن رہا ہے، یہاں ان

اصحاب نفوس طاہرہ وزکیہ نے سانسیں لی ہیں، جن کی بلندی وعظمت کے سامنے حیابرہ وطواغیت سجدہ ریز ہیں، اے بارالٰہاہ یہ تیرا کرم ہے کہ تو نے چند روز اس شہر کی پاکیزہ فضاؤں میں ہمیں سانس لینے کی توفیق عطا کی۔

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے قلب حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا، جاں وہیں رہ گئی، خم اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی
جس جگہ سجدہ ریزی کی لذت ملے جس جگہ ہر قدم ان کی رحمت ملے
جس جگہ نور رہتا ہے شام وسحر، وہ فلک رہ گیا، وہ زمیں رہ گئی
یاد آتے ہیں ہم کو وہ شام وسحر وسکون دل و جان و روح نظر
یہ انہیں کا کرم ہے، انہیں کی عطا، ایک کیفیت دلنشیں رہ گئی

اللہ اللہ وہاں کا درود و سلام اللہ اللہ وہاں کا سجدہ وقیام
اللہ اللہ وہاں کا وہ کیف دوام وہ صلوۃ سکوں آفریں رہ گئی

مدینہ منورہ سے جدائی ہو رہی ہے، لیکن دل وروح وہیں ہیں

لئن اصبحت مرتحلا بشخصی فروحی عند کم ابداً مقیم

مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزر

بس چل رہی ہے، سامنے احد پہاڑی نظر آ رہی ہے، ''ھذا جبل یحبنا ونحبہ'' کا منظر سامنے ہے، اب بس طریق ابی بکر الصدیق سے جا رہی ہے، یہاں سے مسجد نبوی نظر آ رہی ہے، مسجد نبوی، جیسا کہ ہونا چاہئے، شہر میں مرکزیت کی حامل ہے، جدھر جائیں مسجد نظر آتی ہے ہر طرف سے اس کی مسافت یکساں ہے، اب ہم مکہ مکرمہ جانے والی شاہراہ پر ہیں، بائیں ہاتھ پر مسجد قباء نظر آ رہی ہے، تھوڑی دیر میں بس شہر سے باہر مدینۃ الحجاج میں رکی، سوچا کہ یہاں عصر کی نماز پڑھ لی جائے، لیکن ڈرائیور نے مشورہ دیا کہ عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی جائے، تاکہ بس یہاں زیادہ

نہ روکنی پڑے۔ مگر یہاں کافی دیر لگ گئی اور یہاں سے پانچ بج کر پانچ منٹ پر بس چلی، مدینۃ الحجاج سے آگے بڑھتے تو داہنی طرف احد پہاڑی کا سلسلہ نظر آیا۔

اب ہم مدینہ منورہ سے باہر آ گئے ہیں، لیکن دل وہیں لگا ہوا ہے، دل کو یہ یقین دلا رہا ہوں کہ انشاء اللہ یہاں پھر حاضری ہوگی، اور بار بار اس شہر کی زیارت کرنی ہے، اللہ تعالیٰ اس نیت وخواہش کو شرف قبولیت سے نوازے:

مدینہ جاؤں، پھر آؤں، دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

ذوالحلیفہ

ذوالحلیفہ مدینہ والوں اور اس سمت سے آنے والوں کی میقات ہے، سوا پانچ بجے کے قریب ذوالحلیفہ کی میقات پر پہنچے، یہاں عصر کی نماز پڑھی، اس کے بعد غسل کیا، مغرب کی نماز جماعت سے پڑھی، اور پھر میں نے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ ہم لوگ عشاء کی نماز فوراً جماعت سے پڑھ لیتے ہیں، پتہ نہیں راستہ میں کیا صورت حال ہو۔ ہم نے نماز شروع کی تو اچھی خاصی جماعت ہوگئی، نماز کے بعد عمرہ کی نیت کرتے ہوئے لبیک پڑھنی شروع کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ، وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ، لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

ذوالحلیفہ سے روانگی

ذوالحلیفہ سے ہم سات بجے شام کو نکلے، ذوالحلیفہ سے مکہ مکرمہ کی مسافت 416 کلومیٹر ہے، تلبیہ کہتے ہوئے بڑا لطف آ رہا تھا کہ اس پرسکون فضا میں توحید کی آواز کس طرح گونج رہی ہے، اور فرشتے اس تلبیہ میں ہمارے ہمنوا ہی نہیں

بلکہ ہم پر رشک کناں ہیں،: لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ

ذوالحلیفہ سے روانگی سے چند کلومیٹر پر بدر کا نشان نظر آیا، ساڑھے نو بجے کے قریب ایک جگہ سروس پر رکے، جن ساتھیوں نے عشاء نہیں پڑھی تھی، اب انہوں نے نماز ادا کی، سروس سے ہم لوگ دس بجکر بیس منٹ پر روانہ ہوئے۔

ایک کرامت

بس پر بیٹھتے وقت ہمارے ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے والد کی جانب سے حج کر رہا ہے، جو ابھی حال میں فوت ہوئے تھے، یہ لوگ قاہرہ کے قریب منصورہ کے رہنے والے ہیں، اس ڈرائیور نے اپنے والد مرحوم کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، لیکن مصحف شریف کھولتے تو پڑھنے لگتے، قرآن کریم کے علاوہ کوئی چیز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ انتقال سے پہلے شہادتین کے بعد ان کا آخری لفظ تھا: "مَن یُّحیی العظامَ وَھِیَ رَمِیْم"

مکہ مکرمہ کا سفر

ہم تلبیہ وتکبیر کہتے ہوئے مستانہ وار چلے جا رہے ہیں ہمارا رخ اس محترم شہر کی طرف ہے جہاں توحید کا سب سے پرانا مرکز ہے، وہ گھر جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادہ اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کی تاریخ مربوط ہے، ہم خدا کے اس گھر کی طرف رواں دواں ہیں جہاں ہر طرف فرشتوں کا ہجوم ہے، جہاں خدا کی رحمت کی ہمہ وقت بارش ہوتی ہے، اس سفر کی لذات میں ہم اس طرح محو ہیں کہ نہ نیند کی پرواہ ہے نہ سفر کی صعوبتوں کا خیال:

ٹھوکریں کھاتا ہوں لیکن جا رہا ہوں سوئے دوست
دیکھتا ہی کچھ نہیں میں اس سفر کے سامنے

ڈرائیور نے گاڑی میں ٹیپ چلائی جس میں بڑی اچھی آواز میں کسی کی عربی میں تقریر آرہی ہے، وقتاً فوقتاً تلبیہ کی آواز بھی گونج رہی ہے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لاشَرِیْکَ لَکَ۔ سفر کے ساتھی اس تقریر اور تلبیہ وتکبیر کی لذت سے سرمست ہیں:

گوش گل کو نالہ مرغ خوش الحاں چاہئے
ناقۂ لیلیٰ کو مجنوں ساحدی خواں چاہئے

مرکز الحجاج

رات کے ڈیڑھ بجے کے قریب ہم مکہ مکرمہ کے باہر مرکز الحجاج پر پہنچے، میں نے اور مشتاق صاحب نے اتر کر یہاں کی مسجد کا رخ کیا، وضو کیا اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی، یہاں کارروائی میں بہت جلدی ہوئی، ہم لوگ لوٹ کر آئے تو بس اپنی جگہ نہیں تھی، ڈرائیور کچھ آگے ہم لوگوں کا انتظار کر رہا تھا، وہاں سے روانہ ہوئے تو دو بجے کے قریب مسجد عائشہ کے پاس سے گزرے جہاں عمرہ کے لئے احرام باندھنے والوں کی ایک جماعت نظر آئی، اب ہر طرف مکہ مکرمہ کے مکانات نظر آرہے ہیں اور ہم لوگوں کا تلبیہ جاری ہے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لاشَرِیْکَ لَکَ

مکہ مکرمہ میں داخلہ

(6 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 7 فروری 2003ء بروز جمعہ)

جمعہ کی صبح تقریباً تین بجے ہم لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تھوڑی ہی دیر میں اپنی رہائش قصر الوقاد کی نویں منزل میں پہنچے، بہت اچھی رہائش ہے۔ صاف ستھرا ہوٹل ہے، سامان مرتب کرنے میں کچھ وقت لگ گیا، ہم چاہتے تھے کہ فجر کی نماز سے پہلے عمرہ سے فارغ ہو جائیں، لیکن رہائش سے نکلتے پانچ بج گئے، اتنا ہجوم تھا کہ دشواری کے باوجود ہمیں اندر جا کر طواف کرنے کا امکان نظر نہیں آیا۔ اب اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا کہ جس کو جہاں جگہ ملے وہیں فجر کی نماز پڑھ لے، ہمارے ساتھ خواتین بھی تھیں، ان کی وجہ سے مناسب جگہوں کی تلاش کرنا آسان نہیں تھا، بہرحال کسی طرح جگہ مل گئی اور تقریباً چھ بجے فجر کی نماز بجماعت ادا کی، اس سفر میں یہ حرم شریف کی پہلی نماز تھی۔

نماز کے بعد ہم لوگ پھر اکٹھے ہوئے، اب نماز سے واپس ہونے والوں کا ہجوم تھا، اور طواف وعمرہ کے لئے حرم شریف کے اندر داخل ہونے والوں کی بھیڑ۔ ساتھیوں کو اچھی خاصی زحمت پیش آئی، اور یہ تقریباً ناممکن ہو گیا کہ ہم لوگ طواف میں ایک ساتھ رہیں، صوفی حبیب صاحب اور ان کی اہلیہ خصوصی تعاون کے ضرورتمند تھے، میں ان کے ساتھ چلا گیا، اور تیسری منزل میں اوپر جا کر ہم نے طواف اور سعی کی، اوپر کی منزل سے کعبہ کو دیکھ رہے ہیں، وہ حسن و جمال جو بیان سے باہر، اور فدائیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس سماں کی کشش میں مزید اضافہ کر رہا ہے، دل چاہ رہا ہے کہ محبوب کے گھر پر اپنی جان فدا کر دیں۔

کمال جوش جنوں میں رہا میں گرم طواف
خدا کا شکر سلامت رہا حرم کا غلاف

اللہ تعالیٰ کی ذات ادراک سے ماورا ہے، لیکن پھر بھی ہر چیز سے وہ عیاں ہے، اس نے ایمان والوں کے دل کا رخ صحیح کرنے کے لئے کعبہ کی نعمت عظمیٰ سے ان کو نوازا ہے:

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب عمرہ سے فارغ ہوئے، راستہ میں ایک جگہ حلق کرایا، رہائش پر پہنچ کر غسل کیا۔

والدین سے ملاقات

آج جمعہ کا دن ہے، حاجیوں کا سارا مجمع مکہ مکرمہ میں اکٹھا ہے، جمعہ کے لئے آنے والوں کا ازدحام مستزاد، جب ہم نو بجے کے قریب عمرہ کر کے واپس ہو رہے تھے دیکھا کہ جمعہ کی نماز کے لئے لوگ جا رہے ہیں، اس لئے یہ سمجھ میں آ گیا کہ اب آرام کرنا ممکن نہیں، حالانکہ رات بھر نہ سونے کی وجہ سے نیند کا بہت غلبہ تھا۔ میں نے سوچا کہ بجائے اس کے کہ کمرہ میں بیٹھ کر جمعہ کا انتظار کروں، چلوں والدین کو تلاش کر کے ان سے مل لوں۔ باب الملک عبدالعزیز پر پہنچا، اور وہاں سے سیدھے مسفلہ کے لئے چلا، تھوڑی تلاش کے بعد والدین کی رہائش مل گئی، ملکر بڑی خوشی ہوئی، میری اہلیہ نے ان کے لیے حلوہ اور ختہ تیار کیا تھا، اس سے ان کو بڑی خوشی ہوئی، ایک تو اس لئے کہ اتنی دور سے ان کے لیے کوئی چیز آ رہی ہے، دوسرے یہ کہ یہ چیزیں ان کے منیٰ کے قیام کے دوران کام آئیں گی۔ میرے اوپر نیند کا غلبہ تھا، لیکن سوچا کہ جمعہ سے پہلے نہیں سوؤں گا۔ وہیں کھانا کھایا اور تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گیا۔ لیکن سویا نہیں۔

جمعہ کی نماز

پونے بارہ بجے ہم جمعہ کی نماز کے لئے نکلے، والدین کی رہائش کے قریب

مسفلہ کے آخر میں جگہ ملی، تھوڑی دیر سایہ میں تھے، پھر دھوپ بڑھ گئی، دھوپ کی شدت تھی، تقریباً ایک بجے جمعہ کی نماز شروع ہوئی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں والدین کی رہائش پر آ کر لیٹ گیا، فوراً نیند آ گئی۔

شیخ عبداللہ التلیدی کی خبر

عصر کے وقت اٹھ کر نماز پڑھی اور چائے پی، اب تازگی محسوس ہو رہی تھی، اپنے دوست شیخ مجد مکی کو فون کیا، ان سے معلوم ہوا کہ سید عبداللہ التلیدی حج کے لئے تشریف لائے ہیں، اور اجیاد میں فندق البرکۃ میں مقیم ہیں، میں نے مجد مکی سے شیخ عبدالرحمٰن الکتانی کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے بتایا کہ ابھی تک شیخ عبدالرحمٰن الکتانی کا پتہ نہیں چلا، ہماری فکر میں اضافہ ہو رہا تھا کہ شیخ کتانی سے ملاقات کا یہ زریں موقع کہیں ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

فون کے بعد والدین کی رہائش پر آیا۔ انہوں نے کہا کہ اب میں ان کے ساتھ کھانا کھا کر کہیں جاؤں، مغرب کی نماز کے بعد ہم لوگوں نے کھانا کھایا، اس کے بعد میں نے وضو کیا، اور ارادہ کیا کہ حرم شریف میں عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی رہائش پر جاؤں گا اور تیار ہو کر نکلوں گا، شیخ تلیدی سے ملنے کے بعد طواف کروں گا، پھر آ کر سو جاؤں گا۔ حرم شریف آیا، باب الملک فہد سے حرم شریف میں داخل ہونا چاہا کہ چل کر طواف کر لوں، لیکن بھیڑ کی وجہ سے پولیس والوں نے اندر نہیں جانے دیا، مجبوراً دروازہ کے پاس بیٹھ گیا، کچھ نفل نمازیں پڑھیں، پھر پونے آٹھ بجے کے قریب عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، وتر پڑھنے کے بعد رہائش پر آ گیا، اور ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد میرے ساتھی بھی آ گئے، میں نے کہا کہ جس کے اندر ہمت ہو چلے اور طواف کر لے، ساتھی تھکے ہوئے تھے، ہمت نہ کر سکے، میں نے وضو کیا، اور نکل پڑا، پہلے فلاق البرکۃ گیا، اور شیخ عبداللہ التلیدی سے ملاقات کی۔

شیخ عبداللہ التلیدی سے ملاقات

شیخ عبداللہ التلیدی مراکش کے بڑے علماء اور صوفیہ میں سے ہیں، ان کے علم وفضل کی لوگ تعریف کرتے رہتے ہیں، ان کے شیوخ میں حافظ احمد بن الصدیق الغماری، عبداللہ بن الصدیق الغماری، عبدالعزیز بن الصدیق الغماری، علامہ محمد الباقر الکتانی، علامہ محمد الشاذلی النیفر، شیخ محمد یٰسین الفادانی وغیرہ ہیں۔ کئی سالوں سے مکاتبۃ میں میں نے ان سے اجازت لی تھی 118 انہوں نے مجھ سے ایک خط میں اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں ان کے لئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے اجازت حاصل کروں۔ میں نے ان کے لئے اجازت لی اور ''نفحات الهند'' کی ایک کاپی ان کے لئے روانہ کردی۔ آج تقریباً دس بجے کے قریب فندق البرکۃ پہنچا، شیخ تلیدی سے ملاقات کی، اور اپنی پچھلی خط وکتابت کا حوالہ دیا، تو انہوں نے فوراً پہچان لیا۔

مسلسل بالاولیۃ کا سماع

میں نے شیخ سے عرض کیا کہ سب سے پہلے مجھے آپ سے الحدیث المسلسل بالاولیۃ سننی ہے، شیخ نے فرمایا: اعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله ﷺ: الراحمون يرحمهم الرحمن تبارك وتعالیٰ، ارحموا من فی الارض يرحمكم من فی السماء ''هذا الحديث رويته عن جماعة، منهم السيد الحافظ احمد بن محمد بن الصديق الغماری، وشقيقاه عبدالله وعبد العزيز، ومحمد الباقر الكتانی، والشيخ محمد زكريا

118 اجازت نامہ پر 29 رجب سنہ 1418ھ تاریخ درج ہے۔

الكاندهلوی، والشيخ المسند محمد ياسين الفادانی، وآخرين مسلسلا الى سفيان بن عيينة 119

کاروان مدینہ

شیخ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا سے بہت محبت ہے، میں ان سے ملاقات نہ کرسکا، ان کی کتاب ''الطريق الی المدينة'' (اس کا اردو ترجمہ کاروان مدینہ کے نام سے ہے) سے

119 أخبرنی المحدث الكبير العالم الصوفی الشيخ السيد ابو الفتوح عبداله التليدی فی بلد الله الحرام يوم الجمعة سادس ذی الحجه سنة 1423ھ، وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنی العلامة الحافظ احمد بن محمد بن الصديق الغماری، وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنی امين بن محمد سويد الدمشقی الحنفی. وهو أول حديث سمعته منه، قال أخبرنی العلامة ابو المحاسن القاوقجی، وهو أول حديث سمعته منه، قال: اخبرنی عبد القادر بن احمد الكوهن، وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنی ابوزيد عبدالرحمن بن احمد الصديقی، وهو أول حديث سمعته منه قال اخبرنی صالح بن محمد العمری دهو أول حديث سمعته منه عن محمد بن سنة، وهو أول حديث سمعته منه عن الشريف محمد بن عبدالله، وهو أول حديث سمعته منه عن محمد بن اركماش، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا به الحافظ أبو الفضل أحمد ابن حجر العسقلانی، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا به الحافظ أبو الفضل عبدالرحيم بن لحسين العراقی، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم الميدومی، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنی أبو الفرج عبداللطيف بن عبدالمنعم الحرانی، وهو أول حديث سمعته منه قال: أخبرنا الحافظ أبو الفرج عبدالرحمن بن علی ابن الجوزی، وهو أول حديث سمعته منه قال: اخبرنا الامام ابو سعد أسماعيل بن أبی صالح أحمد بن عبدالملک النيسابوری، وهو أول حديث سمعته منه قال: أخبرنا والدی الإمام أبو صالح أحمد بن عبدالملک المؤذن، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا أبوطاهر محمد بن محمد بن محمش الزيادی، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا أبو حامد أحمد بن محمد بن يحيیٰ بن بلال البزاز، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا عبدالرحمن بن بشر بن الحكم، وهو أول حديث سمعته منه عن عمرو بن دينار، عن أبی قابوس مولی عبدالله بن عمرو بن العاص، عن عبدالله بن عمرو، رضی الله عنهما، أن رسول الله ﷺ قال: ''الراحمون يرحمهم الرحمن تبارک وتعالیٰ، ارحموا من فی الأرض يرحمكم من فی السماء۔

بہت متاثر ہوا، اور اس کو پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی، اس کتاب کو پڑھنے سے اندازہ ہوا کہ مولانا بہت صاحب ذوق اور متمکن تھے۔ رحمہ اللہ

شیخ محمد بن علوی مالکی

شیخ تلیدی سے میں نے السید محمد بن علوی المالکی کے متعلق دریافت کیا، شیخ نے فرمایا کہ ان سے ملاقات کرو، وہ تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے، شیخ نے مجھے ان کا پتہ بتایا اور فون نمبر بھی دیا، خواہش ہے کہ مکہ کے قیام کے دوران سید محمد بن علوی سے پوری مؤطا پڑھ لوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

شیخ تلیدی کی نصیحت

شیخ سے میں نے عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرمائیں، شیخ نے تقویٰ اور خوف خدا کی وصیت کی، اور فرمایا: نصیحتی مانصح به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اتق الله حيث ماكنت"

چشتیہ سلسلہ

شیخ نے مجھ سے الطریقۃ الچشتیۃ کی تشریح پوچھی، میں نے تھوڑی وضاحت کی اور شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، اور چشتیہ سلسلہ کے دوسرے بزرگوں کی خدمات کو سراہا۔

شاذلیہ سلسلہ

شیخ نے مجھے بتایا کہ وہ "الطريقة الشاذلية" کے پیروکار ہیں، تصوف کا یہ سلسلہ افریقی ممالک میں کافی مقبول ہے، برصغیر میں اس سلسلہ کے بعض بزرگ آئے، لیکن یہ سلسلہ یہاں نہ پھیل سکا، ہاں مختلف علماء و مشائخ کو حج کے دوران اس سلسلہ کے مشائخ سے اجازت حاصل رہی ہے۔

خانہ کعبہ کا طواف

شیخ تلیدی سے رخصت ہونے کے بعد سیدھا حرم شریف آیا، باب الملک عبدالعزیز سے داخل ہو کر الحجر الاسود کی طرف بڑھا، خانہ کعبہ کی عظمت ذہن میں متحضر ہو گئی، طواف شروع کیا، اور لذت و سرمستی سے سرشار ہو گیا، طواف کی اپنی ایک لذت ہے، ہر رنگ و نسل کے لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہیں، اس کے مقدس گھر کا طواف کر رہے ہیں۔ خانہ کعبہ کے حسن و جمال پر نگاہ نہیں ٹکتی۔

ہم دیکھ کر بھی دیکھ سکیں حسن یار کو
اتنی طویل فرصت نظارگی کہاں

يذيدك وجهه حسنا اذا مازدته نظرا

طواف سے فارغ ہونے کے بعد قریب ہی دو رکعت نماز ادا کی، پھر نیچے جا کر زمزم کا پانی پیا اور اس سے اپنا چہرہ دھویا، تقریباً ساڑھے گیارہ بجے رہائش پر پہنچا۔

مکہ مکرمہ میں دوسرا دن

(7 ذی الحجہ 1423ھ، مطابق 8 فروری 2003ء بروز سنیچر)

سفر کی تھکان، اور کل کی مشغولیت کی وجہ سے بڑی گہری نیند آئی، ہم لوگ دیر سے اٹھے، اور بڑی محرومی رہی کہ حرم شریف کی جماعت نہیں ملی، رہائش پر ہی فجر کی نماز باجماعت ادا کی، اور میں ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔

علماء کا مرض

میں ڈائری لکھنے میں مصروف تھا، اور ساتھی محو گفتگو کہ منظور صاحب نے یہ شکوہ کیا کہ علماء دنیا کمانے میں لگے ہیں اور مسلمانوں کو جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے، میں نے جزئی طور پر ان سے اتفاق کیا کہ اگر علماء کے اندر حب مال وحرص نہ ہو، ان کے قلوب جاہ طلبی سے پاک ہوں، تقویٰ اور پرہیزگاری ان کا شیوہ ہو، اور ان کی نگاہیں آخرت پر لگی ہوں، تو مسلمانوں کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مال اس امت کا مرض ہے، اور عالم اس امت کا معالج، اگر عالم مرض کو اپنے اوپر مسلط کر لے، تو پھر لوگوں کا علاج کون کرے گا؟[120] اللہ تعالیٰ مجھے تقویٰ اور پرہیزگاری نصیب فرمائے۔

تونے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے — حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق — جو تجھے حاضر وموجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست — زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے — فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی — جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

120۔ سیر اعلام النبلاء، 243/7۔

ہند میں حکمت دیں کوئی کہاں سے سیکھے — نہ کہیں لذت کردار، نہ افکار عمیق
حلقہ شوق میں وہ جرأت اندیشہ کہاں — آہ، محکومی و تقلید و زوال تحقیق
خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں — ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب — کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

طواف

تقریباً دس بجے ہم لوگ طواف کے لئے نکلے، مشتاق صاحب، صوفی حبیب صاحب، اور میں نے ایک ساتھ طواف کیا، طواف کے دوران ہم خانہ کعبہ سے بہت قریب تھے، اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف جس طرح لوگوں کے دل مائل ہیں، اور لوگ جس طرح تسبیح وتقدیس واستغفار کر رہے تھے اس کے احساس سے ایک عجیب لذت کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی، طواف کے بعد ہم لوگوں نے ملتزم کو مس کیا۔ اور دعائیں کیں:

کاش سجدے میں دم نکل جائے — پھر ترا آستاں ملے نہ ملے

طواف کے دوران ہم مقام ابراہیم کے پاس آگئے، لوگ اس کا استلام کر رہے تھے، میں نے ساتھیوں سے کہا کہ مقام ابراہیم کا استلام چونکہ سنت سے ثابت نہیں ہے اس لئے ہمیں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کرنا چاہیئے [121] طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کی۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد میں والدین سے ملاقات کے لئے چلا گیا، وہاں کھانا کھایا، ظہر کی نماز پڑھی، پھر آکسفورڈ فون کیا، سب سے بات کر کے بڑی خوشی ہوئی، حسنی سے بات نہیں ہوسکی جس کا افسوس ہو رہا ہے، فاطمہ نے خوشی سے بات کی لیکن مریم رو رہی تھی، مریم کے رونے کی آواز سن کے طبیعت پریشان ہوگئی۔

121۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کو دونوں یمنی گوشوں کے علاوہ بیت اللہ کے کسی حصہ کا استلام کرتے نہیں دیکھا۔ (سنن ابوداود، کتاب المناسک، باب استلام الارکان)۔

اللہ تعالیٰ مناسک کو اچھی طرح ادا کرنے اور سب سے بخیر ملاقات کی توفیق دے۔

اس کے بعد اپنے دوست شیخ مجد مکی کو فون کیا ابھی وہ مکہ مکرمہ نہیں پہنچے تھے، طے ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد مستشفیٰ اجیاد کے سامنے ملاقات ہوگی، عصر کی نماز حرم شریف میں پڑھی، کچھ پہلے آ گیا تھا، اس لئے تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دی، حرم شریف کے اندر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کتنی بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ بار بار یہ نعمت نصیب فرمائے۔ آمین

شیخ مجد بن احمد مکی

نماز کے بعد شیخ مجد مکی سے ملاقات ہوئی، ہم لوگ ٹیکسی سے چلے، وہ مجھے مکہ مکرمہ کے مسند و محدث شیخ عبدالفتاح راوہ سے ملاقات کرانے کے لئے جا رہے تھے، راستہ میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں الحدیث المسلسل بالاولیۃ کی ان کو اجازت دوں، میں نے معذرت کی لیکن ان کا اصرار میری معذرت پر غالب آ گیا، میں نے حدیث پڑھی: باسنادی المتصل 122 الی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ ﷺ الراحمون یرحمهم الرحمن تبارک وتعالیٰ، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

شیخ مجد مکی نوجوان عالم ہیں، اور میرے دوست ہیں، ان سے میری واقفیت میرے دوست محمد الرشید کے توسط سے ہے، انہوں نے مجھے اس سے پہلے اجازت دی ہے 123 آج انہوں نے اپنی سند سے حدیث الرحمۃ المسلسل بالاولیۃ سنائی، اس کی

---

122 مسلسل بالاولیۃ کا سماع مجھے بہت سے شیوخ سے حاصل ہے، یہاں ان تمام سندوں کے ذکر کی گنجائش نہیں، اس حدیث کی روایت کے لئے میری اعلیٰ سند شیخ عبدالرحمن الکتانی، شیخ عبدالفتاح راوہ، شیخ عبداللہ الناخبی وغیرہ کے واسطوں سے ہے، چونکہ ان کی سندیں آئندہ آ رہی ہیں، اس لئے یہاں ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

123 یہ اجازت "الدلیل المشیر" کے سرورق پر موجود ہے، افادہ عام کی خاطر اسے یہاں نقل کرتا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمدللہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی سیدالاولین والآخرین، سیدنامحمد وآلہ وصحبہ اجمعین، وبعد: فالی الاخ البحاثۃ النابہ الناقد الطلعۃ لارحلۃ الاستاذ محمد اکرم الندوی زادہ اللہ توفیقا، الذی دلت کتاباتہ علی علم عمیق وبحث دقیق، اسال اللہ سبحانہ لہ المزید من التوفیق. وقدطلب منی اخی المسند المؤرخ البحاثۃ الشیخ محمد الرشید ان اجیز کم بما اجازنی بہ شیوخی مما تحملتہ عنهم من روایۃ ودرایۃ، وفی مقدمتهم: سیدی العلامۃ الشیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمہ اللہ تعالیٰ، ومفتی الدیار المصریۃ الشیخ حسنین محمد مخلوف، والسیدعبداللہ بن الصدیق الغماری، والسیدعبد العزیز بن الصدیق الغماری، والشیخ احمد مشهور الحداد الباعلوی، والسید عبدالقادر السقاف، والسید ابوبکر عطاس الحبشی، والشیخ عبداللہ بن سعید اللحجی، والشیخ محمد یاسین الفادانی، والشیخ حبیب الرحمن الاعظمی، والشیخ اسماعیل الانصاری،

اجازت ان کو متعدد شیوخ سے حاصل ہے، انہوں نے خاص طور سے ان شیوخ کے نام لئے: شیخ عبداللہ بن محمد الصدیق الغماری، شیخ عبدالعزیز بن محمد الصدیق الغماری، شیخ محمد یاسین الفادانی، شیخ محمد الشاذلی النیفر، شیخ مصطفیٰ الزرقاء 124 شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، شیخ عبدالقادر بن کرامۃ اللہ البخاری۔

شیخ مجد مکی کے دوسرے شیوخ میں سے شیخ عبداللہ اللحجی، اسماعیل عثمان الزیت الیمنی، شیخ حسنین مخلوف، مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی، اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندھلوی ہیں، آخر الذکر سے سلسلہ چشتیہ کی بھی اجازت حاصل ہے۔

جنۃ المعلاۃ

ہم لوگ ٹیکسی سے شیخ عبدالفتاح راوہ کے مکان کی طرف جارہے تھے، کہ راستہ میں شارع غذہ پر مسجد جن کے قریب مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان جنۃ المعلاۃ سے گذر ہوا۔ یہاں بہت سے صحابہ کرام، تابعین عظام، فقہاء ومحدثین، اولیائے امت آرام فرما ہیں، یہیں پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی مدفون ہیں، ہم نے فاتحہ پڑھ کر دعائیں کیں۔

(بقیہ حاشیہ نمبر 123) والشیخ زکی ابراھیم رحمھم اللہ تعالیٰ. ومنھم ایضا: الشیخ ابوالحسن الندوی، والشیخ محمد عوامة، والشیخ عبداللہ التلیدی، والشیخ محمد علی المراد، والشیخ محمد علوی المالکی، وغیرھم کثیر حفظھم اللہ وبارک فی حیاتھم. وارجو اخی الکریم المکرم اکرم الندوی حفظہ اللہ ان لاینسانی من دعواتہ الصالحة فی اوقاتہ الرابحة واللہ یتولاکم ویرعاکم. من محبکم مجد بن احمد مکی 1 رمضان المبارک 1419ھ۔

124۔ شیخ زرقاء کو حدیث رحمت کا سماع شیخ محمد بدرالدین حسنی اور شیخ عبدالحی الکتانی سے ہے۔

شیخ عبدالفتاح راوہ کی خدمت میں

ساڑھے پانچ بجے کے قریب ہم شیخ عبدالفتاح راوہ کی خدمت میں پہنچے، شیخ سے مجھ کو پہلے سے اجازت حاصل ہے، لیکن آج مشافہۃً ملاقات کا موقع ملا ہے، شیخ معمر ہیں، اور بہت اونچا سنتے ہیں، شیخ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں سنہ 1334ھ کی ہے، شیخ کے کبار شیوخ میں محدث الحرمین الشریفین علامہ عمر حمدان المحرسی، علامہ محمد علی بن حسن المالکی اور شیخ ابراہیم الخزامی ہیں، انہوں نے میرے لئے اپنے ہاتھ سے حدیث الرحمۃ المسلسل بالاولیۃ 125 لکھی اور اجازت عامہ دی۔

125 شیخ کو مسلسل بالاولیۃ کی اجازت متعدد شیوخ سے ہے، یہاں شیخ کی اہم ترین سند درج کی جاتی ہے: اخبرنی المحدث الکبیر العالم المعمر الشیخ عبدالفتاح بن حسین راوہ المکی فی بلد اللہ الحرام یوم السبت سابع ذی الحجہ سنة 1423ھ، وھو اول حدیث سمعتہ منہ، قال: أخبرنی العلامة محدث الحرمین الشیخ عمر بن حمدان المحرسی، وھوأول حدیث سمعتہ منہ، قال حدثنی العلامة السید محمد ابوالنصر الخطیب الدمشقی. وھو أول حدیث سمعتہ منہ قال: حدثنی محدث الدیار السوریة سیدی الوالد الشیخ عبدالقادر الخطیب بن الشیخ صالح بن الشیخ عبدالرحیم، وھو أول حدیث سمعتہ منہ قال: حدثنا شیخ علماء دمشق ابومحمد الشیخ حلیل الخشة، وھوأول حدیث سمعتہ منہ قال: حدثنی العلامة الشیخ محمد خلیل الکاملی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ، قال: حدثنی شیخ علماء الحدیث بالدیار الشامیة العلامة الشیخ اسماعیل الجراحی العجلونی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ قال: حدثنا شیخنا العارف باللہ تعالیٰ سیدی الشیخ عبدالغنی النابلسی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ قال: حدثنا الحافظ نجم الدین محمد الغزی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ، قال: حدثنا والدی العلامة بدر الدین محمد الغزی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ، قال: حدثنا شیخ الاسلام القاضی ابویحیٰی زکریا بن محمد الانصاری، وھوأول حدیث سمعتہ منہ، قال: حدثنا بہ الحافظ أبوالفضل أحمد ابن حجر العسقلانی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ قال: حدثنا بہ الحافظ، أبوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ،قال: حدثنا أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراھیم المیدومی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ قال: حدثنی أبو الفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرنی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ، قال: أخبرنا الحافظ أبو الفرج عبدالرحمن بن علی ابن الجوزی، وھو أول حدیث سمعتہ منہ قال: أخبرنا الإمام أبو سعد أسماعیل بن أبی صالح أحمد بن عبدالملک النیسابوری، وھو

میں نے شیخ کی خدمت میں "نفحات الهند، پیش کی، شیخ نے اجازت کے ساتھ اپنی ثبت کتاب المصاعد الروایۃ عنایت کی 126 اس ثبت کا مجھے بہت دنوں سے اشتیاق تھا، شیخ سے اجازت حاصل کرنے پر بڑی خوشی ہوئی، شیخ نے دوبار ہمارے لئے دعا بھی کی، شیخ چونکہ کافی اونچا سنتے ہیں، اس لئے مغرب کی اذان بھی نہیں سنی، اور ہماری کوشش کے باوجود وقت سے ان کے پاس سے نکلنے کا موقع نہ مل سکا، اور مغرب کی جماعت چھوٹ گئی۔

شیخ نے بتایا کہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے تدبیجا اجازت لی ہے یہ ان کے لئے بڑی عزت اور سند کی بات ہے کہ شیخ جیسا حافظ وقت ان سے اجازت لے۔

شیخ عبدالفتاح راوہ کی اہم سند شیخ عمر حمدان المحرسی سے ان کی روایت ہے۔

شیخ کے پاس سے نکلنے میں دیر ہوگئی، بڑی مشکل سے ایک ٹیکسی ملی، چونکہ آج حاجیوں کی منیٰ کے لئے روانگی ہے اس لئے حرم کے راستے بند تھے، ٹیکسی والے نے مجھے راستہ میں اتار دیا، یہ جگہ حرم سے دور تھی، اور سامنے انسانوں کا سمندر، چلنا مشکل، بڑی صعوبتوں کے بعد حرم شریف تک پہنچا، باب بنی شیبہ کے قریب مغرب کی

(بقیہ حاشیہ نمبر 125) أول حديث سمعته منه قال: أخبرنا والدي الإمام أبوصالح أحمد بن عبدالملك المؤذن، وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثنا الأستاذ أبوطاهر محمد بن محمد بن محمش الزيادي، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا أبوحامد أحمد بن محمد بن يحيى بن بلال البزاز، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا عبدالرحمن بن بشر بن الحكم، وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثنا سفيان بن عيينة، وهو أول حديث سمعته منه، عن عمرو بن دينار، عن أبي قابوس مولى عبدالله بن عمرو بن العاص، عن عبدالله بن عمرو، رضي الله عنهما، أن رسول الله ﷺ قال: "الراحمون يرحمهم الرحمن تبارك وتعالىٰ، ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء."

126 اجازت کے الفاظ ہیں: أقول، أنا عبدالفتاح بن حسين راوه المكي قد حضر إلى الأستاذ الشيخ محمد أكرم الندوي مع رفيقه مجدمكي، وسمع مني الحديث المسلسل بالأولية، وقد أجزته بثبتي "المصاعد الرواية" مكة المكرمة 7 ذي الحجة 1423ھ عبدالفتاح۔

نماز پڑھی، اور رہائش کی طرف چل پڑا، یہ ممکن ہے کہ آج ہی ہم لوگوں کو منیٰ کے لئے روانہ ہونا پڑے، ساڑھے سات بجے کے قریب رہائش پر پہنچا، یہاں ساتھیوں میں سے کوئی نہیں تھا، لگ رہا ہے کہ ساتھیوں نے احرام باندھ لیا ہے، اور آج ہی منیٰ روانگی ہے، مجھے کچھ خبر نہیں ہے، اس لئے ان کے انتظار میں بیٹھا ہوں، ان کے آنے کے بعد اگر یہ معلوم ہوا کہ آج رات منیٰ میں گزارنی ہے تو جلدی جلدی نہادھو کر تیاری کرنی ہوگی، اور منیٰ کے لئے سامان پیک کرنا ہوگا، حاجیوں کا اتنا ہجوم ہے، اس لئے منیٰ تک پہنچنے میں کئی گھنٹے لگ سکتے ہیں، خواہش ہے کہ منیٰ کل جانا ہو۔

ساتھیوں نے بتایا کہ ایجنٹ نے کہا تھا کہ شام کو سات بجے منیٰ جانا ہوگا، ہم لوگ رات کے گیارہ بجے تک انتظار کرتے رہے لیکن منیٰ لے جانے کے لئے بس نہیں آئی، اس دوران ہم نیچے بازار میں کھانے کے انتظام کے لئے گئے، راستہ میں مجھے مولوی اکبر شریف ندوی اور ندوہ کے کچھ اور ساتھی نظر آئے، اکبر شریف آگے بڑھ گئے تھے، اس لئے ان سے ملاقات نہ ہوسکی، میں نے کہا کہ اب حج کے بعد ملیں گے۔

ہم کھانا لے کر آئے اور کھانے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے رہے، پھر طے ہوا کہ ہم لیٹ جائیں، جب بس آئے گی پھر اٹھیں گے، رات کو ایک بجے کسی نے آکر جگایا کہ بس آگئی ہے، اب منیٰ کے لئے روانہ ہونا ہے، ہم لوگ اٹھے، غسل کیا اور حج کی نیت کے ساتھ لبیک شروع کی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ، وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ، لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ رِضَاکَ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ، جب نیچے اترے تو معلوم ہوا کہ بسیں بھر گئی تھیں اور اب دوبارہ لوٹ کر دیر سے آئیں گی، ہم دوبارہ آکر لیٹ گئے، پھر فجر کے لئے اٹھے، وضو کیا اور حرم شریف میں تہ خانہ میں فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، نماز کے بعد زمزم کا پانی پیا اور رہائش کی طرف واپس آگئے۔

یوم الترویۃ

(8ذی الحجہ 1423ھ مطابق 9فروری 2003، بروز اتوار یوم الترویہ)

منیٰ حرم کے حدود کے اندر مکۃ المکرمہ سے مشرق کی جانب پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک وادی کا نام ہے جہاں حاجیوں کو 8ذی الحجہ سے 13ذی الحجہ تک چار پانچ دن قیام کرنا ہوتا ہے، حج افراد اور حج قران والوں کے احرام تو پہلے سے بندھے ہوں گے، حج تمتع کرنے والے اور حدود حرم اور حدود میقات کے اندر رہنے والے منیٰ روانگی سے پہلے احرام باندھتے ہیں، 8ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ سے منیٰ روانہ ہونا ہوتا ہے، پانچ نمازیں یعنی 8ذی الحجہ کو ظہر، عصر، مغرب عشاء، اور نویں ذی الحجہ کو فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنی ہوتی ہے، بھیڑ سے بچنے کے لئے بہت سے لوگ 7ذی الحجہ کی شام ہی کو منیٰ روانہ ہو جاتے ہیں۔

ہم لوگ فجر کی نماز کے بعد سے اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کب منیٰ کے لئے نکلنا ہوگا، ہلکا سا ناشتہ کیا، ہمارے ساتھی علی اصغر صاحب بیمار ہیں، ساتھیوں کو بڑی فکر ہے، لیکن ابھی تک مکہ مکرمہ سے منیٰ جانے کے لیے بس نہیں آئی، اس لئے ہم تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گے، میں تقریباً نو بجے سو کر اٹھا۔

انتظار کے دوران قرآن کریم کی تلاوت میں لگ گیا، اور دیکھا کہ ساتھی باتوں میں مشغول ہیں تو سورہ حج کی تلاوت اور ترجمہ شروع کر دیا۔ درمیان میں تھوڑی سی تفسیر بھی کرتا رہا۔ اللہ اس عمل کو قبولیت سے نوازے۔

میں، صوفی حبیب صاحب اور مشتاق صاحب نیچے اترے، میرا ارادہ پوسٹ کارڈ خریدنے کا تھا، تاکہ سارے بچوں کے نام ایک ایک کارڈ بھیج دوں، دکانوں کا چکر لگاتا رہا لیکن کوئی کارڈ نہ مل سکا، پھر ایک جگہ رک کر ہم لوگوں نے چائے پی۔ چائے پی

کر ہوٹل کی طرف لوٹے، حاجی مشتاق اور صوفی حبیب صاحب کمرہ کی طرف بڑھے، اور میں دوسری طرف بازار میں نکل گیا کہ شاید کہیں کارڈ مل جائیں، لیکن کامیابی نہ ہوئی، میں جب واپس آیا تو بس آچکی تھی، بس میں کھڑے ہونے کی جگہ مل گئی۔

منیٰ کے لئے روانگی

تقریباً گیارہ بجے بس چلی، میں نے اسپیکر پر تلبیہ شروع کیا: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْک اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْک، لَاشَرِیْکَ لَکَ . اور ساتھی میرے تلبیہ پر تلبیہ کہہ رہے تھے۔ ان کے سامنے تلبیہ کے مفہوم کی تشریح کی، کچھ دور چلنے کے بعد میں نے حج کی روح پر گفتگو کی اور توحید ربوبیت و توحید الوہیت کا مفہوم آسان اور دلنشین انداز میں سمجھانے کی کوشش کی۔

ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی وخدائی — نروم من بجز آں رہ کہ تو آں رہ نہ نمائی
ہمہ درگاہ تو جویم ہمہ درگاہ تو پویم — ہمہ توحید تو گویم کہ بتوحید سزائی
تو خداوند یمینی تو خداوند یساری — تو خداوند زمینی تو خدا وند سمائی
تو زن وجفت نہ جوئی نہ خور وخفت خواہی — احدا بے زن وجفتی ملکا کام روائی
نہ نیازت بولادت نہ فرزند تو حاجت — تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی
تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصری — تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی
ہمہ راعیب تو پوشی ہمہ رہ عیب تو دانی — ہمہ را رزق رسائی کہ تو موجود عطائی
نہ بدی خلق تو بودی نبود خلق تو باشی — نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فراشی
نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق — نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بہ پائی
بری از چون وچرائی بری از عجز و نیازی — بری از صورت رنگیں بری از عیب وخطائی

بری از خوردن و خفتن بری از تہمت مردن　　بری از بیم امید بری از رنج و بلائی
تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری　　تو نمائندہ فضلی تو سزاوار ثنائی
نتواں وصف تو گفتن کہ تو در وصف نہ گنجی　　نتواں شرح تو کردن کہ تو در شرح نیائی
احدا لیس کمثلی صمدا لیس بفردی　　لمن الملک تو گوئی کہ سزا وار خدائی
لب و دندان سنائی ہمہ توحید تو گوئی　　مگر از آتش دوزخ بودش زود رہائی

ارض حرم کا تقدس

ہم تلبیہ و تکبیر، ثناء و حمد کے ترانے گاتے ہوئے مستانہ جا رہے ہیں کہ منیٰ کے حدود نظر آ گئے، لیکن ڈرائیور کو ہمارا خیمہ تلاش کرنے میں کافی دیر لگ رہی تھی، اور بعض ساتھی تبصرے کرنے لگے، اور یہاں کے نظام اور مغربی دنیا کے نظام میں تقابل کرنے لگے:

عشرتی گھر کی محبت کا مزا بھول گئے　　کھا کے لندن کی ہوا عہد وفا بھول گئے
نقل مغرب کی ترنگ آئی تمہارے دل میں　　اور یہ نکتہ کہ مری اصل ہے کیا بھول گئے

مجھے اس سے شدید تکلیف ہو رہی تھی، پھر میں نے تلبیہ شروع کیا اور ایک پر جوش تقریر کی کہ حرمین شریفین کا خدا کی نگاہ میں کتنا ارفع و اعلیٰ مقام ہے، اور حضور اکرم ﷺ کو مکہ مکرمہ سے کس قدر محبت تھی، میں نے اسی پر زور دیا کہ مادی ترقیات میں دسرے شہر یہاں سے آگے ہو سکتے ہیں، لیکن رحمۃ الٰہی اور برکات سماوی کا جو نزول یہاں ہو رہا ہے وہ دنیا کے کسی شہر میں بھی نہیں، اس سفر کو غنیمت سمجھیں اور ان نعمتوں کے حصول کی کوشش کریں جو یہاں کا خاصہ ہیں:

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے　　حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم　　حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
ہے دل کیلئے موت مشینوں کی حکومت　　احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

ہم یہاں آ تو گئے ہیں، لیکن شیطان نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقدس مقامات کی قدر کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور یہاں کی برکات سے مستفیض فرمائے۔

معشوق را بدیدہ عشاق بنگرید　　حسن گلاں بچشم عنا دل سپردہ اند
تو وطوبیٰ وما وقامت یار　　فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ایک ساتھی کی طبیعت کی ناسازی

تقریباً ڈیڑھ بجے ہم لوگ اپنے خیمہ کے پاس پہنچے، ہمارے ساتھی علی اصغر صاحب بہت کمزور دکھائی دے رہے تھے، ان کو ایک جگہ بیٹھایا گیا، پھر میں نے اپنا خیمہ تلاش کیا، عورتیں ایک خیمہ میں اور مرد الگ خیمہ میں ٹھہرے اس دوران علی اصغر صاحب بیہوش ہو چکے تھے، ہمیں فکر لاحق ہوئی اور ہماری تشویش میں اضافہ ہوتا گیا، ڈاکٹروں کو بلایا گیا، انہوں ے جانچ کی، ایمبولینس بلائی تا کہ ان کو ہسپتال لے جائیں، میں اور مشتاق صاحب ان کے ساتھ چلنے کے لئے نکلے، لیکن ایمبولینس میں صرف ایک آدمی کی گنجائش تھی اس لئے میں تنہا گیا، مجھے بھوک لگی ہوئی تھی اور ابھی ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی، لیکن یہ احساس کہ ایک مسلمان کی خدمت اہم عبادت ہے بڑی ہمت افزائی کا باعث بنا۔[127]

تھوڑی دیر میں ایمبولینس مستشفیٰ منیٰ الوادی پہنچ گئی، ڈاکٹروں نے معائنہ کیا اور گلوکوز کی بوتل چڑھانا شروع کی مجھے محسوس ہوا کہ یہاں دیر لگے گی، اس لئے

---

127 ایک مرتبہ سفیان سخت بیمار تھے، عبدالرحمن بن مہدی ان کی خدمت کرتے اور جماعت کی نماز چھوڑ دیتے، عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک مسلمان کی تھوڑی دیر خدمت جماعت کی نماز سے بہتر ہے، میں نے عرض کیا آپ نے یہ کس سے سنا ہے، سفیان نے اپنی سند سے عامر بن ربیعہ سے نقل کیا کہ میں کسی مسلمان کی کسی بیماری میں ایک روز خدمت کروں میرے نزدیک ساٹھ سال کی جماعت کی ان نمازوں سے بہتر ہے جن میں تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو (سیر اعلام النبلاء 250/7)۔

ہسپتال کے مصلّی میں نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا، ظہر کی جماعت مل گئی، اور عصر کی نماز الگ سے پڑھ لی، اس کے بعد ہسپتال کے اندر واپس ہوا، تھوڑی دیر کے بعد علی اصغر صاحب کو ایکسرے کے لئے لے جایا گیا، اور جلدی کارروائی مکمل ہو گئی، ڈاکٹروں نے دوائیں دیں اور ہمیں رخصت کیا، ہم لوگ چونکہ منیٰ پہنچتے ہی ہسپتال آ گئے تھے اس لئے مجھے خیمہ کا پتہ نہ چل سکا، اب نئی پریشانی ہوئی، ایک بوڑھے مریض کو لے کر منیٰ میں جگہ تلاش کرنا آسان نہیں تھا، مشکل سے اور کافی دیر سے جگہ ملی، اور تقریباً پانچ بجے اپنے خیمہ میں پہنچا علی اصغر صاحب کو سونے کے لئے لٹا دیا، میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ اور تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گیا، پھر سوچا کہ اب لیٹنا مناسب نہیں ہے، چل کر والدین کو تلاش کرنا چاہیئے۔

والدین کے خیمہ کی تلاش

میں 6 بجے کے قریب والدین کے خیمہ کی تلاش میں نکلا، ان کے معلم کا نمبر معلوم تھا، لیکن خیمہ کا کوئی پتہ نہیں تھا، منیٰ کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک دوڑتا رہا، سیکورٹی والوں، اور ہندوستانی خیموں کے دربانوں سے استفسار کرتا رہا، لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی، میری پریشانی بڑھتی رہی، خاص طور سے اس لئے کہ میری والدہ بڑی کمزور ہیں، اور ان کو عرفات، مزدلفہ، رمی اور پھر طواف ۔افاضہ میں میرے تعاون کی خاص ضرورت ہوگی، اور میرے والدین میرا انتظار بھی کر رہے ہوں گے۔ جتنی کوشش ممکن تھی کی۔ میں تھک کر چور ہو گیا، مکہ مکرمہ سے منیٰ آنے کے بعد میرا زیادہ وقت دوڑنے میں گزرا، اب زیادہ تلاش کی ہمت نہیں رہی، ساڑھے تین گھنٹے کی تگ و دو کے بعد تقریباً پونے دس بجے اپنے خیمہ پر آیا، نماز پڑھی اور ہلکا سا کھانا کھایا، کھانے کے بعد ہم لوگ تھوڑی سی چہل قدمی کے لئے نکلے، بس میں سوار لوگوں نے میری

تقریر بہت پسند کی تھی، کچھ لوگوں کا مطالبہ ہوا کہ میں فجر کی نماز کے بعد سارے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کروں، میں نے عرض کیا کہ اگر لوگ تیار ہوں تو انشاء اللہ جو مجھ سے ہو سکے گا اس کی تشریح کی کوشش کروں گا، اس کے بعد ہم لوگوں نے چائے پی، چونکہ کافی تھکے ہوئے تھے اس لئے خیمہ میں آ کر سو گئے۔

صبح چار بجے حاجی مشتاق صاحب نے اٹھایا کہ ٹھنڈک کی وجہ سے وہ اور ان کے بھائی رات بھر نہیں سو سکے، اور اب تہجد کا وقت ہو گیا ہے، میں اٹھا، اور جا کر غسل کیا، کچھ رکعتیں ادا کیں، اپنے لئے گھر والوں کے لئے اور ساتھیوں کے لئے دعائیں کیں اور یہ سطریں لکھنے بیٹھ گیا، شاید ابھی فجر کے بعد تقریر بھی کرنی پڑے۔ اللہ تعالیٰ ان اوقات کو قیمتی بنانے کی توفیق دے۔

یوم عرفہ

(9 ذی الحجہ 1423ھ۔ 10 فروری 2003، بروز دوشنبہ)

صبح کے وقت اٹھ کر غسل کیا اور تہجد کی نماز پڑھی، قرآن کریم کی تلاوت کی، فجر کی نماز کے بعد ہلکا سا ناشتہ کیا، اس کے بعد انتظار میں بیٹھے کہ بسیں آئیں اور ہم چلیں، ہم انتظار کر رہے تھے اور میرا دل والدین کی طرف لگا ہوا تھا کہ وہ پتہ نہیں کس حال میں ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ وہ ہم سب کو حفاظت کے ساتھ حج کے ارکان ادا کرنے کی توفیق دے۔ تھوڑی دیر میں بس آئی اور ہم لوگ تلبیہ کہتے ہوئے عرفات کی طرف چل پڑے، لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیک، لَبَّیکَ لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیک اِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْک، لَاشَرِیکَ لَک

عرفات

عرفات منیٰ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ وہ منزل ہے جو حاجیوں کی نگاہ میں سب سے قیمتی ہے، آٹھ بجے سے پہلے ہم عرفات میں پہنچ گئے، میں نے خیمہ کے سارے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے اس دن کی اہمیت، حج کی تاریخ توحید اور خدا کی توفیق کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی جسے لوگوں نے بڑے ذوق وشوق سے سنا، انہیں یہ بھی بتایا کہ کس طرح اوقات کو قیمتی بنائیں، اور یہاں کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں، اور دعاء، استغفار، ذکر اور تلاوت میں مشغول ہو جائیں، دعاؤں میں اپنی بے بسی وحاجت مندی اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرت ورحمت اور شان کریمی کا خیال کر کے دل کی گہرائیوں سے اپنی دنیا وآخرت کی سب ضرورتیں مانگیں۔

مسجد نمرہ میں نماز

میں نے سوچا کہ ہم سویرے آ گئے ہیں، اس لئے ہمارے پاس بڑا موقع ہے کہ جا کر مسجد نمرہ میں امام کے ساتھ نماز پڑھیں، مشتاق صاحب کو میں نے ترغیب

دی، وہ بھی تیار ہو گئے، اس کے بعد نو بجے کے قریب ہم لوگ مسجد نمرہ کی طرف چل پڑے، ہماری قیامگاہ سے تقریباً آدھ گھنٹہ کے فاصلہ پر مسجد تھی۔

مسجد نمرہ بہت بڑی مسجد ہے، ہم نے اس کے ستونوں اور ان کے درمیان آنے والے نمازیوں کی تعداد سے اندازہ لگایا کہ حاجیوں کی بڑی تعداد مسجد کے اندر آ سکتی ہے، اور مسجد کے باہر کا مجمع تو اس سے بھی بڑا ہوتا ہے، مسجد میں داخل ہو کر ہم نے تحیۃ المسجد پڑھی، اور دل پر عجیب کیفیت تھی کہ کس طرح دور دراز علاقوں سے لوگ ایک خدا کی بندگی کے لئے حاضر ہیں، ہم نے سوچا کہ ہم تازہ وضو کر کے مسجد میں جگہ لے لیں ورنہ اگر بعد میں وضو کے لئے اٹھے تو ہماری جگہیں چلی جائیں گی وضو کیلئے نکلے ہر طرف انسانوں کا ہجوم تھا وضوخانے تک پہنچنے میں کافی وقت لگا۔ میں نے غسل مناسب سمجھا، اس لئے غسل کر کے تقریباً دس بجے ہم لوگ مسجد میں آ گئے مسجد کے درمیانی حصہ میں جگہ ملی، نمازیں پڑھیں، اور تسبیح وتلاوت میں لگ گئے، نیند کا بڑا غلبہ تھا۔ کھڑے ہو کر اور کبھی کبھی باتیں کر کے نیند دور کرنے کی کوشش کی۔

یوم عرفہ کا خطبہ اور نماز

ساڑھے بارہ بجے کے قریب امام نے خطبہ شروع کیا۔ خطبہ میں توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت شرک سے اجتناب، خدا کے دشمنوں کی سازشوں کے خطرات اور مسلمان حکمرانوں کی ذمہ داریوں پر کافی زور دیا۔ خطبہ کافی طویل، مؤثر اور جامع تھا۔ خطبہ میں امام صاحب نے خاص طور سے اس طرف توجہ دلائی کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت توحید کی دعوت تھی، یہ ائمہ اربعہ کی مخالفت کی دعوت نہیں تھی، خطبہ ختم ہونے کے بعد سوا ایک بجے اذان ہوئی اور فوراً اقامت ہوئی اور ظہر کی نماز دو رکعت ادا کی گئی، سلام کے فوراً بعد دوسری اقامت ہوئی اور عصر کی نماز دو رکعت پڑھی، عرفات میں امام کے پیچھے ظہر وعصر کی نماز قصراً و جمعاً پڑھنے پر سارے ائمہ کا اتفاق ہے،

نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے امام صاحب سے حج و مناسک کے متعلق سوالات شروع کردیئے، جن کو وہ اچھی طرح بیان کرتے رہے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم اپنی قیامگاہ کی طرف چل پڑے، نمازیوں کے ہجوم سے انسانوں کا ایک سمندر نظر آرہا تھا۔ مسجد کے باہر نمازیوں کی بڑی تعداد تھی، دھوپ کی تمازت سے بچانے کے لئے حکومت نے فضا میں پانی چھڑکنے کا انتظام کر رکھا تھا، جس سے دھوپ کی تپش کم ہوگئی تھی۔

عورتوں میں ایک تقریر

کچھ دیر کے بعد ہم لوگ قیامگاہ پر پہنچے تو وہاں ایک صاحب نے جنہوں نے صبح میری تقریر سنی تھی کچھ سوالات کئے، اور پھر کچھ اور لوگوں نے سوالات کئے جن کی میں نے تشریح کی، سوال وجواب سے فارغ ہونے کے بعد ایک صاحب نے درخواست کی کہ میں عورتوں کے درمیان بھی کوئی بیان کروں، عورتوں کو اکٹھا کیا گیا، اور کچھ مرد بھی ساتھ میں آئے، عورتیں پیچھے تھیں اور ہم لوگ ان سے دوسری سمت میں تھے، ان کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کی تاریخ بیان کی، حج کے ارکان کی وضاحت کی اور یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ نے حج کی توفیق دے کر ہم پر کتنا عظیم احسان کیا ہے، اور پھر موقع کی مناسبت سے ایک لمبی دعا کی، اللہ تعالیٰ یہ دعا قبول فرمائے۔

اس تقریر اور دعا کے بعد ہم نے تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا، ہمارے ساتھی جنہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، عصر کے وقت چار بجے ہمیں جگا دیا، اٹھکر وضو کیا اور ذکر و دعا میں مشغول ہوگئے، پانچ بجے کے قریب ہم لوگ باہر نکلے اور دعا کی۔

مزدلفہ کے لئے روانگی

اب ہمیں مزدلفہ روانہ ہونا ہے، بس آنے میں دیر تھی اس لئے ہم لوگ خیمہ میں آکر لیٹ گئے۔ میں تقریباً ایک گھنٹہ تک سویا، رات کے نو بجے کے قریب خیمہ

سے باہر آئے، بسیں آرہی تھیں، لیکن ہماری بسوں کے آنے میں بڑی دیر ہوئی، عرفات سے مزدلفہ کوئی تین میل کے فاصلہ پر ہے، بھیڑ کی وجہ سے یہ قلیل مسافت بھی ہماری بس نے کافی دیر میں طے کی، راستہ میں ہر طرف انسانوں کا سمندر تھا، مزدلفہ کی رات بڑی فضیلت والی رات ہے، علماء نے لکھا ہے کہ حاجیوں کے لئے یہ رات شب قدر سے زیادہ بہتر ہے، ہم نے تلبیہ وتکبیر میں وقت گزارنے کی کوشش کی۔

چونکہ ہم لوگ کافی تاخیر سے مزدلفہ پہنچے تھے، اس لئے بڑی مشکل سے ہمیں تھوڑی سی جگہ ملی، مغرب وعشاء کی نماز پڑھی، اور یہاں سے ہم نے رمی کے لئے کنکریاں اکٹھا کیں، اس کے بعد چائے پی اور سوگئے چار بجے کے قریب اٹھے وضو کیا، نماز پڑھی، فجر کے وقت تک ذکر و دعا میں لگ گئے، فجر کی اذان ہوئی، اور جماعت سے نماز پڑھی۔

منیٰ کے لئے روانگی

نماز کے بعد ہم بسوں کے انتظار میں جمع ہوگئے، بسوں کے آنے میں دیر لگ رہی تھی، بہت سے لوگ پیدل جارہے تھے، میری بھی پیدل جانے کی خواہش تھی، لیکن ساتھی تیار نہیں ہورہے تھے، انتظار کرتے کرتے آٹھ بج گئے، اس دوران میں نے مزدلفہ کے مختلف حصوں کے چکر لگائے کہ کہیں والدین کا پتہ مل جائے۔ لیکن کوئی آثار نہیں، سوا آٹھ بجے میں اور حاجی اسلم خان صاحب تلبیہ کہتے ہوئے منیٰ کے لئے پیدل چل پڑے، منیٰ یہاں سے تین میل ہے، اور ایک گھنٹہ سے کم میں منیٰ میں اپنی قیامگاہ پر آگئے۔

یوم النحر

(10 ذی الحجہ 1423ھ 11 فروری 2003 بروز سہ شنبہ)

میں سوانو بجے کے قریب منیٰ آ گیا، یہاں غسل کیا، اور والدین کی تلاش میں نکل پڑا۔ فکر لگی ہوئی تھی۔ کیونکہ مزدلفہ سے منیٰ روانگی میں لوگ ایک دوسرے سے بچھڑ جاتے ہیں اور کافی زحمت پیش آتی ہے، اور آج رمی کرنی ہے، اس میں والدین کو زحمت ہوسکتی ہے، پوری فکر کے ساتھ تلاش میں لگ گیا، منیٰ کے مکاتب الارشاد سے رجوع کرتا رہا، اور ایک سڑک سے دوسری سڑک پر جا کر خیموں کے درمیان گھومتا رہا، رات میں کم سونے، صبح کو مزدلفہ سے منیٰ پیدل آنے اور منیٰ میں دوڑنے کی وجہ سے کافی تھکان آ گئی تھی، تقریباً ایک بجے کے قریب منیٰ کے ایک آفس سے کچھ معلومات ہوئی، لیکن تھکان اور دھوپ کی وجہ سے مزید تلاش کی ہمت نہ رہی۔ آخر میں طے ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد رمی کے لئے نکلیں۔

رمی جمرۃ العقبۃ

آج رمی کا پہلا دن ہے، صرف جمرۃ العقبۃ کی رمی کرنی ہے، عصر کی نماز کے بعد رمی کے لئے جانا طے تھا، لیکن نکلنے میں کچھ دیر ہوگئی، آخر ایک گھنٹہ کے بعد جمرات تک پہنچے، جمرہ عقبہ خالی تھا، مین نے بالکل سامنے پہنچ کر قریب سے رمی کی اور خدا کی حمد وثنا کی، شام کو معلوم ہوا کہ آج کی رمی میں تقریباً انیس بیس آدمی فوت ہوگئے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

واپسی میں ہم لوگ راستہ بھول گئے، میں مختلف پولیس والوں سے پوچھتا رہا، لیکن راستہ نہیں مل رہا تھا، ساتھیوں میں اکتاہٹ بڑھ رہی تھی، طبیعت بڑی مکدر ہو گئی، بالآخر آٹھ بجے کے قریب قیامگاہ پر پہنچے ہمارے ایجنٹ نے بتایا کہ ہمارا دم تمتع

ہو چکا ہے، اس لئے فوراً حلق کرایا، اور غسل کیا، مغرب وعشاء کی نماز جماعت سے پڑھی، اور اس کے بعد والدین سے ملاقات کرنے کے لئے نکل پڑا، تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ان کے خیمہ میں داخل ہوا، وہ سو رہے تھے، میرے پہنچنے پر بیدار ہوئے، تھوڑی دیر بات کی، اور اجازت لے کر آ گیا کہ دوسرے دن دس بجے کے قریب آ کر ان کو طواف وسعی کے لئے لے چلوں گا، اور واپسی میں شام کو رمی کریں گے، سوا گیارہ بجے اپنی قیامگاہ پر پہنچا، اور سونے کے لئے لیٹ گیا۔

میری خواہش تھی کہ آج عید کا دن ہے، آکسفورڈ فون کروں تاکہ بچوں سے بات ہو جائے، لیکن دن بھر دوڑ دھوپ کی وجہ سے اور منیٰ میں فون کی قلت کی وجہ سے ممکن نہ ہوسکا۔ سوچا کہ کل مکہ مکرمہ سے فون کرنے کی کوشش کروں گا۔

یوم التشریق کا دوسرا دن

(11ذی الحجہ 1423ھ مطابق 12فروری 2003ء بروز چہار شنبہ)

ساڑھے چار بجے کے قریب اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے اور کچھ دیر قرآن شریف کی تلاوت کرنے کے بعد فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، نماز کے بعد میں نے ایک تقریر کی، جس میں توحید کو اچھی طرح بیان کیا اور ذکر و دعا کی اہمیت پر روشنی ڈالی، اور یہ واضح کیا کہ ان جگہوں سے محبت کریں، اور خدا رسول کی محبت اپنے دلوں میں خاص طور سے پیدا کریں، کافی دیر تک دعا کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے:

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہ سحر گاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا درد مہجوری

تقریر و دعا کے بعد ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، ناشتہ کے بعد تقریباً سوا نو بجے والدین کے خیمہ کی طرف چل پڑا، یہاں آکر ساتھ میں کھانا کھایا، پھر آرام کے لئے لیٹ گیا۔ اُٹھ کر ظہر کی نماز پڑھی۔

طواف زیارت

دو بجے ہم لوگ حرم شریف کی طرف طواف زیارت اور سعی کے لئے نکلے، ایک چھوٹی سی بس ملی، عام طور سے منیٰ سے حرم شریف کا کرایہ پانچ ریال ہے، لیکن بھیڑ کی وجہ سے ڈرائیور بیس ریال مانگ رہے تھے، ہمارا بس ڈرائیور ایک عرب بدو تھا، فی کس دس ریال پر آمادہ ہوگیا، اس نے کوشش کی کہ بھیڑ سے بچتے ہوئے ہم لوگوں کو جلدی سے حرم شریف پہنچادے، مختلف راستوں سے مڑتے ہوئے تقریباً تین بجے ہم لوگ حرم شریف کے زیرزمین بس اسٹیشن پر اتر کر باب بلال کی طرف نکلے، وہاں سے باب الملک عبدالعزیز کی طرف گئے، یہاں زمزم کے پانی سے وضو کیا، اور پانی پیا،

طواف زیارت میں بھیڑ کی وجہ سے مجھے اندیشہ تھا کہ اماں کو طواف و سعی میں دشواری ہوگی، اس لئے کسی گاڑی پر طواف کرادیں، لیکن انہوں نے خود طواف کرنے کی ہمت کی، ہم باب الملک عبدالعزیز سے حرم شریف میں داخل ہوئے، مطاف میں بھیڑ کم تھی، سوا تین بجے کے قریب طواف شروع کیا، والدہ صاحبہ کو طواف کرنے میں کوئی زحمت نہیں ہوئی، چار بجے سے پہلے طواف کے ساتوں شوط پورے ہوگئے۔ مطاف سے نکلے تو عصر کی اذان شروع ہوگئی، صفا کے پاس آکر طواف کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر جماعت سے عصر کی نماز پڑھی، نماز کے بعد زمزم کا پانی پیا گیا۔

سعی میں دشواری

طواف سے بآسانی فارغ ہونے کی خوشی تو تھی، لیکن اب سعی کا مرحلہ درپیش تھا، سعی میں اچانک بھیڑ زیادہ ہوگئی تھی، سوچا گیا کہ دوسری منزل میں شاید کم بھیڑ ہو، اس لیے ہم سیڑھیوں سے اوپر کی طرف بڑھے، اماں کے لئے چل کر سعی کرنا مشکل تھا، اس لئے مختلف گاڑیوں والوں سے بات کی، عام طور سے تین سو ریال مانگ رہے تھے، میں نے سوچا کہ گاڑی کرایہ پر لے کر خود سعی کراؤں، گاڑی کا کرایہ بھی دو سو ریال کے قریب تھا، بمشکل ایک نوجوان سو ریال پر راضی ہوا، میں خوشی خوشی گاڑی لے کر آیا اور سوچا کہ اب چند منٹوں میں سعی ہوجائے گی، صفا سے نیت و تکبیر کرنے کے بعد سعی شروع کی، ابھی میلین اخضرین کو پار بھی کیا تھا کہ لوگوں کا چلنا بند ہوگیا، اور سعی لوگوں سے بھر گیا، گاڑی لے کر چلنا اور مشکل ہوگیا، سعی تقریباً پانچ بجے شروع کی تھی، وقت گزرتا جارہا تھا اور ابھی ایک شوط بھی مکمل نہیں ہوا، اب میں نے سوچا کہ مروہ کے پاس سے نکل کر تیسری منزل پر جاکر سعی کروں، بڑی مشکل سے مروہ کے پاس پہنچے، گاڑی ہاتھ میں اٹھا کر سیڑھیوں میں چڑھتا ہوا تیسری منزل کے دروازہ کے پاس آیا،

لیکن پولیس والوں نے جانے کی اجازت نہیں دی، بہت بحث وتکرار کے بعد انہوں
نے کہا کہ ہم باب الصفا سے داخل ہوکر اوپر جائیں، اب گاڑی اٹھا کر نیچے والی منزل
پر جانے کا مرحلہ تھا، اور پھر یہاں سے باب الصفا کی طرف جانے کا، بڑی پریشانی
کے بعد ہم نیچے اترے، نیچے راستوں میں لوگ صف بنائے بیٹھے ہوئے تھے، اب کے
درمیان سے گاڑی لے کر صفا کی طرف جانا بہت مشکل تھا، والد صاحب ہمت ہار
رہے تھے، بہرحال میں ہمت دلاتا رہا، یہاں تک کہ باب الصفا پر پہنچے، وہاں گاڑیوں
والوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی، کسی طرح داخل ہونے میں کامیاب ہوا، گاڑی لے کر اوپر
جانا دشوار تھا، لیکن ہمت کی۔ اب دوسری منزل پر آئے، یہ تو وہی جگہ ہے جہاں سے ہم
نے طواف شروع کیا، اور جہاں کی بھیڑ سے ڈر کر ہم نکل گئے تھے۔ ابھی تک بھیڑ کا
وہی حال تھا۔ تیسری منزل کا راستہ معلوم کیا۔ بہ مشکل تیسری منزل پر پہنچے۔ وہاں
سب سے زیادہ بھیڑ تھی۔ گاڑی والے وہاں کی بھیڑ کے ڈر سے نیچے بھاگ رہے
تھے۔ میں نے چونکہ نیچے کا حال دیکھ لیا تھا، اور کافی تھک گیا تھا، اس لئے اترنے کی
ہمت نہیں کی۔ اب اس انتظار میں بیٹھا کہ اگر بھیڑ کچھ کم ہوئی تو مغرب کے بعد سعی
کراؤں گا۔ ورنہ سعی کسی اور دن کریں گے، کیونکہ عشاء کی نماز کے بعد رمی کے لئے
منیٰ آنا تھا۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مغرب کی نماز سے کچھ پہلے اچانک بھیڑ کم ہوگئی،
اور ہم نے سعی شروع کردی، سعی کے دوران مغرب کی اذان ہوئی، نماز کھڑی ہونے
سے پہلے ہم نے چار شوط مکمل کرلئے، نماز کے بعد پھر سعی شروع کردی اور سات بجے
کے قریب سعی مکمل ہوگئی، سعی کے بعد گاڑی والے کو تلاش کیا، گاڑی اس کے حوالہ کی
اور کرایہ ادا کیا، پھر ہم نیچے آئے، اور باب الملک عبدالعزیز سے نکل کر ہم لوگوں نے
ایک مصری ریسٹوران پر کھانا کھایا، اور تھوڑی دیر آرام کیا، باب الملک عبدالعزیز کے
سامنے عشاء کی نماز پڑھی، نماز کے بعد وضو کی تجدید کی، اب منیٰ جانے کا مرحلہ تھا۔

منیٰ واپسی

اجیاد کی طرف آ کر جمرات کے لئے ٹیکسی کرنے کی کوشش کی ٹیکسی والے
فی کس بیس ریال مانگ رہے تھے، ہم باب بلال کی طرف آئے اور حرم شریف کے زیر
زمین بس اسٹیشن کی طرف اترے، وہاں بھی کرایہ زیادہ مانگ رہے تھے، بہرحال ایک
منی بس والا مل گیا جو دس ریال فی کس لینے پر تیار ہوگیا۔ اس نے پوری بس سواریوں
سے بھری، اور دور کے راستوں سے ہوتے ہوئے منیٰ کی طرف چلا، جمرات سے کافی
دور ہمیں اتارنا چاہا، میں نے بڑی بحث کی، پھر اس نے گاڑی چلائی، اور ایک جگہ لاکر
زبردستی اتار دیا کہ اب بس آگے نہیں جاسکتی یہ جگہ بھی جمرات سے دور تھی۔ کافی پیدل
چلنے کے بعد انسانوں کے ہجوم سے گزرنے اور کافی دھکے کھانے کے بعد تقریباً پونے
گیارہ بجے ہم جمرات کے پاس پہنچے۔

رمی جمرات

جمرات پر بہت بھیڑ تھی، میں نے طے کیا کہ پہلے ہر جمرہ پر والدہ کو رمی
کراؤں، پھر اپنی رمی کروں، اس قدر ہجوم میں بہت پریشان ہونے کے بعد تقریباً
ساڑھے گیارہ بجے ہم رمی سے فارغ ہوئے، میں نے اس سے پہلے رمی میں کبھی اتنی
بھیڑ نہیں دیکھی تھی۔

رمی کے بعد والدین کے قیام گاہ کی طرف چل پڑے، سارے راستے تنگ
ہوگئے تھے، کیونکہ لوگوں نے اپنے خیمے چھوڑ کر جمرات کے قریب سڑکوں پر اپنے بستر لگا
رکھے تھے تاکہ صبح ہوتے ہی فوراً رمی کریں، اور منیٰ سے روانہ ہوجائیں، بڑی زحمتوں اور
پریشانیوں سے گزرتے ہوئے تقریباً پونے ایک بجے والدین کی قیامگاہ کے قریب
پہنچے، راستہ میں دیکھا کہ کوئی بیہوش ہوکر گر گیا ہے، بڑی پریشانی کا عالم تھا، والدین سے

اجازت لے کر اپنے خیمہ کی طرف چلا، تقریباً ڈیڑھ بجے خیمہ میں داخل ہوا، وہاں میرے آکسفورڈ کے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں تھا، مجھے اندازہ ہوگیا کہ آج کی بھیڑ میں ان کو کافی پریشانی ہوئی ہوگی، میں سوگیا، صبح پانچ بجے کے قریب ساتھی رمی کر کے لوٹے، اور انہوں نے اپنی داستان سنائی، میں نے تسلی دی کہ حج میں اس طرح کے مراحل پیش آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں صبر دے اور ہمارے اجر میں اضافہ کرے۔

سوچا تھا کہ آج مکہ مکرمہ سے گھر فون کروں گا اور کارڈ خرید کر خط لکھوں گا، لیکن دن بھر کی مشغولیت سے ایسا نہ ہوسکا، اب کل منیٰ سے روانگی ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ عشاء تک مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے، اور پھر وہاں سے فون کریں گے، گھر کی یاد بہت آرہی ہے، لیکن بچوں کو اندازہ ہے کہ حج کی مشغولیات کافی زیادہ ہوتی ہیں۔

منیٰ کا آخری دن

(12 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 13 فروری 2003، بروز جمعرات)

صبح اٹھکر ساڑھے پانچ بجے کے قریب وتر کی نماز پڑھی، اور اس کے بعد اول وقت میں فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ہم لوگ لیٹ گئے، تقریباً نو بجے اٹھے۔ میں نے اچھی طرح غسل کیا، اور سورہ کہف کی تلاوت کی۔ ہلکا سا ناشتہ کیا، اب لوگوں پر منیٰ سے نکلنے کی فکر سوار تھی، میں نے ساتھیوں کو یہ سمجھانے کی بڑی کوشش کی کہ منیٰ سے اطمینان سے شام کو نکلیں ورنہ پریشانی ہوگی، لیکن لوگ جلدی روانہ ہونے پر بضد تھے۔

گیارہ بجے کے قریب میں نے اور حاجی مشتاق صاحب نے سوچا کہ سامنے کی پہاڑی پر چڑھ کر منیٰ کے خیموں کا نظارہ کرتے ہیں، ہم سے پہلے کچھ لوگ اس پہاڑی پر چڑھے ہوئے تھے، ہم نے چڑھنے کی کوشش کی، کچھ دور اوپر جانے کے بعد منیٰ کے سارے خیمے ہماری نگاہوں کے سامنے تھے، وہ پورا ایک شہر تھا جو سفیدی سے چمک رہا تھا۔ حاجی مشتاق صاحب نے ہمت کی اور کافی اونچائی پر چڑھ گئے، میں زیادہ اوپر جانے کی ہمت نہ کرسکا۔ کیونکہ جہاں میں کھڑا تھا، وہاں سے نیچے دیکھتے ہوئے چکر آرہا تھا۔ اور میں نے ایک پتھر پکڑ کر اوپر چڑھنے کی کوشش کی تو وہ پتھر اکھڑ گیا، اور لڑھک کر گر گیا۔ مشتاق صاحب نے بہت کوشش کی لیکن مجھے ہمت نہیں ہوئی۔ تھوڑی دیر میں ہم پہاڑی سے اترے، اور اپنے خیمہ کی طرف آگئے۔ کچھ کھا کر چائے پی۔ ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی۔ اور ایک بجے کے قریب میرے ساتھی جمرات کی طرف چل پڑے، اور میں والدین کے خیمہ کی طرف۔ یہاں آکر ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔

رمی جمرات

آج رمی کا تیسرا دن ہے، رمی کا وقت ظہر کے بعد شروع ہوتا ہے۔ عام طور سے اول وقت میں حاجیوں کا ازدحام بہت ہوتا ہے۔ اکثر لوگ غروب آفتاب سے

پہلے رمی کر کے منیٰ سے نکل جانا چاہتے ہیں،، ورنہ انہیں منیٰ میں ایک رات مزید قیام کرنا ہوگا، خیموں میں اعلان ہو رہا تھا کہ رمی میں ہجوم بہت ہے، اس لئے لوگ ابھی رمی کے لئے نہ جائیں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گیا۔ تین بجے کے بعد اعلان ہونا شروع ہوا کہ اب حاجی لوگ رمی کے لئے جا سکتے ہیں، ہم لوگوں نے ساڑھے تین بجے اٹھ کر وضو کیا، اور پونے چار بجے کے قریب عصر کی نماز پڑھی، اور پھر پیدل جمرات کی طرف چل پڑے۔ میرے والدین کے خیمہ سے جمرات تک راستہ کے اکثر حصہ میں سائبان ہے، جو کافی کشادہ ہے، اور دھوپ سے بچکر حاجی رمی کے لئے جا سکتے ہیں، یہ سائبان صرف پیدل چلنے والوں کے لئے ہے۔ والدہ کافی کمزور ہیں۔ لیکن پھر بھی انہوں نے ہمت کی اور ہم ایک گھنٹہ میں جمرات کے پاس پہنچ گئے، آج بھی جمرات پر کل کی طرح بھیڑ تھی، والدہ صاحبہ کو رمی کرانے میں بڑی دشواری پیش آئی، الجمرۃ الوسطیٰ پر رمی کرتے ہوئے ان کی ایک چپل بھی نکل گئی، رمی کا مرحلہ حاجیوں کیلئے بہت نازک ہوتا ہے، عام طور سے کمزور حاجی رمی کے وقت خوف زدہ دکھائی دیتے ہیں، اور عورتوں کا حال زیادہ برا ہوتا ہے۔

مکہ مکرمہ روانگی

ہم ساڑھے پانچ بجے رمی سے فارغ ہوئے، اور پیدل مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں پیدل چلنے والوں کے لئے کافی طویل سائبان ہے، ہم سائبان کے راستہ سے چلتے رہے، سائبان کے اختتام پر ہم نے ایک گارڈن میں مغرب کی نماز پڑھی، تھوڑی دیر آرام کیا، اور پھر چل پڑے۔ سامنے سرنگ تھی چھ سرنگیں ایک ساتھ ہیں، ان میں سے ہر ایک کی لمبائی 1600 میٹر ہے، ان میں سے سب سے داہنی سرنگ میں ہم داخل ہوئے، سرنگ تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، اور جب ختم ہوئی تو دوسری سرنگ شروع ہوگئی، یہ چھوٹی تھی، تھوڑی دیر میں حرم شریف کے

قریب تھے، ہم باب الصفا کے قریب سے حرم شریف کے احاطہ میں داخل ہوئے، تھکان سے سب کی حالت دگرگوں تھی، خاص طور سے اماں کے اوپر تھکان کا اثر زیادہ نمایاں تھا۔ اس وقت تقریباً سوا سات بجے تھے، ابا اور اماں باب الملک عبدالعزیز کے پاس بیٹھ گئے کہ اب عشاء کی نماز پڑھ کر قیامگاہ پر جائیں گے، میرے پاس چونکہ میرا بیگ تھا، اس لئے میں اپنی قیامگاہ قصر الوقاد کی طرف چل پڑا۔

ایک ساتھی کی گمشدگی

میں منزل کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں مشتاق صاحب ملے، انہوں نے بتایا کہ منیٰ سے مکہ آتے ہوئے کسی مسجد میں انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی اور وہاں سے اچانک ان کے بھائی اشتیاق صاحب غائب ہوگئے ہیں، یہ خبر تشویشناک تھی، لیکن امید غالب تھی کہ حرم کا پتہ معلوم کر کے وہاں تک پہنچنا ان کے لئے مشکل نہ ہو گا۔ اور پھر قیامگاہ پر آسانی سے آ جائیں گے۔

میں قیامگاہ پر پہنچا، یہاں ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھایا، اور تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گیا، عشاء کی نماز پڑھی۔ لیکن ابھی تک اشتیاق صاحب نہیں آئے تھے۔ اور مشتاق صاحب جوان کو تلاش کرنے گئے تھے ان کا بھی پتہ نہیں تھا۔ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے میں نے اور صوفی صاحب نے طے کیا کہ ہم بھی تلاش کرنے چلتے ہیں، نیچے پہنچے تھے کہ مشتاق صاحب حرم شریف سے آتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی بھائی صاحب نہیں ملے۔ ہم نے طے کیا کہ سب لوگ مل کر تلاش کرتے ہیں، مشتاق صاحب نے مشورہ دیا کہ ہم پہلے اس مسجد کا پتہ حاصل کریں جہاں سے وہ گم ہوئے تھے۔ ابھی ہم قیامگاہ میں پہنچے ہی تھے کہ اشتیاق صاحب آگئے اور ساتھیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، انہوں نے بتایا کہ انہیں سمت سمجھنے میں غلطی ہوئی اور الٹے منیٰ کی طرف نکل گئے۔ پھر راستہ پوچھ کر دوبارہ لوٹے، حرم شریف میں عشاء کی نماز پڑھی، اور بھیڑ کی وجہ سے آنے میں تاخیر ہوگئی۔

ایک بال ٹوٹنے پر اونٹ کی قربانی

اس کے بعد میں، مشتاق صاحب اور صوفی حبیب صاحب چائے پینے کے لئے نکلے مشتاق صاحب کے چچازاد بھائی غالب صاحب عرف خلیفہ جولندن کے قریب سلاؤ میں رہتے ہیں، بھی حج کے لئے آئے ہوئے تھے، ان کا قیام شارع ابراہیم الخلیل واقع مسفلہ میں تھا، مشتاق صاحب نے کہا چل کر خلیفہ سے ملتے ہیں اور ان کے ساتھیوں کی خیریت معلوم کرتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد راستہ پوچھتے ہوئے ہم وہاں پہنچے، میں قریب ہی سے فون کرنے کے لئے چلا گیا۔ فون کے لے بڑی لمبی لائین تھی، ایک صاحب نے بتایا کہ آج منیٰ میں بڑی تعداد میں اموات ہوئی ہیں، اسی وجہ سے ٹیلیفون کے لئے بہت بھیڑ ہے۔ کچھ دیر کے بعد یہاں کے وقت سے سوا دس بجے فون کیا، حسنی کے علاوہ سب سے بات ہوئی۔ اس سے بڑھی تکلیف ہوئی کے مریم رو رہی تھی۔ میں نے بتایا کہ انشاءاللہ 24 فروری کو ہم لوگ واپس ہوں گے۔

فون کرکے واپس ہوا اور خلیفہ صاحب کی قیامگاہ پر پہنچا، خلیفہ صاحب نے بتایا کہ دم تمتع کے علاوہ انہوں نے ایک اونٹ کی بھی قربانی دی ہے، میں نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ تھی، انہوں نے بتایا کہ حالت احرام میں ان کا ایک بال ٹوٹ گیا تھا، اس لئے دم جنایت کے طور پر انہوں نے اونٹ قربان کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ ایک بال ٹوٹنے سے تو کچھ بھی لازم نہیں آتا، اس کے لئے کچھ صدقہ دے سکتے تھے، اور اگر دم ہی دینا تھا تو بکری یا بھیڑ کی قربانی کافی تھی، انہوں نے کہا کہ چونکہ اونٹ کی قربانی حضور ﷺ کی سنت ہے، اسی لئے انہوں نے اونٹ قربان کیا۔

اس کے بعد ہم اپنی قیامگاہ پر واپس آئے، رات کافی ہو چکی تھی، اس لئے آتے ہی سو گئے۔

حج کے بعد مکہ مکرمہ میں پہلا دن

(13 ذی الحجہ 1423ھ، مطابق 14 فروری 2003 بروز جمعہ)

صبح چار بجے اٹھے تھکان کا اثر ابھی موجود تھا، وضو کیا، اور قرآن شریف کی تلاوت شروع کردی، اور پانچ بجے کے قریب حرم شریف کی طرف چل پڑے، باب العمرہ کی طرف سے مسجد میں داخل ہوا اور ایسی جگہ کھڑے ہو کر نماز شروع کی جہاں سے کعبہ دکھائی دے رہا تھا، میں عام طور سے کوشش کرتا کہ حرم شریف ایسی جگہ کھڑے ہوں یا بیٹھیں جہاں سے نگاہ کعبہ پر پڑ سکے، ایک تو کعبہ کا دیکھنا خود عبادت ہے، دوسرے کعبہ کے حسن اجمال پر نگاہ ڈالنے اور اس کے شیدائیوں کو طواف کرتے ہوئے دیکھنے میں مجھے خاص لذت محسوس ہوتی ہے، اور ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا:

حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

تہجد اور وتر کی نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی۔ فجر کی اذان ہوئی، سنت پڑھی اور جماعت سے نماز ادا کی، امام نے ''وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ'' کی آیات پڑھیں، اور خانہ کعبہ کی تاریخ نگاہوں کے سامنے آگئی، اور ابراہیم علیہ السلام کا اخلاص اور ان کی دعا کی مقبولیت کے آثار ہر طرف نمایاں، بڑی رقت طاری ہوئی۔

طواف

حج کی تھکان کے باوجود میں بیتابانہ خانہ کعبہ کے طواف کے لئے آگے بڑھا۔ مطاف میں اشتیاق صاحب نظر آئے، میں نے انہیں طواف کرنے کی دعوت

دی، انہوں نے کہا کہ تھکان کی وجہ سے ہمت نہیں ہو رہی ہے، میں نے طواف شروع کیا، اور چند لمحوں میں مطاف کا ازدحام عروج کو پہنچ گیا۔ خاص طور سے طواف الوداع کرنے والوں کی بھیڑ تھی اس گھر کے شیدائیوں کا یہ ہجوم دیکھ کر وجد آ رہا تھا۔ طواف کرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی اور دھکوں کی وجہ سے محسوس ہو رہا تھا کہ پسلیاں آپس میں مل جائیں گی، پونے سات بجے کے قریب طواف ختم کیا، طواف کے بعد آبِ زمزم نوش کیا، اور اس مقدس پانی کو اپنے چہرے اور گردن پر ملا، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔

مکتبوں کی زیارت

طواف کے بعد باب العمرہ سے نکلا، سامنے کئی مکتبے تھے، ان کی زیارت کی، ایک مکتبہ میں اطلس السیرۃ النبویہ نظر آیا، مختلف صفحات پر نگاہ ڈالی، بظاہر محنت سے تیار کیا گیا ہے، اور مفید ہے، ذہن میں ہے کہ یہ اطلس انشاء اللہ ضرور خریدوں گا، مکتبوں کی زیارت کے بعد ہیلتون ہوٹل کی طرف چلا، یہاں ہمارے دوست شیخ ابوالھدی الیعقوبی قیام پذیر ہیں، اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری ملاقات سے پہلے ہی مدینہ منورہ کے لئے روانہ نہ ہو جائیں، ہوٹل میں پہنچا لیکن تحقیق کے بعد بھی ان کا پتہ نہ مل سکا، مایوس واپس ہوا، حرم شریف کے قریب ایک دکان سے کچھ کارڈ خرید لئے کہ آج آکسفورڈ خط لکھوں۔ راستہ میں ایک جگہ ناشتہ کیا۔ سوا آٹھ بجے کے قریب قیامگاہ پر پہنچا اور ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔ اب کارڈ لکھنے ہیں، کچھ کارڈ جمعہ کی نماز سے پہلے مکمل کئے اور کچھ نماز کے بعد۔

جمعہ کی نماز و خطبہ

جمعہ کی نماز کے لئے سویرے نکلا، حرم شریف کے تہ خانہ میں جگہ ملی، سورہ کہف پڑھی، اور ذکر وغیرہ میں لگ گیا۔ آج جمعہ میں بہت بھیڑ ہے خطبہ کی اذان

ہوئی، امام صاحب نے سلام کیا، آواز سے نوجوان معلوم ہو رہے تھے، بہت فصیح و بلیغ اور جامع تقریر کی، اسلام کی اساس توحید پر روشنی ڈالی، اس کی اہمیت بیان کی، اور شرک کے خطرات سے آگاہ کیا، یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر قریب ہے، عوام میں رواج یافتہ بدعات پر متنبہ کیا، اس کے بعد علماء کرام اور وارثین انبیاء عظام سے خصوصی خطاب کیا کہ اگر جہالت و ناواقفیت کی بنا پر عوام کچھ معذور ہو سکتے ہیں، تو علماء کے پاس کوئی عذر نہیں، علماء کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اپنے علاقوں میں توحید کی اصول رائج کریں شرک و بدعات و رسوم جاہلیہ کے خلاف نبرد آزما ہوں، موجودہ عالمی حالات پر بھی کچھ روشنی ڈالی، اور مسلمانوں کو مایوسی کی حالت سے نکلنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی طاقت ہر طاقت پر غالب اور اسی کا ارادہ ہر ارادہ کو شکست دینے والا ہے، تقریر مؤثر تھی اور حالات کے مطابق۔

جمعہ کی نماز کے بعد باب العمرہ سے نکل کر ایک مکتبہ کی زیارت کی، لیکن اپنے کام کی کوئی چیز نہیں ملی، پھر قیامگاہ پر آیا، جو کارڈ لکھنا رہ گئے تھے انہیں مکمل کیا، ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھایا، اور پھر قیلولہ کے لئے لیٹ گیا۔ عصر کی نماز کے بعد والدین سے ملنے گیا مغرب وہیں پڑھی اور عشاء کی نماز کے بعد ان کو اپنے ساتھیوں کی ملاقات کیلئے لایا انہوں نے ساتھیوں کے لئے کھجوریں خریدیں، رات دس بجے تک یہیں رہے، یہیں پر ہمارے ساتھ کھانا کھایا، اس کے بعد ان کو رخصت کرنے چلا گیا۔

شیخ عبدالرحمٰن کتانی کی خبر

والدین کو چھوڑ کر آنے کے بعد فکر ہوئی کہ اپنے دوست مجد مکی سے فون پر بات کروں، ہو سکتا ہے انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن الکتانی کا پتہ لگا لیا ہو، ان کو فون کیا، تو انہوں نے کہا کہ ابھی آدھا گھنٹہ پہلے وہ اور سلمان ابوغدہ انہیں کے یہاں سے آ رہے ہیں، انہوں نے مزید بتایا کہ محمد ابوبکر عبداللہ باذیب شیخ کتانی کی ملاقات کے لئے

جدہ سے آرہے ہیں، میں ان سے ان کے موبائل فون پر رابطہ قائم کروں، وہ شیخ کتانی سے میری ملاقات کرادیں گے، میں نے محمد باذیب سے رابطہ قائم کیا، اور حرم شریف کے باب الملک عبدالعزیز کے پاس ملاقات طے ہوئی، تقریباً رات بارہ بجے کے بعد وہ یہاں پہنچے، اب خطرہ یہ تھا کہ شیخ کتانی آرام کرنے کے لئے لیٹ نہ گئے ہوں، کیونکہ ان کو صبح سویرے روانہ ہونا ہے، ہمارے پاس بالکل وقت نہیں تھا، محمد باذیب نے اپنا حوصلہ ظاہر کیا کہ اگر شیخ کتانی لیٹ گئے ہوں گے تو وہ ہوٹل کے دروازہ پر فجر تک ان کا انتظار کریں گے، اور یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے، ان کے حوصلہ سے میری ہمت بھی بلند ہوئی، اور ساتھ ہولیا۔

سید عبدالرحمٰن الکتانی سے ملاقات

سید عبدالرحمٰن الکتانی مسند زمانہ محدث عصر اور حافظ وقت سید محمد عبدالحی الکتانی کے فرزندار جمند ہیں، ان کے والد نے اہتمام سے اپنے تمام شیوخ سے اپنی اولاد کے لئے اجازتیں لی تھیں، 128 اس کی وجہ سے عبدالرحمٰن الکتانی اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کی سند کافی اونچی ہے، بھائیوں میں اس وقت کوئی حیات نہیں، لیکن بہنیں فرانس میں ہیں۔ مجھے عبدالرحمٰن الکتانی سے مکاتبت کا شرف رہا ہے، اور انہوں نے مجھے مکاتبۃ بشمول حدیث مسلسل بالاولیۃ اپنی ساری روایت کی اجازت دی ہے، اس اجازت میں انہوں نے میری اولاد حسنی، سمیہ، ہالہ، مریم اور فاطمہ، میرے بھائی محمد مزمل ندوی، اور میری بہنوں اسماء، عاصمہ، اور صائمہ کو بھی شریک کیا ہے، میرے لیے یہ غنیمت باردہ سے کم نہیں کہ تھوڑی سی مشقت اور ایک رات کی نیند قربان کرنے کے بعد ان سے مشافہۃ اخذ واستفادہ کا موقع مل جائے۔

یہاں مکہ میں ان کا قیام مواقف الحجون للسیارات کے قریب قصر السیف الیمانی میں ہے، ہم پتہ لگاتے لگاتے وہاں پہنچ گئے، ان کے کمرہ پر دستک دی تو کوئی آواز نہیں، مراکش کے دوسرے لوگوں نے بتایا کہ چونکہ ان کو صبح سفر کرنا ہے اس لئے وہ طواف الوداع کے لئے گئے ہیں۔

اب ہم نیچے ان کے انتظار میں بیٹھ گئے، اور حدیث وسند کے متعلق گفتگو شروع کردی، محمد ابوبکر باذیب نے اصرار کیا کہ میں ان کو حدیث الرحمۃ المسلسل بالاولیۃ

128 حافظ عبدالمؤمن دمیاطی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: انظر حرص ھذا الامام حافظ الاسلام علی تعمیم الاجازۃ لاولاد العبدری رغبۃ فی تعمیم الخیر، وتوسعۃ علی الناس، وھذا باب قد طوی الیوم بساطہ، وانعدم نشاطہ، وللہ فی خلقہ ما اراد، وقد جریت علی ما احب الدمیاطی، فاستجزت لاولادی من کافۃ من لقیت، وربما کنت اجد صعوبۃ من بعض المشایخ فی التعمیم (فہرس الفہارس 408/1)۔

سناؤں، ان کے اصرار پر میں نے حدیث سنائی۔ اور ہم دلچسپی سے باتوں میں لگ گئے، میں نے "نفحات الهند" کا ایک نسخہ ان کو پیش کیا، محمد ابوبکر باذیب نے محمد بن علان مکی (996-1057ھ) کی کتاب "نشر الوية التشريف بالاعلام والتعريف بمن له ولاية عمارة ماسقط من البيت الشريف" کی تحقیق کی ہے، انہوں نے اس کا ایک نسخہ مجھے ہدیہ کیا، رات کے ڈھائی بج گئے، لیکن شیخ کا کوئی پتہ نہیں، کچھ لوگ طواف سے فارغ ہو کر پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ ازدحام کی وجہ سے شیخ کتانی نے اب جا کر طواف شروع کیا ہے۔

شیخ کتانی سے سماع واجازت

تقریباً ساڑھے چار بجے شیخ کتانی ہوٹل میں داخل ہوئے، ہم نے ان سے معانقہ کیا، وہ کافی تھکے ہوئے تھے، اور ابھی تھوڑی ہی دیر میں ان کو سفر بھی کرنا ہے، لیکن ہماری طلب دیکھ کر ہمارے پاس بیٹھ گئے، انہوں نے ہمیں حدیث مسلسل بالاولیۃ 129 سنائی اس کے بعد میرے ساتھی محمد باذیب نے ان کے سامنے ثلاثیات

129 أخبرني المسند الكبير العالم المعمر الشيخ عبدالرحمن بن الحافظ عبدالحي الكتاني في بلد الله الحرام يوم السبت رابع عشر ذي الحجة سنة 1423ھ، وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرني والدي الحافظ عبدالحي الكتاني، وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثني الشهاب احمد الجمل النهطيعي المصري، وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثني الشمس محمد على البهي الطندتائي، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني السيد مرتضى الزبيدي، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني المعمر داؤد بن سليمان الخربتاوي، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني المعمر الشمس الفيومي، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثنا السيد يوسف الارميوني، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثنا الحافظ جلال الدين السيوطي، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثنا الجلال عبدالرحمن بن الملقن الانصاري، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثنا ،ابو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم الميدومي، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني أبو الفرج عبداللطيف بن عبدالمنعم الحراني ،وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا الحافظ أبو الفرج عبدالرحمن بن على ابن الجوزي، وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا الإمام أبو سعد إسماعيل بن أبي صالح أحمد بن عبدالملك النيسابوري، وهو اول حديث سمعته منه

البخاری کی قراءت کی، 130 ثلاثیات کے سماع کے بعد شیخ نے ہمارے لئے الگ الگ اجازتیں لکھیں، میں نے گزارش کی اجازت میں ہماری اولاد کو بھی شامل کر دیں، شیخ نے بخوشی اس کو منظور کر لیا، شیخ نے مجھے پہلے مفصل اجازت نامہ بھیجا تھا، لیکن بالمشافہہ اجازت کی اہمیت کے پیش نظر وقت کی تنگی اور شیخ کی تھکان کے باوجود ان سے اجازت لکھوالی، شیخ نے اجازت میں تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم: والصلاة والسلام على مولانا رسول الله، اجيز حضرة الفاضل الاجل الاستاذ الجليل السيد محمد اكرم الندوي واولاده اجازة عامة، واوصيه ان لاينساني من الدعاء الصالح

(بقیہ حاشیہ نمبر 129) قال أخبرنا والدي الامام ابو صالح احمد بن عبدالملك وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا جدي السراج عمر بن على بن الملقن المؤذن، وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثنا الأستاذ ابو طاهر محمد بن محمش الزيادي، وهو أول حديث سمعته منه قال: حدثنا أبو حامد احمد بن محمد بن يحيى بن بلال البزاز ، وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثنا عبدالرحمن بن بشر بن الحكم ، وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثنا سفيان بن عيينة، وهو أول حديث سمعته منه عن عمرو بن دينار، عن أبي قابوس مولى عبدالله بن عمرو بن العاص ، عن عبدالله بن عمرو ، رضى الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: "الراحمون يرحمهم الرحمن تبارک وتعالىٰ، ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء.

130 یہاں شیخ کی سند سے ثلاثیات بخاری میں سے ایک حدیث نقل کی جاتی ہے: أخبرنا الشيخ عبدالرحمن الكتاني سماعا عليه في بلد الله الحرام يوم السبت رابع عشر ذي الحجه سنة 1423ھ ،أنا والدي الحافظ عبدالحي الكتاني ، أنا عبدالله بن درويش العسكري ، أنا الوجيه عبدالرحمن الكزبري، أنا مصطفى الرحمتي ، أنا العارف عبدالغني النابلسي، أنا نجم الدين الغزي، أنا والدي بدر الدين الغزي، أنا الإمام أبو الفتح محمد بن أبي الحسن الإسكندري، أنا عائشة بنت ابن عبدالهادي، أنا أبو العباس أحمدبن أبي طالب الحجار، أنا أبو عبدالله الحسين بن لمظفر الداوودي، ثنا الحافظ أبو محمد عبدالله بن حمويه السرخسي، ثنا أبو عبدالله محمد بن يوسف بن مطر الفربري قال: حدثنا الإمام الحافظ أبو عبدالله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري رحمه الله تعالىٰ، قال: حدثنا المكي بن إبراهيم، قال: حدثنا يزيد بن أبي عبيد، عن سلمة رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من يقل على مالم أقل فليتبوأ مقعده من النار.

فی خلواته، والسلام. الحقیر عبد الرحمن بن الشیخ عبدالحی الکتانی، وکتب بمکة المکرمة 14ذی الحجة ۱۴۲۳ ھ

شیخ کی اجازت میرے لئے اس سفر کا سب سے بہتر تحفہ تھی، بہت خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ اس اجازت میں برکت عطا فرمائے اور حدیث کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔ میں نے شیخ سے دریافت کیا کہ کیا ان کو شیخ عبداللہ بن ادریس السنوسی سے اجازت حاصل ہے، شیخ نے فرمایا کہ ہاں، شیخ عبداللہ بن ادریس السنوسی محدث حجاز شاہ عبد الغنی دھلوی کے آخری شاگرد تھے، اس وقت پوری دنیا میں شیخ کتانی کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو شاہ عبدالغنی مجددی دھلوی کے کسی شاگرد سے روایت کرتا ہو، برصغیر کی اعلیٰ سندوں میں بھی شاہ عبدالغنی تک دو واسطے ہیں۔

محمد باذیب نے شیخ کتانی سے دریافت کیا کہ انہوں نے اپنے والد سے کون سی کتابیں پڑھی ہیں، فرمایا میں نے صحیح بخاری، موطا، سنن نسائی، شمائل ترمذی فہرس الفہارس کے مختلف حصے اور التراتیب الاداریۃ کا اکثر حصہ والد صاحب سے پڑھا ہے، اس کے بعد ہم نے شیخ سے دعا کی درخواست کی، اور انہوں نے ہاتھ اٹھا کر ہمارے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔

اب فجر کا وقت قریب آ رہا تھا، اس لئے ہم نے وہیں ہوٹل میں وضو کیا اور حرم شریف کی طرف چل پڑے راستہ میں حضور اکرم ﷺ کی جائے پیدائش سے گزر ہوا جو اب ایک مکتبہ کی شکل میں محفوظ کر دی گئی ہے۔

مکہ مکرمہ میں دوسرا دن

(14 ذی الحجہ 1423 ھ مطابق 15، فروری 2003ء بروز شنبہ)

شیخ عبدالرحمٰن الکتانی سے ملاقات کے بعد ہم لوگ صبح کے وقت حرم شریف کی طرف بڑھ رہے تھے کہ سوچا اپنے دوست سلمان ابوغدہ کو فون کر لوں، وہ المجمع الفقہی جدہ میں کام کرتے ہیں، اور اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لئے آئے ہیں، ان سے بات ہوئی، ان کو بھی ملنے کا شوق ہے۔ والدہ کی وجہ سے ان کی مشغولیت زیادہ ہے، طے ہوا کہ دن میں کسی اور وقت فون کروں اور پھر ملاقات طے کر لی جائے۔

فجر کی نماز کے بعد سیدھا اپنی قیامگاہ پر آیا، ازدحام کی وجہ سے پہنچنے میں دیر ہوئی اور تقریباً سات بجے پہنچا، چونکہ رات بھر نہیں سویا تھا، اس لئے فوراً سونے کے لئے لیٹ گیا، اچھی طرح نیند نہیں آئی پھر بھی گیارہ بجے تک لیٹا رہا، اٹھا، کچھ حرارت محسوس ہو رہی تھی، غسل کیا، طبیعت بہتر محسوس ہوئی، اور کارڈ پوسٹ کرنے چلا گیا، پوسٹ آفس کافی دور تھا، خط پوسٹ کئے اور ظہر کی نماز وہیں قریب ایک مسجد میں پڑھی نماز کے بعد واپس ہوا، راستہ میں ایک جگہ سموسے بک رہے تھے، ساتھیوں کے لئے تیس سموسے خریدے، اور قیامگاہ پر آ کر ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔

ہم لوگ سوا تین بجے عصر کی نماز کے لئے اٹھے، وضو کیا، اور حرم شریف میں عصر کی نماز پڑھی، حج کے بعد سے مشتاق صاحب کی ناک میں کافی درد چل رہا ہے اور زخم ہو گیا ہے، مشتاق صاحب کا خیال ہے کہ برف کے مس سے زخم ٹھیک ہو سکتا ہے، ہم لوگ مختلف دکانوں پر گئے لیکن کہیں برف نہیں ملی، میں نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ اپنے فریزر میں برف جما لیں، مشتاق صاحب نے یہ مشورہ قبول کیا، اور ہم اپنی قیامگاہ کی طرف چل پڑے، ہوٹل کے استقبالیہ سے میں نے شیخ محمد بن علوی مالکی کو فون کیا

تا کہ ان کے ساتھ ملاقات کا کوئی وقت طے ہو جائے، مجھ سے کہا گیا کہ میں مغرب کی نماز میں وہاں آ جاؤں۔

آج میں نے ابھی تک والدین سے ملاقات نہیں کی تھی، اور گھڑی میں پانچ بج رہے تھے۔ اپنے کمرہ میں آیا، ساتھیوں کے ساتھ تھوڑا وقت گزارا۔ اور اجازت لے کر سوا پانچ بجے والدین کی طرف چل پڑا، وہاں پانچ بج کر پینتیس منٹ پر پہنچا، کھانا کھایا اور وضو کیا اور چھ بجے یہاں سے نکل کھڑا ہوا، قریب ہی سے ٹیکسی لی، اور حی الرصیفہ، شارع المالکی کی طرف روانہ ہو گیا، شیخ محمد بن علوی مالکی کا مکان مسجد النور کے سامنے ہے، جلدی پہنچ گیا۔ اور مسجد میں داخل ہو کر قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی۔

شیخ محمد بن علوی مالکی سے ملاقات

شیخ محمد بن علوی مالکی کا تعلق اہل علم سادات کے خاندان سے ہے، اصلاً مراکش کے رہنے والے ہیں، ان کے والد اپنے زمانہ کے کبار علماء و مشائخ میں سے تھے، اور انہوں نے اپنی اولاد کے لئے اپنے زمانہ کے مسندین سے اجازت لی تھی۔ جس کی وجہ سی شیخ محمد بن علوی کی اسانید کافی عالی ہیں، اس وقت علو و کثرت اسناد میں بہ مشکل کوئی ان کے برابر ہوگا، مجھے ان سے بمکاتبہ اجازت حاصل ہے، اس حج میں پہلی بار ان سے ملاقات کا موقع مل رہا ہے۔

شیخ محمد بن علوی تصوف کے طرق کے متبع ہیں، اور علمائے حجاز کے مسلک کے مطابق میلاد، قیام، ذکر بالجہر والجماعۃ، اور سماع کے قائل ہیں، شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی تحریک کے مخالف ہیں۔

شیخ محمد بن علوی کی مخالفت

میں نے مسجد النور میں مغرب کی نماز پڑھی، اور نماز کے بعد باہر آیا، ایک سعودی نوجوان جو دیکھنے سے تعلیم یافتہ اور شریف معلوم ہو رہا تھا۔ اس سے میں نے شیخ کا پتہ معلوم کیا، وہ مسکرایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گیا، اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں شیخ کو کب سے جانتا ہوں اور کس نے مجھے ان کا پتہ بتایا، میں نے شیخ کی شہرت اور تصانیف کا تذکرہ کیا، اس نے مجھ سے کہا کہ ''الدین النصیحۃ'' اور کہا کہ میں خیر خواہی کے طور پر تم سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں سے دور رہو، ہمارے بعض علماء

131 شیخ محمد بن علوی نے میرے پاس جو اجازت نامہ بھیجا ہے اس میں شیوخ کی تعداد کافی زیادہ ہے، اور ان میں سے اکثر شیوخ کا شمار کبار مسندین میں سے ہوتا ہے، شیخ کی اعلیٰ سند شیخ معمر محمد عبداللہ العاقوری سے ان کی روایت ہے، اس سند سے میرے اور امیر کبیر صاحب "سد الارب من علوم الاسناد و الادب" کے درمیان صرف تین واسطے ہوتے ہیں و ذلک غایۃ فی العلوم و الحمدللہ رب العالمین۔

نے علوی مالکی کی تکفیر کی ہے، اگر تمہیں علم کی طلب ہے تو اور بہت سے علماء ہیں ان کے
پاس جاؤ، آخر محمد بن علوی مالکی کے پاس کیا ہے کہ جو دوسروں کے پاس نہیں ہے، میں
نے کہا کہ میں کتب حدیث کی قراءت اور اجازت کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اور اس
میں علماء نے توسع اختیار کیا ہے، امام بخاری نے عبیداللہ بن موسیٰ سے روایت کی ہے
حالانکہ ان پر تشیع کا الزام ہے، اسی طرح اور محدثین نے اہل بدعت سے روایت کی
ہے، اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا کہ میری ان کے متعلق کیا رائے ہے، میں نے کہا
کہ ہمارے علماء ان امور کو بدعت کہتے ہیں، اس کی سمجھ میں آ گیا کہ میرا مسلک شیخ محمد
بن علوی کے مسلک سے مختلف ہے۔ پھر بھی اس نے مجھ پر زور دیا کہ میں ان کے
پاس نہ جاؤں، کیونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ کافی دیر تک گفتگو رہی، میں اس نوجوان کی
بات سے بہت متاثر ہوا۔ اور خوشی ہوئی کہ سنت کے ایسے ہمدرد موجود ہیں۔ اس نے
اپنا نام بتایا، جو مجھے بھول گیا۔ اس کی نسبت ''الحارثی'' یاد ہے۔

شیخ علوی کے مدرسہ میں

اس سے رخصت ہو کر شیخ محمد بن علوی مالکی کے گھر میں داخل ہوا، دروازہ پر
ایک لحیم شحیم شخص ملے، پوچھنے لگے کہ وہ سعودی کیا کہہ رہا تھا، بتایا کہ وہ بار بار اپنی کار
کھولنے اور بند کرنے کے بہانے کوشش کر رہے تھے کہ ہماری بات سن سکیں، اور پھر کہنے
لگے کہ جو میلاد کا قائل نہ ہو وہ ہمارے گھر میں داخل نہ ہو، میں نے ان سے الجھنا
مناسب نہ سمجھا، میں نے کہا کہ شیخ سے ملنا چاہتا ہوں، کہاں ہیں، بتایا کہ اندر، ان کا
گھر اور مدرسہ ایک ساتھ ہے، بہت بڑا گھر ہے، مدرسہ کے ہال میں آج کی نشست
تھی۔ ہال بہت بڑا، اور ہر طرف دیوار پر مسجد نبوی اور مسجد حرام کی مختلف تصویریں
آویزاں تھیں، میں اندر داخل ہوا تو کافی لوگ بیٹھے ذکر کر رہے تھے، اور دیکھا کہ ایک
ادھیڑ عمر شخص درمیان میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، اور لوگ لائن لگا کر ان سے

مصافحہ کر رہے ہیں، میں نے کسی سے پوچھا کہ شیخ محمد علوی کون ہیں، اس نے ان کی
طرف اشارہ کیا، پھر کسی اور سے دریافت کیا، اس نے بھی انہیں کی طرف اشارہ کیا،
میں بھی لائن میں لگ گیا، میں نے مصافحہ کر کے اپنا تعارف شروع کیا، لیکن وہ کسی اور
طرف متوجہ تھے، میں رک گیا، انہوں نے کہا کہ میں اپنی بات جاری رکھوں، وہ سن
رہے ہیں، میری بات سننے کے بعد اپنے کسی مرید یا شاگرد سے میرا خیال رکھنے کو کہا۔
اس دوران قرآن شریف کے اجزاء حاضرین پر تقسیم کئے گئے درمیان میں
کھجوروں اور چائے قہوہ سے ضیافت ہوتی رہی، قرآن شریف کے ختم کے بعد قصیدہ
بردہ کے اشعار پڑھے جانے لگے اور دوسرے قصیدوں کا بھی دور شروع ہوا، اس دوران
شیخ نے میری طرف اشارہ کیا کہ سامنے آ کر بیٹھ جاؤں، پھر ذکر شروع ہوا اور مختلف
قصیدے اور نعتیں چلتی رہیں، تقریباً نو بجے تک یہ مجلس رہی، اس کے بعد اسی ہال میں
عشاء کی نماز پڑھی گئی، نماز کے بعد میں نے چاہا کہ شیخ سے ملوں، لیکن اس قدر بھیڑ تھی
اور لوگ شیخ کو اتنا گھیرے ہوئے تھے کہ میرے لئے ان کے قریب جانا آسان نہیں تھا،
منتظمین نے کہا کہ پہلے کھانا کھاؤں پھر شیخ سے ملاقات کروں، دیکھا کہ بریانی پکی
ہوئی ہے، اور کھانے کی بہتات ہے، اتنی سخاوت سے اس قدر کھانا کھلاتے ہوئے میں
نے کہیں نہیں دیکھا، بریانی میں گوشت کی فراوانی تھی، اور تیل بھی بہت تھا۔
کھانے کے بعد تھوڑی دیر انتظار کیا، پھر شیخ کے پاس جانے کی اجازت ملی،
وہاں ایران کے ایک شیخ بیٹھے ہوئے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ اہل سنت والجماعت اور
شیعہ کے درمیان اتحاد کے لئے کوشاں ہیں، میں نے سوچا کہ ہمارے سلفی بھائیوں کی
ناسمجھی، داعیانہ جذبہ کی کمی منہج نبوی سے بعد اور بات بات پر شرک و بدعت کے الزام
سے اہلسنت والجماعت کے لوگ ان سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ شیعوں سے دوستی
کرنے پر تیار ہیں، مجھے بڑا افسوس ہوا، مجھے اس شیعہ عالم کا طرز عمل اچھا نہیں لگا، اس
کی گفتگو مصنوعی اور مجاملت پر مبنی معلوم ہو رہی تھی۔

مسلسل بالاولیۃ کا سماع

تھوڑی دیر کے بعد شیخ نے مجھے اپنے قریب بیٹھایا اور حدیث الرحمۃ پڑھی ''الراحمون یرحمهم الرحمن تبارک وتعالیٰ ، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ''اور بتایا کہ اس کی اجازت ان کو اپنے والد شیخ علوی، شیخ حسن المشاط، شیخ فادانی، اور شیخ عبداللہ الغماری وغیرہ سے حاصل ہے۔132

132 حدیث مسلسل بالاولیۃ کی سب سے اونچی سند جو شیخ محمد بن علوی کے پاس ہے، اسے یہاں نقل کرتا ہوں: أخبرنی المحدث الکبیر العالم المسند السید محمد بن علوی المالکی فی منزله ببلد الله الحرام یوم السبت رابع عشر ذی الحجة سنة 1423ھ وهو أول حدیث سمعته منه، قال المعمر الشریف عبدالکبیر محمد الماحی بن إبراهیم الصقلی الحسینی بالمسجد النبوی الشریف، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنی حدثنا السید علیٰ بن ظاهر الوتری المدنی، وهو أول حدیث سمعته منه، بالمدینة المنورة ،قال حدثنی الشهاب احمد منة الله المالکی الازهری، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنی الوجیه عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمن الکزبری، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنی شمس الدین محمد بن بدیر المقدسی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنی ابو النصر مصطفی الدمیاطی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا الشمس محمد بن احمد بن عقیلة، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا المعمر محمد بن عبدالعزیز الزیادی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا ابو الخیر ابن عموس الرشیدی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا شیخ الاسلام القاضی ابو یحیی زکریا بن محمد الانصاری، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا به الحافظ أبو الفضل احمد ابن حجر العسقلانی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا به الحافظ أبو الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهیم المیدومی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنی أبو الفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرانی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال أخبرنا الحافظ أبو الفرج عبدالرحمن بن علی ابن الجوزی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال أخبرنا الإمام ابوسعد إسماعیل بن ابی صالح أحمد بن عبدالملک النیسابوری، وهو أول حدیث سمعته منه، قال أخبرنا والدی الإمام أبو صالح أحمد بن عبدالملک المؤذن، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا الأستاذ أبوطاهر محمد بن محمد بن محمش الزیادی، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا ابو حامد أحمد بن محمد بن یحیىٰ بن بلال البزاز، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا عبدالرحمن بن بشر بن الحکم، وهو أول حدیث سمعته منه، قال حدثنا سفیان بن عیینة، وهو أول حدیث سمعته منه، عن عمرو بن دینار، عن أبی قابوس مولی عبدالله بن عمرو بن العاص ، عن عبد الله بن عمرو ، رضی الله عنهما، ان رسول الله ﷺ قال: "الراحمون یرحمهم الرحمن تبارک وتعالی، ارحموا من فی الأرض یرحمکم من فی السماء۔

دیگر مسلسلات کی اجازت

اس کے بعد شیخ نے مجھے حدیث مسلسل بالمصافحہ133 حدیث مسلسل بالمشابکۃ134،

133 حدیث مسلسل بالمصافحہ کا متن صحیح ہے، البتہ مصافحہ کے تسلسل کے ساتھ اس کی روایت پر علماء کو کلام ہے، پوری سند سے حدیث یہاں ذکر کی جاتی ہے: صافحنی الشیخ محمد بن علوی المالکی، قال: صافحنی والدی السید علوی بن السید عباس المالکی، قال: صافحنی شیخنا محمد حبیب الله الشنقیطی ، قال: صافحنی شقیقی العلامة الشیخ محمد العاقب بن الشیخ سیدی عبدالله بن مایابا، قال: صافحنی العلمة سیدی محمد بن داداه بسند عال الی الشیخ محمد الیدالی صاحب التفسیر الذهب الابریز، قال: الشاب الصالح احمد بن محمد بن موسی بن عجیل الزبیدی قال: صافحنی الفقیه الاجل سیدی احمد بن حبیب الوادانی قال: صافحنی احمد بن محمد بن خالد الجرسیغی، قال: صافحنی سیدی احمد بن ابی القاسم بن سیدی عبدالله الجرسیغی، قال: صافحنی سیدی سعید بن عبدالله النهلی، قال: صافحنی الامام الخطیب سیدی عبدالرحمن التلمسانی، قال: صافحنی الامام القدوة ابو الفضل یحییٰ بن عبدالله بن سعید بن عبدالمنعم الحاجبی المنانی، قال: صافحنی ابو العباس احمد بن محمد بن آذفل السوسانی ، قال: صافحنی محمد بن محمد البکری الصدیقی، قال: صافحنی شیخ الاسلام زکریا الانصاری، قال: صافحنی الحافظ رضوان المستملی، قال: صافحنی أبو الطاهر الشرف ابن الکویک، قال: صافحنی، أبو إسحاق إبراهیم بن علی حضوراً وأنا فی الرابعة، قال: صافحنی النجیب أبوعبدالله الخویی، قال: صافحنی أبو المجد محمد بن الحسین القزوینی، قال: صافحنی أبو بکر بن إبراهیم الشحاذی، قال: صافحنی أبو الحسن علی بن محمد بن أبی زرعة، قال: صافحنی ابو منصور عبدالرحمن بن عبدالله الطبری الزازی، قالصافحنی ابو محمد عبدالملک بن نجید البغوی، قال صافخی أبو القاسم عبدان بن حمید المنبجی، قال: صافحنی عمر بن سعید، قال: صافحنی أحمد بن دهقان ، قال: صافحنی خلف بن تمیم قال: دخلنا علی أبی هرمز نعوده فصافحنی، وقال: دخلنا علی أنس بن مالک رضی الله عنه نعوده، فصافحنا، وقال: صافحت بکفی هذه کف رسول الله ﷺ، فما مسست خزا ولا حریرا ألین من کف رسول الله ﷺ اخرج هذا الحدیث الباجی فی "مسلسلاته" وابن المفضل والتمیمی فی مسلسلاتهما، والحدیث متکلم فیه بالتضعیف والوضع، وان کان المتن صحیحا کما أخرجه البخاری واحمد بن حنبل۔

134 حدیث مسلسل بالمشابکۃ کی بنیاد خواب پر ہے، اس کی سند و متن دونوں کے بارے میں علماء کو کلام ہے، اس لئے اسے یہاں نقل نہیں کیا جا رہا ہے۔

اور حدیث مسلسل بالمحبۃ 135 وغیرہ کی اجازت دی، شیخ نے میری اولاد کو بھی میرے ساتھ اجازت عامہ عطا کی، اور اپنی متعدد اثبات، موطا بروایت ابن القاسم 136

135 حدیث مسلسل بالمحبۃ درج ذیل ہے۔ أخبرني السيد محمد بن علوى المالكي، قال: أخبرني والدى السيد علوى المالكي قال: أخبرني الشيخ فالح الظاهرى، قال: أخبرني الشريف محمد بن على السنوسى، قال: أخبرني الجمال عبدالحفيظ العجيمي قال: أخبرني محمد هاشم بن عبدالغفور السندى، قال: حدثني عيد بن على النمرسى البرلسى، قال: أخبرني المعمر محمد البهوتيُ الحنبلي، عن عبدالرحمن البهوتي، عن نجم الدين الغيطي، عن ابى الفضل الجلال السيوطي، قال: أخبرني أبو الطيب أحمد بن محمد الحجازى الأديب، قال: أخبرنا قاضى القضاة مجد الدين إسماعيل بن إبراهيم الحنفي، قال: أخبرنا الحافظ أبوسعيد العلائى، قال: أخبرنا ابو طاهر السلفى قال اخبرنا محمد بن عبدالكريم قال اخبرنا ابو على بن شاذان، قال أخبرنا أحمد بن محمد الأرموى، قال: أخبرنا عبدالرحمن بن مكى، قال: أخبرنا أحمد بن سليمان النجاد، قال: حدثنا أبوبكر بن أبى الدنيا، قال: حدثنا الحسن بن عبدالعزيز الجروى، قال: حدثنا عمرو بن مسلم التنيسى، قال حدثنا الحكم بن عبدة، قال اخبرنى حيوة بن شريح، قال: أخبرني عقبة بن مسلم عن أبى عبدالرحمن الحبلى، عن الصنابحى، عن معاذ بن جبل رضى الله عنه قال قال لى رسول الله ﷺ: يا معاذ إنى أحبك فقل: الهم أعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك، وفى رواية: وأوصيك أن لاتدعن دبر كل صلاة أن تقول: اللهم، أعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك، قال الصنابحى: قال لي معاذ: وأنا احبك فقل، وكذلك قال كل راو لمن روى عنه: أنى احبك فقل، إلى أن وصل إلينا فقال لى شيخنا السيد محمد بن علوى: انى أحبك فقل. قال الشيخ ابن عقيلة رحمه الله: اخرج هذا الحديث الديلمى فى "الفردوس" مسلسلا، وأخرجه أبو داود، والنسائى، وقال السيوطى: انه صحيح الاسناد، وجزم السخاوى بصحة متن هذا التسلسل واسناده۔

136 ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن القاسم العتقی (132-191) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگردوں، اور موطا کے مشہور راویوں میں سے ہیں، آپ کا نسخہ موطا علماء میں متداول رہا ہے، ابوالحسن علی بن محمد بن خلف المعافری المعروف بابن القابسی (324-403ھ) نے اس نسخہ کی تلخیص کی، اور اسے امام مالک کے شیوخ کے ناموں پر مرتب کیا، اس میں کل 527 حدیثیں ہیں شیخ محمد بن علوی مالکی نے تین مخطوطات کی روشنی میں اسے ایڈٹ کیا، اور اس کی عالمانہ ومحققانہ خدمت کی، ذیل میں شیخ محمد بن علوی کے واسطے سے ابن القاسم تک اپنی سند لکھ رہا ہوں: ارویہ عن السيد محمد بن علوى المالكى، عن محمد العربى بن التبانى، عن محمد بن محمد بن عبدالقادر القرشى المالكى عن ابى العباس احمد بن الطالب القرشى السودى عن سيدى بدر الدين

اور بعض دوسری کتابیں ہدیہ کیں، میں نے عرض کیا کہ میں ان سے پوری موطا پڑھنا چاہتا ہوں، فرمایا کہ مشغولیت کی وجہ سے پوری موطا مشکل ہے لیکن کچھ ممکن ہے، کل صبح آ جاؤ میں اجازت لے کر وہاں سے نکلا، اور تقریباً گیارہ بجے رہائش پر پہنچا، ساتھی لیٹ چکے تھے۔

(بقیہ حاشیہ نمبر 136) الحموى عن سيدى التاوزى بن سيدى الطالب القرشى عن محمد بن عبدالسلام بنانى الفاسى، عن والده عبدالقادر الفاسى، عن عمه ابى زيد عبدالرحمن بن محمد الفاسى، عن الامام القصار عن الجنوى عن سقين العاصمى، عن زكريا الانصارى، عن الحافظ ابن حجر، عن ابى اسحاق التنوخى، عن ابى العباس الحجار، عن ابى الفضل الهمدانى، عن عبدالله العثمانى، عن ابى عبدالله محمد بن منصور الزاهد، عن ابى العباس احمد بن سعيد بن عيسى، عن ابى القاسم عبدالرحمن الغافقى، عن مؤمل بن يحيىٰ عن محمد بن عمر، عن الحارث بن مسكين، عن ابن القاسم، عن مالك بن انس۔

مکہ مکرمہ میں تیسرا دن

(15 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 16 فروری 2003 بروز یکشنبہ)

صبح سویرے اٹھا، غسل کیا، جسم میں حرارت اور تھکان تھی، کمرہ ہی میں نماز پڑھی، نماز کے بعد ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، لیکن بخار کی وجہ سے زیادہ نہ لکھ سکا، آرام کے لئے لیٹ گیا، لیٹنا ہی تھا کہ مشتاق صاحب آگئے، تھوڑی دیر بات چیت ہوئی، پھر چائے آئی۔ ہلکا سا ناشتہ کیا، اور لیٹ گیا، بار بار نیند اس خیال سے کھلتی رہی کہ دس بجے شیخ محمد بن علوی کے پاس پہنچنا ہے، پونے دس بجے کے قریب اٹھا، اور تیار ہو کر نکل پڑا۔

شیخ محمد علوی مالکی کی خدمت میں

ساڑھے دس بجے کے قریب شیخ کی خدمت میں پہنچا، شیخ اپنے گھر کے استقبالیہ میں بیٹھے ہوئے تھے، دو طالبعلم ان کے پاؤں دبا رہے تھے، مجلس میں کچھ اور لوگ حاضر تھے، کچھ لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ صبح کے وقت شیخ سے موطا پڑھنے والا ہوں، وہ بھی موجود تھے، ان میں لبنان کے ایک طالبعلم تھے، جن کے اندر کافی شوق تھا، انہیں میں نے کچھ مسندین کے پتے دیئے۔

موطا کی قراءت

اس کے بعد میں نے موطا الامام مالک (روایت یحیی) کی ابتدئے کتاب سے قراءت شروع کی۔ میں نے حدیث نمبر 25 تک پڑھا (یعنی باب النھی عن الصلاۃ سے ایک حدیث پہلے تک) اس کے بعد ایک اور صاحب نے باب وضوالنائم تک پڑھا۔ پھر میں نے موطا کی آخری حدیث پڑھی، اور ایک دوسرے صاحب نے آخر سے پہلی دو حدیثیں پڑھیں۔ [137]

---

137 یہاں شیخ کی سند سے موطا کی پہلی حدیث درج کرتا ہوں: اخبرنی شیخنا العلامۃ المحدث السیدمحمد بن علوی المالکی قراءۃ منی علیہ، قال: اخبرنا الشیخ محمد زکریا الکاندھلوی، انا الامام المحدث خلیل أحمد السھار نفوری، عن الشیخ عبدالغنی بن ابی سعید المجددی، عن الإمام محمد إسحاق الدھلوی، أنا جدی لأمی العلامۃ المحدث عبدالعزیز بن احمد بن عبدالرحیم الدھلوی، أنا والدی الإمام أحمد بن عبدالرحیم الدھلوی، أنا الشیخ محمد و فد اللہ المکی، أنا حسن العجیمی، عن أحمد بن محمد العجل، عن یحیی بن مکرم الطبری، عن الشرف عبدالحق بن محمد السنباطی، أنا البدر الحسن بن محمد بن أیوب الحسنی النسابۃ، أنا عمی أبومحمد الحسن بن أیوب النسابۃ، أنا أبو عبداللہ محمد بن جابر الوادی آشی، أنا أبو محمد عبد اللہ بن محمد بن ھارون الطائی القرطبی، أنا القاضی ابو العباس أحمد بن یزید بن بقی القرطبی، أنا محمد بن عبدالرحمن بن عبدالحق الخزرجی القرطبی، أنا أبو عبداللہ محمد بن فرج مولی بن الطلاع القرطبی، أنا القاضی أبو الولید یونس بن عبداللہ بن مغیث الصفار، أنا أبو عیسی یحیی بن عبداللہ بن

صحیح بخاری کی قرأت

بخاری شریف میں شروع سے چوتھی حدیث تک میں نے پڑھی، اور ایک دوسرے صاحب نے پانچویں حدیث پڑھی جس میں تسلسل بتحریک الشفتین کا تذکرہ ہے، شیخ نے فرمایا کہ میں نے مسلسلات کی کتابوں میں تلاش کیا کہ اس مسلسل کا کہیں تذکرہ ہے، لیکن مجھے نہیں ملی۔ پھر شیخ نے اپنے ہونٹ ہلا کر دکھایا کہ کس طرح سے تحریک الشفتین ہوئی تھی، اس کے بعد چھٹی حدیث ایک اور صاحب نے پڑھی۔138

(بقیہ حاشیہ نمبر 137) یحیٰی بن، أنا عم والدی أبو الولید یونس بن عبداللہ بن مغیث الصفار، أنا أبو عیسی یحیی بن عبداللہ بن یحیٰی، بن یحیی أنا والدی ابو مروان عبید اللہ بن یحیٰی انا والدی یحیٰی بن یحیی الیثی المصمودی، أنا إمام دار الهجرة مالک بن، أنس عن ابن شهاب ان عمربن عبدالعزیز أخر الصلاة یوما، فدخل علیه عروة بن الزبیر، فأخبره أن المغیرة بن شعبة أخر الصلاة یوما وهو بالکوفة، فدخل علیه أبو مسعود الأنصاری، فقال: ماهذا یا مغیرة، ألیس قد علمت، أن جبریل نزل فصلی فصلی رسول اللهﷺ ثم صلی فصلی رسول اللهﷺ ثم صلی فصلی رسول اللهﷺ ثم صلی فصلی رسول اللهﷺ ثم قال: بهذا أمرت، فقال عمر بن عبدالعزیز: اعلم ماتحدث به یاعروة، أو أن جبریل هو الذی أقام لرسول اللهﷺ وقت الصلاة، قال عروة: کذالک کان بشیر بن أبی مسعود الأنصاری یحدث عن أبیه، قال عروة: ولقد حدثتنی عائشة زوج النبیﷺ أن رسول اللهﷺ کان یصلی الصر والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر ۔

138۔ شیخ کی سند سے بخاری کی حدیث مسلسل بتحریک الشفتین نقل کرتا ہوں: أخبرنی شیخنا العلامة المحدث السید محمد بن علوی المالکی سماعا علیه فی بیته ببلد الله الحرام، قال أنا والدی السید علوی المالکی، والشیخ حسن المشاط، قالا: اخبرنا محدث الحرمین عمر حمدان المحرسی، أنا السید محمد ابو النصر الخطیب، أنا الوجیه عبدالرحمن الکزبری، أنا مصطفی الرحمتی، أنا العارف عبدالغنی النابلسی، أنانجم الدین الغزی، أنا والدی بدر الدین الغزی، أنا الأمام أبو الفتح محمد بن أبی الحسن الإسکندری، أنا عائشة بنت ابن عبدالهادی، أنا أبو العباس أحمد بن أبی طالب الحجار، أنا أبو عبدالله الحسین بن المبارک الزبیدی، أنا أبو الوقت عبدالأول بن عیسی الهروی، ثنا الإمام أبو الحسن عبدالرحمن بن محمد بن المظفر الداوودی، ثنا الحافظ أبو محمد عبدالله بن حمویه السرخسی، ثنا أبو عبدالله محمد بن یوسف بن مطر الفربری، قال: حدثنا الإمام الحافظ أبو عبدالله محمد بن إسماعیل بن إبراهیم بن المغیرة البخاری رحمه الله تعالی، قال: حدثنا

صحیح مسلم کی قرأت

میں نے صحیح مسلم کتاب الایمان کی پہلی حدیث پڑھی، ایک صاحب نے اس کے بعد دو حدیثیں، اور ایک صاحب نے اس کے بعد حدیث علم الغیب پڑھی۔139

(بقیہ حاشیہ نمبر 138) موسی بن اسماعیل، قال: حدثنا ابوعوانة قال: حدثنا موسی بن ابی عائشة، قال: حدثنا سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ "لاتحرک به لسانک لتعجل به" قال: کان رسول اللهﷺ یعالج من التنزیل شدة، وکان مما یحرک شفتیه، فقال ابن عباس: فانا احرکهمالکم کما کان رسول اللهﷺ یحرکهما، وقال سعید: انا حرکهما کمارایت ابن عباس یحرکهما، فحرک شفتیه، فانزل الله تعالیٰ "لاتحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه" قال: جمعه لک فی صدرک وتقرأه "فاذا قرأناه فاتبع قرآنه" قال: فاستمع له وانصت "ثم ان علینا بیانه" ثم ان علینا ان نقرأة، فکان رسول اللهﷺ بعد ذلک اذا اتاه جبریل استمع، فاذا انطلق جبریل قرأه النبیﷺ کما قرأه۔

139۔ یہاں سند کے ساتھ پہلی حدیث درج ہے: أخبرنی شیخنا العلامة المحدث السید محمد بن علوی المالکی قراءة منی علیه فی بیته ببلد الله الحرام، قال: أنا والدی السید علوی المالکی والشیخ حسن المشاط، قالا: اخبرنامحدث الحرمین عمر حمد ان المحرسی أنا السید محمد ابو النصر الخطیب، أنا الوجیه الکزبری، أنا الحافظ محمد مرتضی الزبیدی، أنا احمد بن سابق بن رمضان، أنا الشمس البابلی، أنا الشمس محمد الرملی أنا القاضی زکریا الانصاری، أنا محمد بن مقبل، أنااصلاح بن ابی عمر المقدسی أنا الفخر أبو الحسن ابن البخاری، أنا المؤید ب محمد الطوسی، أنا فقیه الحرم أبو عبدالله محمد بن الفضل الفراوی، أنا أبو الحسن عبدالغافر بن محمد الفارسی، أنا أبو أحمد محمد بن عیسی الجلودی، أخبرنا أبو أسحاق إبراهیم بن محمد بن سفیان عن الإمام الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری: حدثنی أبو خیثمة زهیربن حرب حدثنا وکیع، عن کهمس، عن عبدالله بن بریدة، عن یحییٰ بن یعمر (ح) وحدثنا عبیدالله بن معاذ العنبری، وهذا حدیثه: حدثنا أبی، حدثنا کهمس، عن ابن بریدة، عن یحییٰ بن یعمر، قال: کان أول من قال فی القدر بالبصرة معبد الجهنی، فانطلقت أنا وحمید بن عبدالرحمن الحمیری حاجین أومعتمرین، فقلنا: لو لقینا أحدا من أصحاب رسول اللهﷺ فسألناه عما یقول هؤلاء فی القدر، فوفق لنا عبدالله بن عمر بن الخطاب داخلاً المسجد، فاکتنفته أنا وصاحبی أحدنا عن یمینه والآخر عن شماله، فظننت أن صاحبی سیکل الکلام إلی، فقلت: أباعبدالرحمن، إنه قد ظهر قبلنا ناس یقرؤون القرآن ویتقفرون العلم، وذکر من شأنهم، وأنهم یزعمون أن لاقدر، وأن الأمر أنف قال: فاذالقیت أولئک فأخبرهم أنی بری منهم، وأنهم برآء منی، والذی یحلف به عبدالله بن

سنن ابی داؤد کی قرأت

سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ کی پہلی حدیث میں نے پڑھی، ایک صاحب نے اس کے بعد ایک حدیث اور ایک صاحب نے تیسری حدیث پڑھی۔ 140

(بقیہ حاشیہ نمبر 139) عمر، لو أن لأحدهم مثل أحد ذهبا فأ نفقه ماقبل الله منه حتى يؤمن بالقدر، ثم قال: حدثني أبي عمر بن الخطاب، قال: بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم، إذطلع علينا رجل شديد بياض الثياب، شديد سواد الشعر، لايرى عليه أثر السفر، ولايعرفه منا أحد، حتى جلس إلى النبي ﷺ فأسند ركبتيه إلى ركبتيه، ووضع كفيه على فخذيه، وقال: يا محمد أخبرني عن الإسلام، فقال رسول الله ﷺ: الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ﷺ، وتقيم الصلوة، وتؤتي الزكاة، وتصوم رمضان، وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا، قال: صدقت، فعجبناله يسأله ويصدقه، قال: فأخبرني عن الإيمان، قال: أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره، قال: صدقت، قال فأخبرني عن الإحسان، قال أن تعبد الله كانك تراه، فإن لم تكن تراه فإنه يراک، قال: فأخبرني عن الساعة، قال: ماالمسؤول عنها بأعلم من السائل، قال: فأخبرى عن أماراتها قال: أن تلد الأمة ربتها، وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان، قال: ثم انطلق، فلبثت مليا، ثم قال لي: ياعمر أتدرى من السائل؟ قلت: الله ورسوله أعلم، قال: فإنه جبريل أتاكم يعلمكم دينكم۔

140 شیخ کی سند سے ابوداؤد شریف کی ایک حدیث: أخبرني شيخنا العلامة المحدث السيدمحمد بن علوى المالكي سماعا عليه في بيته ببلد الله الحرام، انا الشيخ امين بن محمود خطاب السبكي صاحب "تكملة المنهل العذب المورود شرح سنن ابي داؤد"، أنا والدى الشيخ محمود محمد خطاب السبكي صاحب "المنهل العذب المورود شرح سنن ابي داؤد"، أنا الشيخ محمد عليش انا محمد الامير الصغير انا والدى محمد الامير الكبير انا البدر الخفني أنا البدير أنا الملاابراهيم الكردى، أنا صفي الدين القشاشي أنا احمد بن عبدالقدوس الشناوى أناالشمس محمد الرملي، أنا القاضي زكريا الأنصارى، أنا محمد بن مقبل الحلبي، أنا الصلاح بن أبي عمر المقدسي، أنا الفخر على البخارى، أنا أبو حفص عمر ابن طبرزد، أنا أبو البدر الكرخي وأبو الفتح الميدومي، أنا الحافظ أبوبكر الخطيب، أنا أبو عمر القاسم بن جعفر البغدادى، أنا أبوعلي محمد بن أحمد اللؤلؤى، أنا الحافظ أبو داود سليمان بن الأشعث الشجستاني رحمه الله تعالى، قال: حدثنا موسى بن اسماعيل، ثنا حماد، اخبرنا ابو التياح، قال: حدثني شيخ قال: لما قدم عبدالله بن عباس البصرة فكان يحدث عن ابي موسى، فكتب عبدالله الى ابي موسى يساله عن اشياء، فكتب اليه ابوموسى اني كنت مع رسول الله ﷺ ذات يوم فاراد ان يبول فاتى دمثافي اصل جدار، فبال، ثم قال: اذا اراد احدكم ان يبول فليرتد لبوله موضعا۔

مسلسلات

اس کے بعد شیخ نے حدیث الاولیۃ کی سامعین کو اجازت دی اور مسلسلات میں سے حدیث محبۃ پڑھی، اور کہا کہ "إني احبک" 141 "مسلسل بیوم عاشور" 142 بھی پڑھی، لیکن ہمارے لئے تسلسل نہیں تھا، میں نے عرض کیا کہ انشاء اللہ آئندہ عاشوراء کے موقع پر حاضر ہوں گا۔ اس کے بعد شیخ نے سورہ الصف 143 پڑھ کر سنائی

141 حدیث مسلسل بالمحبۃ سند کے ساتھ پیچھے گزر چکی ہے۔

142 چونکہ اس حدیث کا تسلسل مجھے حاصل نہیں، اس لئے یہاں اسے ذکر نہیں کر رہا ہوں۔

143 حدیث مع سند: أخبرني شيخنا العلامة المحدث السيد محمد بن علوى المالكي، وقد قرا علينا سورة الصف، قال: أنا والدى السيد علوى المالكي قال: أخبرنا محدث الحرمين عمر حمدان المحرسي، أنا الشيخ فالح الظاهرى أنا الشريف محمد بن علي السنوسي أنا الشيخ على الميلي الازهرى المالكي، انا السيد مرتضى الزبيدى أنا نور الدين على بن مكرم الله العدوى، أنا الشمس محمد بن عقيلة المكي، قال: أخبرني الشيخ أحمد النخلي عن الشيخ محمد بن العلاء البابلي، عن الشهاب أحمد بن محمد الشلبي الحنفي، عن النجم محمد الغيطي، عن شيخ الإسلام زكريا الإنصارى، عن الحافظ أبي النعيم رضوان بن محمد العقبي، عن أبي إسحاق إبراهيم بن أحمد التوخي، عن أبي العباس أحد بن ابي طالب الحجار، عن ابي المنجا عبدالله بن عمر اللتي عن ابي الوقت عبدالاوّل بن عيسى الهروى، عن أبي الحسن عبدالرحمن بن محمد الداوودى، عن أبي محمد عبدالله بن أحمد بن عيسى بن عمر السرخسي، عن أبي محمد عبد الله بن عبدالرحمن الدارمي، قال: حدثنا محمد بن كثير عن الأوزاعي، عن يحيىٰ بن أبي كثير، عن أبي سلمة بن عبدالرحمن بن عوف، عن عبدالله بن سلام رضي الله عنه قال: قعدنا نفرا من أصحاب رسول الله ﷺ فتذاكرنا، فقلنا: لونعلنم أى الاعمال أقرب إلى الله عزوجل لعملناه، فأنزل الله عزوجل: "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ، يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ" حتى ختمها، قال عبدالله بن سلام: فقرأها علينا رسول الله ﷺ عليه وسلم حتى ختمها، قال أبو سلمة: فقرأها علينا ابن سلام حتى ختمها، وكذلك قال كل واحد من الرواة حتى وصل إلينا، هذا حديث صحيح الإسناد والتسلسل، أخرجه الترمذى في جامعه، أبواب تفسير القرآن، والحاكم في المستدرك، كتاب الجهاد، وكتاب التفسير، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔

اور فرمایا کہ یہ اصح المسلسلات ہے۔ پھر کھجور اور پانی سے ہماری ضیافت کی، اور حدیث مسلسل بالاسودین پڑھی، اور واضح کیا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔[144] مسلسل بیوم العید[145] کی بھی اجازت دی۔

کتابوں کا تحفہ

شیخ نے اپنی اور اپنے والد صاحب کی تصنیفات ہدیہ کیں، اور کھجوروں اور حلوے کا تحفہ پیش کیا۔ اور واپسی میں مصافحہ کیا، تاکہ مسلسل بالمصافحہ بھی حاصل ہو جائے۔ شیخ نے مجھے کل بھی اس کی اجازت دی تھی۔ آخر میں شیخ نے اجازت عام دی۔

شیخ کے پاس سے واپسی

شیخ سے رخصت ہو کر والدین کے پاس آیا، وہاں کھانا کھایا، اور کھانے کے بعد اپنی قیامگاہ پر آ گیا، یہاں کچھ دیر تک آرام کیا، اور عصر کی نماز کے بعد میں اور مشتاق صاحب ٹیلیفون کرنے کے لئے نکلے، آکسفورڈ خیریت معلوم کرنے کے لئے فون کیا۔ اہلیہ اور بچوں سے بات ہوئی، یہ جان کر بڑا افسوس رہا کہ حسنی کی طبیعت اچھی نہیں چل رہی ہے، اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے نوازے۔

محمد الرشید سے گفتگو

اس کے بعد شیخ احمد عاشور کو مدینہ منورہ فون کیا، انہوں نے بتایا کہ میں نے بہت اچھے وقت میں فون کیا ہے، محمد الرشید ابھی یہاں پہنچے ہیں، محمد الرشید سے بات ہوئی۔ محمد الرشید حج میں آئے تھے، ان کے پاس مجھ سے رابطہ قائم کرنے کا کوئی نمبر نہیں تھا، اور حج کی مشغولیات کی وجہ سے میں نے بھی شیخ مجد مکی کو فون نہیں کیا تھا۔ ورنہ

144 حدیث کے موضوع ہونے کی وجہ سے اسے یہاں نقل نہیں کر رہا ہوں۔

145 چونکہ اس کا تسلسل مجھے حاصل نہیں اس لئے اسے یہاں ذکر نہیں کر رہا ہوں۔

ان سے اور دوسرے مشائخ سے ملاقات ہو جاتی۔ محمد الرشید کے گھر میں کوئی ماتم ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے ان کو فوراً ریاض جانا ہے۔ ہو سکتا ہے میری روانگی سے پہلے ملاقات کے لئے آئیں۔

جدہ جانے کا پروگرام

اس کے بعد میں نے مجد مکی کو فون کیا، انہوں نے بتایا کہ وہ آج شام کو جدہ جا رہے ہیں، اگر میں چاہوں تو ان کے ساتھ چل سکتا ہوں۔ میں نے رات جدہ میں گزارنا مناسب نہیں سمجھا، اس لئے معذرت کر دی کہ میں کل صبح جدہ آؤں گا، اور ان کی رہنمائی میں مشائخ سے ملاقات کروں گا۔

دار القلم کے مالک استاذ محمد علی دولہ سے بھی فون پر بات کی، انہوں نے کل لنچ کی دعوت دی ہے۔ صبح ان کے لڑکے مکہ مکرمہ تشریف لا رہے ہیں، ہو سکتا ہے ان کی معیت میں گیارہ بجے کے قریب جانا ہو، پبلک ٹرانسپورٹ سے جانے میں اندیشہ ہے کہ راستہ ہی سے واپس کر دیں، کیونکہ حاجیوں کو حرمین شریفین کے علاوہ کہیں اور جانے کی اجازت نہیں۔ استاذ محمد علی دولہ نے بتایا کہ برادر مکرم سعید مرتضیٰ ندوی بھی حج میں آئے ہیں، اور مجھے ان کا موبائل نمبر دیا، سعید بھائی سے بات ہوئی، انہوں نے بتایا کہ کل تک وہ مکہ مکرمہ میں تھے، آج جدہ میں ہیں اور پرسوں وہاں سے روانہ ہوں گے، میں نے بتایا کہ کل میں جدہ آ رہا ہوں، اور محمد علی دولہ کے یہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔

فون کے بعد میں اور مشتاق صاحب نماز کے لئے نکلے، راستہ میں حاجی اسلم خان کی قیامگاہ تھی، ہم لوگ ان سے ملنے چلے گئے، کچھ دیر ان کے پاس بیٹھے، پھر ہم تینوں مغرب کی نماز کے لئے ایک ساتھ نکلے، ہمیں حرم شریف کے زیریں حصہ میں جگہ ملی، قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دی۔ نماز کے بعد حاجی اسلم خان اور

مشتاق صاحب عمرہ کے لئے مسجد عائشہ جارہے ہیں، حاجی صاحب نے دس بجے کے قریب کھانے کی دعوت کے لئے کہا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ مغرب کے بعد والدین کے پاس چلا گیا اور کچھ دیر تک ان کے پاس رہا، سوا دس بجے کے قریب حاجی اسلم خان کی رہائش پر گیا، ابھی ان کی واپسی نہیں ہوئی ہے، اب پتہ نہیں کب کھانا ہوتا ہے۔

میں تقریباً بارہ بجے لیٹ گیا۔ ابھی اچھی طرح نیند نہیں آئی تھی کہ حاجی اسلم اور حاجی مشتاق صاحب کھانا لے کر آ گئے، رات کافی ہو چکی تھی، اور ساتھی ڈسٹرب بھی ہو رہے تھے، بہر حال تھوڑا سا کھانا کھایا۔ رات میں اچھی طرح نیند نہیں آئی۔

مکہ مکرمہ میں چوتھا دن

(16 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 17 فروری 2003ء بروز دوشنبہ)

صبح ساڑھے چار بجے اٹھا، وضو کیا، حرم شریف میں جا کر وتر پڑھی، اور تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ اذان کے بعد سنت پڑھی، اور جماعت سے فارغ ہو کر میں باب العمرہ کی طرف نکلا سامنے دو ایک مکتبوں میں گیا، جب نمازیوں کی بھیڑ میں کچھ کمی ہوئی تو ہوٹل کی طرف چل پڑا، اور آ کر سو گیا۔

سوا دس بجے اٹھا، غسل کیا، کپڑے تبدیل کئے، اور جدہ جانے کے لئے تیار ہو کر نکلا، قریب ہی سے فون کیا، استاذ محمد علی دولہ نے بتایا کہ ان کے صاحبزادے ڈیڑھ بجے کے قریب مجھے باب العمرہ کے سامنے المکتبۃ الامدادیۃ سے لیں گے۔ فون کر کے میں ہوٹل میں آ گیا۔ پھر میں اور مشتاق صاحب چائے پینے کے لئے اترے، ہم نے چائے پی اور ظہر کی نماز کے لئے چل پڑے۔ مسجد حرام کے تہ خانہ میں جگہ ملی، قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اذان کے بعد جماعت سے نماز پڑھی، قریب ہی ڈیوزبری کے مولانا یعقوب صاحب قاسمی تھے، ان سے ملاقات کی اور کچھ بات چیت ہوئی، ان سے مدینہ منورہ میں بھی اچانک ملاقات ہو گئی تھی۔

نماز کے بعد المکتبۃ الامدادیہ آ گیا، اس کے مالک کوئی ہندوستانی ہیں، ان سے میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میں یہاں محمد علی دولہ کے صاحبزادوں کا انتظار کر رہا ہوں، انہوں نے رخ پھیر کر بات کی، اور یہ بات عام پائی کہ یہاں مقیم ہندوستانی لوگ سیدھے منہ بات نہیں کرتے، مجھے بڑا افسوس ہوا کہ حرمین شریفین سے قربت کے باوجود ہمارے اخلاق کس قدر خراب ہیں، یہاں ہم صرف دولت کما رہے ہیں، اور یہاں کی روحانیت اور ایمانی فضاؤں اور ماحول سے کوئی اثر قبول نہیں کر رہے ہیں۔

حاجیوں پر حرمین شریفین کے علاوہ کہیں جانے پر پابندی ہے، استاذ محمد علی دولہ نے مجھے فون پر بتایا تھا کہ کچھ لوگ ان سے ملنے آرہے تھے، پولیس والوں نے راستہ ہی سے واپس کردیا، اس لئے انہوں نے اپنی پرائیوٹ گاڑی پر پہنچنے کا فیصلہ کیا، تاکہ پریشانی نہ ہو۔

ڈیڑھ بجے کے قریب ان کے دولڑکے گاڑی لے کر آگئے، میں گاڑی پر بیٹھا، انہوں نے بتایا کہ ان کے ذہن میں تھا کہ میں کوئی معمر شخص ہوں گا، بال سفید ہوں گے، راستہ میں انگلینڈ اور عربی زبان کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی، مکہ مکرمہ سے نکلتے ہی چک پوائنٹ آگیا، اور پولیس والے ساری پرائیوٹ گاڑیوں کو روک رہے تھے کہ قریب ہی کے مرکز سے جا کر پروانہ حاصل کریں کہ کوئی حاجی ساتھ میں نہیں ہے۔ اب پریشانی بڑھی کہ شاید جانا ممکن نہ ہو، بہر حال کاغذ تیار کرنے والے نے خود کہا کہ آپ کے ساتھ کوئی حاجی نہیں ہے اور اس نے فوراً ورقہ دے دیا، ہم اسے لیکر آئے، اور پولیس والوں نے جانے کی اجازت دے دی، اب راستہ میں کوئی چیکنگ نہیں تھی، جدہ سے مکہ کا راستہ پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ ہر طرف پہاڑیاں ہیں، میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ ان پہاڑیوں کے نام کیا ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان پہاڑیوں کے کوئی نام نہیں، میرا خیال ہے کہ عربوں نے ان پہاڑیوں کے نام ضرور رکھے ہوں گے کیونکہ عرب نام رکھنے کے لئے مشہور ہیں، لیکن یہ نام محفوظ نہ رہے، ہو سکتا ہے کہ تحقیق سے ان کے نام مل جائیں۔

استاذ محمد علی دولہ سے ملاقات

تقریباً تین بجے کے قریب ہم جدہ پہنچے، سیدھے محمد علی دولہ کی رہائش پر گئے، وہاں محمد علی دولہ، شیخ مجد احمد مکی، برادر معظم سعید مرتضیٰ ندوی، ابوالقاسم ندوی، اور محمد علی دولہ کے فرزند موجود تھے، محمد علی دولہ عالم عرب کے مشہور دار الاشاعت دار القلم کے مالک ہیں، اصلاً دمشق کے رہنے والے ہیں، بیس سال سے جدہ میں مقیم ہیں انہوں نے اب تک میری چار کتابیں ''العلامة شبلی النعمانی ''، ''العلامة السید سلیمان الندوی ''، ''بغیة المتابع لاسانید العلامة الشریف محمد الرابع ''اور ''کفایة الرواى عن العلامة الشیخ یوسف القرضاوی ''نشر کی ہیں، علامہ شبلی کے ''سفرنامہ مصر وروم وشام'' اور سید سلیمان ندوی کی ''تاریخ ارض القرآن '' کے عربی ترجمے زیر طبع ہیں، اور تقریباً پانچ چھ کتابوں کے وعدے ہیں، محدثات کی وجہ سے وقت نکالنا مشکل ہو رہا ہے۔

محمد علی دولہ نے بہت پرتپاک انداز میں استقبال کیا۔ اور بڑی توجہ سے مجھ سے گفتگو کرتے رہے۔ مجھے اپنے قریب بیٹھایا، مختلف علمی پروجکٹوں پر بات ہوتی رہی، تھوڑی دیر کے بعد کھانا ہوا، اس کے بعد استاذ محمد علی دولہ نے بہت سی یادگار تصویریں لیں، چائے پی گئی۔ اور تقریباً پانچ بجے وہیں عصر کی نماز پڑھی، محمد علی دولہ سے ملاقات کر کے بڑی خوشی ہوئی، ان کا اصرار تھا کہ ایک روز ان کے یہاں قیام کروں، یا کم از کم واپسی سے ایک دن پہلے ان کے یہاں ضرور آؤں، لیکن اپنی مشغولیات کی وجہ سے معذرت کردی۔

شیخ مجد احمد مکی سے طے تھا کہ وہ آج میری ملاقات شیخ عبدالقادر السقاف الحضرمی اور عبداللہ الناخبی سے کرائیں گے، لیکن شیخ مجد مکی آج کچھ مشغول تھے،

انہوں نے بتایا کہ وہ میری ملاقات عبدالرحمٰن الحجار الحلبی اور محمد وائل الحنبلی الحنفی سے کرائیں گے، اور وہی مجھے شیوخ سے ملوائیں گے۔

عبدالرحمٰن الحجار کے مکان پر

مغرب کی نماز سے پہلے میں عبدالرحمٰن الحجار کے گھر پہنچا، وہ اصلاً حلب کے رہنے والے ہیں جدہ میں ان کی چاکلیٹ کی فیکٹری ہے، علماء وصلحاء سے محبت کرتے ہیں، حضرت مولانا مرحوم کی وجہ سے ندوہ کے حلقہ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ ابھی فیکٹری سے واپس نہیں آئے تھے۔

وائل الحنبلی ان کے مہمان تھے، یہ ایک نوجوان عالم ہیں، میری تصنیفات کی وجہ سے مجھ سے پہلے سے واقف تھے، انہوں نے بتایا کہ انہوں نے میرے لئے محمد بن عبدالرزاق الخطیب سے اجازت لی ہے، محمد بن عبدالرزاق الخطیب کو ابوالنصر الخطیب سے اجازت حاصل ہے، اس وقت دنیا میں اس سے اعلیٰ کوئی سند نہیں [146]

146۔ ابوالنصر الخطیب اپنے زمانہ کے بہت بڑے مسند تھے، انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن الکزبری سے روایت کی ہے جس کی وجہ سے اس وقت کوئی سند علو میں ان کی سند کے برابر نہیں مجھے محمد بن عبدالرزاق الخطیب کے علاوہ ابوالنصر الخطیب کے دوسرے شاگردوں سے بھی اجازت حاصل ہے۔ اس بندہ عاجز پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، یہاں اس سند سے ایک حدیث نقل کی جاتی ہے: أخبرنا عبدالرزاق الخطيب أنا ابو النصر الخطيب، أنا عبدالرحمن الكزبرى، أنا مصطفى الرحمتى، أنا عبدالغنى النابلسى، أنا النجم الغزى، أنا والدى البدر الغزى، أنا أبو الفتح الأسكندرى، أنا العزعبدالرحيم ابن الفرات الحنفى، أنا الصلاح ابن أبى عمر، أنا الفخر أبو الحسن على ابن البخارى، أنا عمر بن ابى بكر الحسانى انا هبة الله بن ابى عبدالله الكاتب محمد بن محمد بن إبراهيم الغيلانى، أنا أبو بكر الشافعى، ثنا عبد الله بن روح المدائنى ومحمد بن ربح البزار، قالا: حدثنا يزيد بن هارون ثنا يحيىٰ بن سعيد الأنصارى، عن محمد بن إبراهيم التيمى أنه سمع علقمة بن وقاص يقول: سمعت عمر بن الخطاب رضى الله عى المنبريقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ مانوى، فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة ينكحها فهجرته إلى ماهاجر إليه۔

میں نے ان سے کہا کہ وہ میرے پاس اس استدعاء کی ایک کاپی بھیج دیں، انہوں نے بھیجنے کا وعدہ کیا، وہ اس وقت اس جماعت میں ہیں جو "الفتاوى الشامية" کی تحقیق کررہی ہے، اب تک دس جلدیں شائع ہو چکی ہیں، میں نے ان کو ہندوستان کی عالی اسانید املاء کرائیں، جن کو انہوں نے لکھا کیونکہ ان کے بارے میں ان کو علم نہیں تھا۔ فقہ حنفی کے موضوع پر گفتگو کے دوران وائل الحنبلی نے شیخ محمود الحمزاوی کا یہ شعر سنایا:

ان المتون عندنا اربعة صغار
وقاية ومجمع الكنز والمختار

ایک روایت میں مجمع کی جگہ قدوری ہے:

اسی مناسبت سے انہوں نے کتب ظاہر الروایۃ کے متعلق محمود حمزاوی کا ایک اور شعر سنایا:

ياسائلا عن ظاهر الرواية
هى ستة حافظها مضبوط
منها الزيادات وجامعان
سير كذلك اثنان و المبسوط

مغرب کی اذان ہوئی، اور ہم لوگوں نے نماز کے لئے مسجد کا رخ کیا، جماعت سے نماز پڑھی۔ اور پھر واپس ہوئے، کچھ دیر کے بعد عبدالرحمٰن الحجار تشریف لائے۔ عبدالرحمٰن الحجار صاحب کو اہل علم سے خاص تعلق ہے، عبداللہ سراج الدین الحلبی اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے معتقد ہیں، عبدالرحمٰن الحجار نے تیار ہونے میں کچھ وقت لگایا پھر ہم شیخ عبدالقادر السقاف الحضرمی سے ملاقات کے لئے روانہ ہوگئے۔

شیخ عبدالقادر السقاف الحضر می کی خدمت میں

شیخ حبیب عبدالقادر السقاف الحضر می کی پیدائش سنہ 1331ھ کی ہے، حضر موت کے حبایب میں سب سے زیادہ معمر اور محترم ہیں، ان کی عمر نوے کے قریب ہے، بات کرنے سے معذور ہیں، لیکن سن سکتے ہیں اور اشاروں سے کچھ بات کر لیتے ہیں، میرے پاس پہلے سے ان کی دو اجازتیں موجود ہیں، ان کی سند بہت عالی، ہے، ان کے شیوخ میں تین وہ حضرات ہیں جو حافظ عصر عبدالحی الکتانی کے بھی شیوخ ہیں، شیخ عبدالقادر السقاف کو علی بن محمد الحبشی، اور احمد بن حسن العطاس سے اجازت حاصل ہے، اس وقت پوری دنیا میں کوئی نہیں جسے ان دونوں سے اجازت حاصل ہو میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج ان سے ملاقات ہو جائے اور بالمشافہۃ ان سے اجازت حاصل ہو۔

ہم لوگ ان کے گھر کے پاس پہنچے تو زائرین کی بھیڑ لگی ہوئی تھی، جن میں بڑی تعداد انڈونیشیا اور یمن کے لوگوں کی تھی۔

ہم اوپر ان کی قیامگاہ میں پہنچے، وہاں تکیوں کے سہارے ان کو بیٹھایا گیا تھا، چہرے پر نورانیت کے آثار تھے اور صلاح وتقویٰ کے مظاہر نمایاں تھے، مصافحہ کرنے والوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی، جب مصافحہ کرنے والے رخصت ہو گئے تو ہم لوگ ان کے سامنے بیٹھے، ہمارے ساتھی وائل الحنبلی نے "**جزء فيه الاربعون حديثا المسلسة باهل البيت**"[147]

147 یہ ایک ہی سند سے چالیس حدیثیں ہیں جس کی سند میں اکثر رواۃ سادات میں سے ہیں، اور وہ حدیثیں یہ ہیں: اخبرني الإمام الشريف عبدالقادر السقاف الحضرمي، سماعا عليه في منزله في شهر ذي الحجة سنة 1423ھ، أنا الامام الحبيب احمد بن حسن العطاس، أنا حسن بن عبدالباري الأهدل، أنا الوجيه عبدالرحمن بن سليمان الأهدل، أنا الحافظ محمد مرتضى الزبيدي، أنا عمر بن عقيل، أنا الحسن العجيمي، أنا الإمام زين العابدين بن عبدالقادر

(بقیہ حاشیہ نمبر 147) الطبري الحسيني، عن والده محي الدين عبدالقادر بن محمد الحسيني عن جده يحيى بن مكرم، عن جده المحب محمد بن محمد الرضي بن المحب الأوسط محمد عن عم أبيه الإمام العلامة أبي اليمن محمد، عن أبيه أحمد، عن أبيه الإمام رضي الدين إبراهيم بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر بن محمد، أنا الثقة الصدوق أبو القاسم بن علي بن عبدالرحمن بن حرمي المكي في الحرم الشريف، أنا السيد الشريف بقية السادة بحلب فخر الدين أبو جعفر أحمد بن محمد بن جعفر الحسيني ، أنا الإمام الأوحد سراج الدين محمد بن علي بن ناشر الأنصاري، ثنا السيد الأطهر بقية السادة ببلخ شرف الدين أبو محمد الحسن بن علي الحسيني البلخي قراءة علينا من لفظه غير مرة في سنة سبع وعشرين و خمس مائة، ثني والدي أبو الحسن علي في سنة ست وأربعين وأربع مائة ، ثني والدي أبو طالب الحسن بن عبيد الله في سنة أربع وثلاثين وأربع مائة ، ثناسيدي ووالدي محمد بن عبيد الله ، ثني والدي عبيد الله بن علي ، ثني والدي علي بن حسن، ثني والدي الحسن الأمير أول من دخل بلخ من هذه الطائفة، ثني والدي جعفر الملقب بالحجة، ثني والدي عبدالله الزاهد، ثني والدي الحسين الأصغر ، ثني والدي علي زين العابدين ثني والدي الشهيد الحسين ، حدثني والدي أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنهم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:-

(1) ليس الخبر كالمعاينة،
(2) وبه قال: الحرب خدعة،
(3) وبه قال: المسلم مرآة المسلم،
(4) وبه قال: المستشار مؤتمن،
(5) وبه قال: الدال على الخير كفاعله،
(6) وبه قال: استعينوا على الحوائج بالكتمان،
(7) وبه قال: اتقوا النار ولو بشق تمرة،
(8) وبه قال: الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر،
(9) وبه قال: الحياء خير كله ،
(10) وبه قال: عدة المؤمن كاخذ الكف
(11) وبه قال: لايحل لمؤمن أن يهجر أخاه فوق ثلاثة أيام،
(12) وبه قال: ليس منامن غشنا،
(13) وبه قال: ماقل و كفى خير مما كثر وألهى،
(14) وبه قال: الراجع في هبته كالراجع في قيئه،
(15) وبه قال: البلاء موكل بالمنطق،
(16) وبه قال: الناس كأسنان المشط،
(17) وبه قال: الغنى غنى النفس،

پڑھی اور اس کے بعد ہم نے مشافہۃ اجازت عامہ کی درخواست کی، شیخ کے صاحبزادے نے ہماری وکالت کی اور شیخ نے اجازت کے لئے سر ہلایا ہمیں ان کی اجازت سے بڑی خوشی ہوئی۔

شیخ علی الجفری، شیخ عبدالفتاح اور حسام الدین الفرفور

شیخ عبدالقادر السقاف کے پاس سے نکل کر ہم نیچے اترے تو سید عالی الجفری سے ملاقات ہوئی، جو شیخ مشہور الحداد کے خاص شاگردوں میں سے ہیں اور

(بقیہ حاشیہ نمبر 147)

(18) وبه قال: السعيدمن وعظ بغيره،
(19) وبه قال: إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا،
(20) وبه قال: عفو الملوک إبقاء للملک،
(21) وبه قال: المرء مع من أحب،
(22) وبه قال: ماهلک امرؤ عرف قدره،
(23) وبه قال: الولد للفراش وللعاهر الحجر،
(24) وبه قال: اليد العليا خير من اليد السفلى،
(25) وبه قال: لايشكر الله من لايشكر الناس،
(26) وبه قال: حبک للشيء يعمى ويصم،
(27) وبه قال: جبلت القلوب على حب من أحسن إليها وبعض من أساء إليها،
(28) وبه قال: التائب من الذنب كمن لاذنب له،
(29) وبه قال: الشاهديرى مالايرى الغائب،
(30) وبه قال: إذا جاء كم كريم قوم فاكرموه،
(31) وبه قال: اليمين الفاجرة تدع الديار بلاقع،
(32) وبه قال: من قتل دون ماله فهو شهيد،
(33) وبه قال: الأعمال بالنية،
(34) وبه قال: سيدالقوم خادمهم،
(35) وبه قال: خير الأمور أوسطها،
(36) وبه قال: اللهم بارک لأمتى فى بكور هايوم الخميس،
(37) وبه قال: كاد الفقر أن يكون كفرا،
(38) وبه قال: السفر قطعة من العذاب،
(39) وبه قال: المجالس بالأمانة،
(40) وبه قال: خير الزاد التقوى

جن کو میں نے شیخ محمد بن علوی المالکی کی خدمت میں بھی دیکھا تھا، یہ ایک نوجوان عالم ہیں، لوگ ان کا بہت احترام کرتے ہیں، شیخ محمد بن علوی مالکی کو میں نے دیکھا تھا کہ ان کو اپنے برابر بیٹھائے ہوئے ہیں، اور بہت غور سے ان کی باتیں سنتے ہیں۔ ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ شیخ عبدالفتاح البزم مفتی دمشق، اور حسام الدین بن محمد صالح الفرفور بھی شیخ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان سے مصافحہ کر کے ہم رخصت ہوئے۔

شیخ عبدالنافع الحمصی

وہاں سے رخصت ہو کر ہم نکلے تھے کہ عشاء کی نماز کا وقت آ گیا، بحر احمر کے ساحل سے قریب ''المسجد العمودی '' میں عشاء کی نماز پڑھی، نماز کے بعد مسجد کے امام شیخ عبدالنافع الرفاعی الحمصی سے ملاقات کی، ان کا بڑا اصرار تھا کہ ہم کچھ دیر ان کے ساتھ نشست کریں لیکن ہمارے پاس وقت کم تھا۔ شیخ عبداللہ الناخبی سے ملاقات کرنی تھی، اور اس کے بعد مجھے مکہ مکرمہ واپس ہونا تھا۔ اس لئے ان سے اجازت لے کر ہم چل پڑے۔

شیخ عبداللہ الناخبی کی خدمت میں

عشاء کی نماز کے بعد ہم لوگ شیخ عبداللہ الناخبی کی خدمت میں پہنچے، انہوں نے بتایا کہ ان کی عمر اس وقت ایک سو پندرہ سال ہے، ہم نے سال پیدائش پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ان کی پیدائش 1312ھ میں ہوئی ہے، اگر چہ ایک خیال ہے کہ پیدائش 117ھ میں اور ایک رائے 1328ھ کی ہے۔

انہوں نے ہمارے حنفی ہونے کی مناسبت سے اسفادہ کیا ہے۔ اپنے دوست شیخ علی طنطاوی کا تذکرہ کیا، اور سعید رمضان بوطی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی تصنیفات خاص طور سے پڑھتا ہوں۔ ہمارے ساتھی وائل الحنبلی نے بتایا کہ سعید رمضان بوطی "الحکم الاسکندریة" کی شرح لکھ رہے ہیں۔

مسلسل بالاولیة

میں نے شیخ سے حدیث الاولیة سننے کی درخواست کی، شیخ نے فرمایا کہ "عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال: "قال رسول اللہ ﷺ الراحمون یرحمھم الرحمن تبارک وتعالیٰ، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء"۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث (شرط اولیت کے ساتھ) انہوں نے شیخ عمرحمدان المحرسی سے سنی ہے، [148] اس کے بعد میری درخواست پر ہمیں حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف کے سلسلوں اور تمام چیزوں میں اجازت عامہ واجازت خاصہ دی۔

صحیح مسلم کی قراءت

میں نے شیخ کے سامنے صحیح مسلم کی کتاب الطہارة سے تین حدیثیں پڑھیں [149]

---

148 عمر بن حمدان المحرسی کی سند سے حدیث مسلسل کی روایت شیخ عبدالفتاح راوہ کے تذکرہ میں گذر چکی ہے۔

149 یہاں شیخ کی سند سے ایک حدیث نقل کی جاتی ہے: اخبرنی شیخنا العلامة المعمر عبداللہ الناخبی قراءۃ منی علیه فی بیته فی مدینة جدة، قال: اخبرنا محدث الحرمین عمر حمدان المحرسی، أنا السید محمد ابو النصر الخطیب، أنا الوجیه الکزبری، أنا الحافظ محمد

شیخ کی ثبت

ان کے شیوخ عام طور سے یمنی ہیں، ہمارے دوست محمد ابوبکر بادیب نے شیخ کی ایک ثبت مرتب کی ہے، ان کا وعدہ ہے کہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس بھیج دیں گے۔

مکہ مکرمہ واپسی

رخصت ہونے سے پہلے شیخ نے ہمارے لئے دعا کی، اس کے بعد ہم بس اسٹیشن کے پاس آئے، وہاں ایک سعودی ملا جو مکہ مکرمہ جارہا تھا، اور اس کے پاس پرائیویٹ گاڑی تھی، اس کی گاڑی پر سوار ہوکر ہم مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے، اس نے پندرہ ریال کرایہ کے لئے۔

گاڑی میں ایک سعودی شیخ بیٹھے ہوئے تھے جو اہل نجد کے مسلک کی اچھی طرح تشریح کررہے تھے، میری ان سے اچھی گفتگو رہی، وقت اچھا گزرا، مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے گاڑیوں کی تفتیش ہورہی تھی، ہماری گاڑی بھی لائن میں لگ گئی، ڈرائیور نے کہا کہ سب لوگ اپنے کاغذات نکالیں، میرے پاس کاغذات نہیں تھے اور مجھے یہ بھی خدشہ ہوا کہ پولیس والا مجھ سے پوچھے گا کہ میں مکہ مکرمہ سے جدہ کس طرح

(بقیہ حاشیہ نمبر 149) مرتضی الزبیدی، أنا أحمد بن سابق بن رمضان، أنا الشمس البابلی، أنا الشمس محمد الرملی، أنا القاضی زکریا الأنصاری، أنا محمد بن مقبل، أنا الصلاح بن أبی عمر المقدسی، أنا الفخر أبو الحسن ابن البخاری، أنا المؤید بن محمد الطوسی، أنا فقیه الحرم أبو عبداللہ محمد بن الفضل الفراوی، أنا أبو الحسین عبدالغافر بن محمد الفارسی، أنا أبو أحمد محمدٌ بن عیسی الجلودی، أخبرنا أبو أسحاق أبراهیم بن محمد بن سفیان عن الإمام الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری: حدثنا اسحاق بن منصور، حدثنا حبان بن هلال، حدثنا ابان، حدثنا یحییٰ ان زیدا حدثه، ان اباسلام حدثه عن ابی مالک الاشعری، قال: قال رسول اللہ ﷺ الطهور شطر الایمان، والحمدللہ تملا المیزان، و سبحان اللہ والحمد للہ تملآن اوتملا ما بین السماوات والاض، والصلاة نور، والصدقة برهان، والصبر ضیاء والقرآن حجة لک اوعلیک، کل الناس یغدو، فبائع نفسه فمعتقها اوموبقها۔

گیا، میں اسی تشویش میں تھا کہ ہماری گاڑی کا نمبر آ گیا، اور پولیس والے نے بغیر تفتیش کے ہماری گاڑی کو آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیا، میں نے خدا کا شکر ادا کیا، راستہ میں میں نے ڈرائیور سے غار حراء اور غار ثور کی زیارتوں کے متعلق دریافت کیا۔ اس پر سعودی شیخ کچھ ناراض ہوئے کہ ان جگہوں کی زیارت بدعت ہے، میں نے عرض کیا کہ میں ثواب کی نیت سے زیارت نہیں کر رہا ہوں، بلکہ تاریخی آثار کی حیثیت سے ان کی زیارت کر رہا ہوں۔ ڈرائیور نے میری تائید کی لیکن شیخ اپنی بات پر جمے رہے اور کہنے لگے کہ میرا کام نصیحت کرنا تھا، میں نے کر دیا، اب تمہارا کام ہے کہ مانو یا نہ مانو۔

سوا دس بجے کے قریب حرم شریف کے زیرِ زمین بس اسٹیشن پر گاڑی رکی، میں اترا اور سیدھا ہوٹل گیا، ساتھی جاگ رہے تھے، اور ان کو مختصراً جدہ کی روائیداد سنائی۔ اور ہم سونے کے لئے لیٹ گئے۔

مکہ مکرمہ میں پانچواں دن

(17 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 18 فروری 2003ء بروز سہ شنبہ)

صبح ساڑھے چار بجے کے قریب اٹھا، کھانسی کا زور تھا، حرارت اور تھکان بھی تھی، غسل کیا، اور حرم شریف کی طرف چل پڑا، حرم شریف کے تہہ خانہ میں جگہ ملی، جماعت سے نماز پڑھی۔

طواف

پھر طواف کے لئے اٹھا، کئی روز سے طواف نہیں کیا تھا، تھکان اور بخار کی وجہ سے ہمت نہیں پڑ رہی تھی، پھر بھی شوق میں چلا۔ مطاف لوگوں سے بھرا ہوا تھا، اوپر کی منزلوں میں بھی لوگ طواف کر رہے تھے، میں نے طواف شروع کیا۔ طواف کی لذت کا کیا پوچھنا۔ طواف میں مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے، میرے ذہن میں آیا کہ ہم اللہ کے مہمان ہیں، ہم کتنے ہی نافرمان ہوں اس کے کرم سے امید ہے کہ ہمیں محروم نہیں کرے گا۔ اور ہمیں یہاں بلا کر ضرور ان انوار و فیوض سے نوازے گا جو اس گھر کے خاصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ اور پرہیزگاری عطا کرے۔ بھیڑ کی وجہ سے طواف میں تقریباً ایک گھنٹہ لگ گیا، طواف سے فارغ ہو کر دو گلاس زمزم کا پانی پیا، اور دو رکعت نماز پڑھی۔

تھکان اور بخار کے اثر سے چور ہوٹل لوٹا، اور آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا، اچھی طرح نیند آئی، تقریباً دس بجے آنکھ کھلی، اٹھ کر دوبارہ غسل کیا، ہمارے ساتھی اصغر علی بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، ان کو سیون اپ پینے کی خواہش ہوئی۔ میں اور مشتاق صاحب ان کے لئے سیون اپ لینے گئے، میں نے صبح سے چائے نہیں پی تھی، چائے خانہ گئے، مشتاق صاحب نے کہا کہ چلیں حاجی اسلم خان کو ساتھ لے کر چائے پیتے ہیں، ان کے یہاں گئے۔ ابھی وہ لیٹے ہوئے تھے، اٹھے، اور ہمیں دودھ پنے کو دیا۔

ہم لوگ باہر آئے اور چائے پی، آج اسلم خان صاحب کو آکسفورڈ کے لئے نکلنا ہے، ان کی خواہش تھی کہ شام کو پھر ان سے ملیں، لیکن کوئی حتمی وعدہ نہیں کیا۔ ہم لوگ ایک سٹور میں گئے، لیکن وہاں سیون اپ نہیں تھی۔ صرف کوک تھی، اس لئے کوک خرید لی گئی۔ میں نے سوچا کہ والدین سے مل لوں۔ کیونکہ شام کے وقت بچوں کے لئے خریداری کرنی ہے اور عشاء کے بعد میں نے ساتھیوں کو کھانے کی دعوت دی ہے۔ آم کے جوس کی ایک بوتل لے کر والدین کے پاس گیا۔ وہاں کھانا کھایا، اور وہیں ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد انہوں نے کپڑوں اور چوڑیوں کے جو تحفے بچوں کے لئے انڈیا سے لائے تھے میرے حوالہ کئے، میں انہیں لے کر تقریباً ڈھائی بجے رہائش پر آ گیا، یہاں ساتھی ابھی کھانا کھا رہے تھے، میں چونکہ کھانے سے فارغ ہو چکا تھا اس لئے ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، اور عصر تک اس میں مشغول رہا۔

میں اور مشتاق صاحب ایک ساتھ عصر کی نماز پڑھنے گئے، نماز کے بعد تھوڑی دیر تک ہم مسجد میں بیٹھے رہے کہ بھیڑ کم ہو پھر نکلتے ہیں، کچھ دیر کے بعد ہم نکلے، ایک جگہ چائے پی، اور بچوں کے لئے خریداری میں لگ گئے، ساری بچیوں کے لئے جلباب خریدے۔ جائے نمازیں لیں، مغرب کا وقت ہو گیا، حرم شریف میں نماز پڑھی، نماز کے بعد ہوٹل لوٹے۔

بخار و تھکان سے طبیعت اچھی نہیں تھی، کچھ دیر آرام کیا، اور عشاء سے پہلے نکل کھڑے ہوئے، کل چونکہ غار حراء اور غار ثور کی زیارت کے لئے جانا ہے، اس لئے سوچا گیا کہ معلوم کریں کہ سواری کہاں سے ملے گی، معلومات حاصل کر کے حرم شریف کی طرف چلے، اوپر کھلی چھت پر نماز پڑھنے کا فیصلہ کیا، تھکان سے میرا برا حال تھا، سنت پڑھنے کی بھی ہمت نہ ہوئی، نماز کے بعد بعض مسلم ممالک کے لوگ نظر آئے ان سے وہاں کے حالات دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔

عشاء کی نماز کے بعد رہائش پر لوٹے، میں تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گیا۔ آج میری طرف سے دعوت تھی، تھوڑی دیر کے بعد میں، صوفی حبیب صاحب اور مشتاق صاحب کھانا لینے کے لئے نکلے، ہم تقریباً دس بجے نکلے، کھانا لے کر آئے اور کھانے سے فارغ ہوتے ساڑھے دس بج گئے، سوچا گیا کہ کچھ چہل قدمی کر لی جائے، میں مشتاق صاحب اور صوفی حبیب صاحب ساتھ میں نکلے ٹہلتے رہے، کچھ خریداری بھی کی، ایک جگہ رک کر ساتھیوں نے چائے پی، اور میں نے کوئی کولڈ ڈرنک، ساڑھے گیارہ بجے کے قریب لوٹے، اور سونے کے لئے لیٹ گئے۔

مکہ مکرمہ میں چھٹا دن

(18 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 19 فروری 2003ء بروز چہار شنبہ)

آج صبح دیر سے تقریباً پانچ بجے آنکھ کھلی، ابھی تھکان اور بخار کا اثر ہے، اور آج ہی صبح ساڑھے سات بجے کے قریب زیارتوں کے لئے روانہ ہونا ہے، ارادہ ہے کہ غار حراء اور غار ثور پر چڑھیں گے، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ الحمد للہ اچھی طرح غسل کیا، غسل کرنے سے کچھ آرام ہوا، لیکن تھکان باقی ہے، نماز کے بعد ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، ساتھی آگئے۔ ہلکا ناشتہ ہوا، اور ہم غار حراء کی زیارت کے لئے تیار ہونے لگے۔

غار حراء

ہم پونے آٹھ بجے کے قریب ہوٹل سے نکلے، حرم شریف کے باب الملک فہد کے سامنے پہنچے، مختلف ٹیکسیوں والوں سے بات کرتے رہے کہ غار حراء کون چلے گا، ایک ٹیکسی والا جو مکہ مکرمہ کا باشندہ تھا تین ریال فی کس پر تیار ہوا، ہم اس کی منی بس پر بیٹھ گئے، میں اس کے بغل میں بیٹھا اس سے باتیں کرتا رہا، اس نے کہا کہ غار حراء کی پہاڑی کے دامن میں دعا کر لینی چاہئے، پہاڑی پر چڑھنے کی کوشش کرنا غلطی ہے، کیونکہ اس میں نہ کوئی اجر ہے اور نہ ثواب، میں نے کہا کہ تاریخی اثر کی حیثیت سے اس کی زیارت کر رہے ہیں، اجر و ثواب کی نیت نہیں ہے۔

تھوڑی دیر میں جبل النور جس کی چوٹی پر غار حراء واقع ہے، نظر آنے لگا۔ چڑھتے ہوئے لوگ نظر آئے، اور پہاڑی کی چوٹی پر غار کے قریب بھی بہت سے لوگ دکھائی دیئے، پہاڑی کی بلندی دیکھ کر حوصلہ میں کمی واقع ہو رہی تھی، ہمارا ڈرائیور کہہ رہا تھا کہ جو لوگ پہاڑی پر چڑھ رہے ہیں ان کے دماغ مغز سے خالی ہیں۔

جبل النور جس کی چوٹی پر غار حراء واقع ہے زمین سے اس کی بلندی تقریباً

ساڑھے تین میل ہے، ہمارے ساتھیوں میں سے صوفی حبیب صاحب اور ان کی اہلیہ نے چڑھنے کی ہمت نہیں کی، میں اور مشتاق صاحب آگے آگے، اشتیاق صاحب اور ان کی خواتین پیچھے پیچھے، شروع میں محسوس ہو رہا تھا کہ ہو سکتا ہے، ہم جلدی ہی ہمت ہار جائیں، لیکن جوں جوں آگے بڑھتے رہے ہمت بلند ہوتی گئی، راستہ میں مختلف جگہوں پر لوگوں نے چھوٹی چھوٹی دکانیں بنالی ہیں، جو خطرے سے خالی نہیں۔

ہم راستہ میں تھوڑی دیر رک کر آرام کر لیتے، تقریباً آدھے راستہ میں پہاڑی سیدھی ہو گئی تھی جس سے چڑھنا مشکل ہو رہا تھا، بہر حال ہم چڑھتے رہے، یہاں تک کہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں جبل النور کی چوٹی پر چڑھ گئے، وہاں بیٹھ کر پانی پیا، کچھ لوگوں کو وہاں نفلیں پڑھتے ہوئے دیکھا، میرے نزدیک اس طرح کی جگہوں پر نمازیں پڑھنے سے بدعات کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے، میں نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے منع کیا، پھر ہم غار حرا کی طرف بیٹھے، غار چوٹی سے تھوڑا اتر کر ایک طرف واقع ہے، یہ بہت تنگ غار ہے، اور اس میں صرف ایک آدمی کے داخلہ کی گنجائش ہے، اور کافی بھیڑ تھی اور غار سے نکلنا بھی مشکل، لوگ ہاتھ پکڑ کر یا چادروں کے سہارے نکل رہے تھے، ہمیں محسوس ہوا کہ غار حراء کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنا آسان نہیں ہے۔ اس لئے زیارت پر اور وہاں ایک مختصر دعا پر اکتفا کیا، غار پر کسی نے قرآن شریف کی وہ آیت لکھی ہے جو یہاں نازل ہوئی۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ'' قرآن کی ان آیتوں کے نزول نے صرف اس نبی امی ہی کو غار سے نکال کر دنیا کے منصب اعظم پر کھڑا نہیں کر دیا، بلکہ پوری دنیا کے اندر روشنی کا ایک نیا اور تابناک دور شروع ہوا:

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گرارض وسماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اس غار کی زیارت سے میں تصورات میں کھو گیا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم ﷺ نبوت سے چھ مہینے پہلے اپنے اوقات تنہائی میں گزارتے تھے، اس میں شک نہیں کہ اس وقت تنہائی اور خلوت کے لئے یہ مناسب ترین جگہ رہی ہوگی، مکہ مکرمہ سے دور پہاڑی کی چوٹی پر جہاں مکہ کے چرواہے بھی نہ پہنچتے ہوں گے اللہ کا یہ عظیم بندہ پتہ نہیں کن کلمات سے اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہوگا، اور آپ ﷺ یہاں کن کن کیفیات و مراحل سے گزرے ہوں گے، پھر آپ کو یہیں وہ نسخہ کیمیا ملا جس نے تقدیر عالم بدل دی:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

غار کے قریب دعا کی، اور پھر ایک جگہ بیٹھ گیا، سامنے مراد آباد کے کچھ حاجی تھے۔ ان کے استفسار پر غار کی تاریخی حیثیت پر روشنی ڈالی، جسے انہوں نے بہت دلچسپی سے سنا، تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد پونے گیارہ بجے کے قریب ہم وہاں سے چل پڑے، اترنے میں زیادہ دیر نہیں لگی، راستہ میں ایک جگہ ڈرنک پیا اور تقریباً سوا گیارہ بجے ہم نیچے پہنچ گئے، ایک ٹیکسی لی گئی، جس نے ہمیں مسعی کے سامنے اجیاد میں اتار دیا، وہیں قریب میں وہ مبارک گھر تھا جس میں نبی اکرم ﷺ کی پیدائش ہوئی تھی، میں نے ساتھیوں کو وہ جگہ دکھائی۔ اب وہاں لائبریری ہے، اس کے بعد ہم نے وضو کیا، باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہوئے، ساتھیوں کے سامنے قریش کی تنظیمی ہیئت اور خانہ کعبہ کی ذمہ داریوں کی تقسیم پر روشنی ڈالی، اور یہ بتایا کہ بنو شیبہ اسلام سے پہلے خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے، اور اس سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ کی

پیشین گوئی کا پورا واقعہ بیان کیا۔

ہم لوگوں نے اندر جا کر اچھی طرح زمزم پیا، اور پھر سیدھے باب العمرہ کی طرف چل پڑے کیونکہ یہاں سے ہمارا ہوٹل قریب ہے، اور تھکان کی وجہ سے خواہش تھی کہ نماز کے بعد فوراً رہائش پر پہنچیں اور آرام کریں، نماز میں وقت تھا، اس لئے بیٹھ کر تھوڑا آرام کیا، اذان ہوئی، چار رکعت سنت پڑھی، اور جماعت کے بعد رہائش کی طرف چل پڑے،، بھیڑ کی وجہ سے راستہ میں آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ کمرہ میں پہنچ کر تھوڑی سی دال روٹی کھائی، اور آرام کے لئے لیٹ گئے۔

عصر کی نماز سے پہلے اٹھکر غسل کیا، نماز پڑھی، مجھے شیخ قاسم سعد اور استاذ محمد السلمانی سے ملاقتیں کرنی تھیں، اس لئے جا کر ان کو فون کرنے کی کوشش کی۔ محمد السلمانی سے بات نہ ہوسکی، البتہ شیخ قاسم سعد سے بات ہوئی، اور انہوں نے ملاقات کے لے بڑے اشتیاق کا اظہار کیا، اور یہ طے کیا کہ میں آدھے گھنٹہ میں مستشفی اجیاد کے پاس پہنچ جاؤں۔ وہاں سے مجھ کو لے لیں گے۔

ڈاکٹر قاسم سعد سے ملاقات

ڈاکٹر قاسم علی سعد لبنان کے رہنے والے ہیں، سال پیدائش 1378ھ/ 1959ء ہے، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض سے 1412ذ/ 1992ء میں پی ایچ ڈی کی ہے، استاذ گرامی مولانا سید سلمان الحسینی سے ریاض کے زمانے طالبعلمی سے واقفیت ہے، ہمارے شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ سے شاگردی کی نسبت ہے، جامعۃ الامام اور لبنان میں تدریس کی خدمت انجام دی ہے، حدیث شریف موضوع خاص ہے، تقریباً چار سال دار البحوث للدراسات الاسلامیة واحیاء التراث دبی میں ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے گزارے۔ اور اب دو سال سے جامعۃ ام القریٰ کے شعبہ دعوت میں استاذ مساعد کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، مختلف علمی و تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں، اور شرافت ونجابت سے متصف، ان کی بعض تصنیفات کے نام "منهج النسائی فی الجرح والتعدیل"، "جمهرة تراجم الفقهاء المالكية"، "تسمية شيوخ النسائی" اور "منهج الذهبی فی نقد الرجال" ہیں۔

میں ساڑھے پانچ بجے شام کو مستشفیٰ اجیاد کے پاس پہنچ گیا، تھوڑی سی زحمت کے بعد ڈاکٹر قاسم سعد سے ملاقات ہوگئی، بہت پرتپاک انداز سے ملے، ان سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، مجھ سے تقریباً پانچ سال بڑے ہوں گے، لیکن بالوں کی سفیدی سے زیادہ معمر لگ رہے تھے، ان کا گھر عزیزیہ میں واقع ہے۔

ڈاکٹر یٰسین الخطیب

ہم راستہ ہی میں تھے کہ مغرب کی اذان ہوگئی، ایک مسجد میں نماز پڑھی، مسجد کے امام ڈاکٹر یٰسین الخطیب ہیں، جو پڑھے لکھے اور مہذب انسان ہیں۔ ان کے صاحبزادے طہٰ یٰسین الخطیب مرکز جمعۃ الماجد دبی میں تھے۔

جمہرة الفقہاء المالکیۃ کے مقدمہ کی قراءت

مغرب کی نماز کے بعد ڈاکٹر قاسم سعد کے گھر آ گئے، میں نے درخواست کی کہ ان کے سامنے ان کی کتاب جمهرة تراجم الفقهاء المالكية کا مقدمہ پڑھوں، جو انہوں نے منظور کر لیا، میں نے "استہلال" پڑھا، لیکن شکریہ کا حصہ چھوڑ دیا۔

فقہ مالکی کے ائمہ اور علماء کے تراجم پر قاضی عیاض (476-544ھ) کی کتاب "ترتيب المدارك وتقريب المسالك لمعرفة اعلام مذهب مالك" بنیادی اہمیت کی حامل ہے، ڈاکٹر قاسم علی سعد نے اس کتاب کی خدمت کی، اس نئی ترتیب وتہذیب، اور اضافہ واختصار کے ساتھ جمہرة تراجم الفقہاء المالکیۃ کے نام سے تین جلدوں میں شائع کیا۔ شیخ نے اس کا ایک نسخہ مجھے ہدیہ کیا۔

تسمیۃ شیوخ النسائی کی قراءت

اس کے بعد ان کی تحقیق سے شائع شدہ امام نسائی کا رسالہ "تسمية شيوخ النسائی" پورا پڑھا، انہوں نے یہ کتاب بھی مجھے ہدیہ کی، اس رسالہ میں امام نسائی نے اپنے 196 شیوخ کا تذکرہ کیا ہے، تراجم بہت ہی مختصر ہیں، اکثر نام، نسب اور تعدیل وتوثیق پر اکتفا کیا ہے، رخصت ہونے سے پہلے شیخ نے اپنی کتاب "منهج النسائی فی الجرح والتعدیل" بھی ہدیہ کی۔

بستان المحدثین

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میری تحقیق سے شائع شدہ کتاب بستان المحدثین ان کے پاس ہے، اور اس کے بارے میں انہوں نے کچھ تعریفی الفاظ کہے۔

اجازت عامہ

میں ڈاکٹر صاحب سے "تسمية شيوخ النسائی" پڑھ رہا تھا کہ کوئی فون آ گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یہ استاذ محمد السلمانی کا فون تھا، وہ آپ کو تلاش کر رہے

ہیں، مجھے حیرت ہوئی کہ ان کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں، استاذ سلمانی نے فون پر بتایا تھا کہ قریب ہی کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد ہم سے ملیں گے۔ نماز سے پہلے میں نے قراءت مکمل کی، اور شیخ قاسم سعد نے مجھے اجازت دی۔ شیخ قاسم کو سید عبدالرحمن الکتانی سے اجازت حاصل ہے۔ انہوں نے مجھ سے اپنے لئے اور اپنے صاحبزادہ علی کے لئے اجازت طلب کی میں نے کہا کہ میں آکسفورڈ سے بھیج دوں گا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ ابھی زبانی اجازت دے دوں، میں نے انہیں اجازت دے دی۔

مراکش کے کچھ علماء سے ملاقات

استاذ محمد السلمانی سے میری واقفیت الحاج حبیب اللمسی صاحب دار الغرب الاسلامی کے واسطہ سے ہے، ان کو مجھ سے ملاقات کا بہت شوق تھا، وہ میری اکثر تصنیفات سے خوب واقف تھے، ان کی اس خواہش کی وجہ سے میں بھی چاہتا تھا کہ ان سے ضرور ملاقات کروں۔ اور اس وقت ملاقات کی آسانی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پیدا ہوگئی تھی۔

ہم نے عشاء کی نماز قریب کی مسجد میں پڑھی، نماز کے بعد استاذ سلمانی سے ملاقات ہوئی، ان کے ساتھ مغرب اقصیٰ کے کچھ علماء تھے جو حج کے لئے آئے ہوئے تھے، ان میں ڈاکٹر محمد جمیل بن مبارک بھی تھے جو جامعۃ القرویین کلیۃ الشریعۃ اگادیر (جنوب مغرب اقصیٰ) میں پروفیسر ہیں۔

نماز کے بعد ڈاکٹر قاسم سعد کے دولتخانہ پر ہم حاضر ہوئے، اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی، فیضی کی بے نقط تفسیر سواطع الالہام کا بھی ذکر آیا، مراکش کے علماء کے اندر اس کتاب سے خاص دلچسپی ہے، چند سال پہلے میں ''الدروس الحسنیۃ'' میں شرکت کے لئے مراکش گیا تھا، اس وقت بھی وہاں کے علماء مجھ سے اس تفسیر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے، دار القلم سے شائع شدہ میری تصنیفات پر بھی گفتگو ہوتی رہی، دوران مجلس ڈاکٹر قاسم سعد مختلف کھانے کی چیزیں بڑے نفیس انداز سے پیش کرتے رہے، ان کی سخاوت اور مہمان نوازی قابل دید تھی، اور تواضع ان کی ہر ادا سے ظاہر تھی۔

میں نے عربوں کی سخاوت کی تعریف کی، اور بتایا کہ مراکش میں ''الدروس الحسنیۃ'' کے موقع پر کس طرح میں نے اہل مغرب کی سخاوت کے مظاہر دیکھے ہیں، اس پر استاذ محمد السلمانی نے بتایا کہ ہندوستان میں بھی انہوں نے اسی طرح کی سخاوت دیکھی، انہوں نے بتایا کہ وہ جب ہندوستان آئے، تو پہلے الجامعۃ السلفیۃ کے لئے روانہ ہوئے، جہاز میں ان کے پاس کوئی ہندو تھا، جس نے ہندوؤں کے نشان بھی پیشانی پر لگا رکھے تھے، کہنے لگے کہ میں نے اس سے الجامعۃ السلفیۃ کا پتہ پوچھا، اسے نہیں معلوم تھا، رات کے دو بج رہے تھے، وہ مجھے اپنے گھر لے گیا، اس ہندو کو کسی شادی میں شرکت کرنی تھی، اس نے مجھے بھی شرکت کی پیش کش کی، میں بھی ساتھ ہو لیا، بڑا لطف آیا، خوب کھانا تھا۔ میں نے کچھ سبزیاں کھائیں، دلہن اور دلہن کے گھر والے رو رہے تھے، یہ منظر ہمارے یہاں مراکش کے مشابہ تھا، یہاں سعودی عرب میں تو لڑکی رخصت ہوتے وقت خوش رہتی ہے۔ اس کے بعد دوسرے دن اس ہندو نے مجھے بنارس دکھایا، جہاں مردے پھینکے جاتے ہیں، وہ جگہ دکھائی، اور بتایا کہ اگر کسی میت سے صندل کی خوشبو زیادہ آئے تو یہ اس کے مالدار ہونے کی علامت ہے۔ اس نے بعد میں مجھے اپنی گاڑی سے الجامعۃ السلفیۃ لاکر چھوڑا۔

گفتگو کرتے کرتے رات کے گیارہ بج گئے، پھر ہم لوگ رخصت ہوئے۔ ڈاکٹر قاسم سعد مجھے چھوڑنے کے لئے نکلے، وہ کچھ مکتبات کی طرف بھی گئے، تاکہ اگر امام ذہبی کے اوپر ان کی کتاب کا کوئی نسخہ مل جائے تو مجھے ہدیہ کریں۔ لیکن اس وقت کوئی مکتبہ نہیں کھلا تھا۔ میں رات کو ساڑھے گیارہ کے بعد ہوٹل میں پہنچا، سارے ساتھی سو رہے تھے، میں بھی لیٹ گیا۔

مکہ مکرمہ میں ساتواں دن

(19 ذی الحجہ 1423ھ فروری 2003ء بروز پنجشنبہ)

صبح پانچ بجے کے قریب اٹھا، غسل کیا، اور حرم شریف کے تہہ خانہ میں جا کر فجر کی نماز پڑھی، نماز کے بعد ہلکا سا ناشتہ کیا، آج غار ثور کی زیارت کیلئے جانا ہے، میں کمرہ میں آ گیا، اور ڈائری لکھنے بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد ساتھی آئے۔ غار حراء کی تھکان ان پر غالب تھی، ان کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، میں نے بہت ہمت دلائی، لیکن اشتیاق صاحب ہمت ہار چکے ہیں، مشتاق صاحب بھی کمزور دکھائی دے رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ مجھے تنہا جانا ہو۔

غار ثور کی زیارت

میں نے ساتھیوں سے باصرار عرض کیا کہ مجھے غار ثور کی زیارت کے لئے آج جانا ہے، اگر کوئی اور نہیں جائے گا تب بھی میں تنہا جاؤں گا، کیونکہ پھر جانے کا موقع مشکل ہے، جب مشتاق صاحب نے میرا اصرار دیکھا تو وہ بھی تیار ہو گئے، ہم دونوں تقریباً آٹھ بجے نکلے، بیس ریال پر ایک ٹیکسی طے ہوئی، تقریباً ساڑھے آٹھ بجے جبل ثور کے دامن میں پہنچ گئے، زائرین کی بھیڑ لگی ہوئی تھی، جبل ثور کافی بلند ہے، بظاہر اس کی چوٹی غار حراء سے دوگنا ہو گی، لوگ چڑھ رہے تھے، ہم بھی ان میں شامل ہو گئے، آج راستہ میں زیادہ آرام نہیں کیا، مسلسل چلتے رہے، راستہ میں ایک بوڑھے میاں کو دیکھا جن کا ایک پیر لکڑی کا تھا وہ زیارت سے واپس ہو رہے تھے، ہم لوگوں نے انہیں مبارکباد دی۔

بچے، جوان، بوڑھے، عورت اور مرد سب لوگ چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پہاڑی علاقوں پر رہنے والوں کے لئے شاید اس پہاڑی پر چلنا بہت آسان ہو، لیکن ہمارے لئے یہ مشکل مرحلہ تھا، خاص طور سے جب اوپر سے نیچے کی طرف دیکھتے تو ڈر لگتا

تھا کہ کہیں گر نہ جائیں، گرنے کی شکل میں بچنے کی کوئی امید نہیں تھی، اور راستہ بہت ہی تنگ تھا، بلکہ کہیں کہیں چلنا مشکل ہو رہا تھا، لیکن اس تصور میں گم چڑھے جا رہے تھے کہ رب العالمین کے محبوب پیغمبر رحمۃ للعالمین ﷺ کے قدموں کے نشان یہاں پڑے ہیں:

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ہم پہاڑ کی چوٹی پر غار ثور کے پاس پہنچے، غار میں داخل ہونے والوں کی لمبی لائن لگی تھی، اس لائن میں لگنے کے معنی دو گھنٹے کا انتظار تھا، اس لئے ہم پہاڑی کی چوٹی پر راستہ کاٹ کر غار کے اس سرے پر پہنچ گئے جہاں سے لوگ داخل ہو رہے تھے، اور چپکے سے غار کے منہ کے قریب لائن میں شامل ہو گئے، ہمارے قریب کچھ ایرانی اور پاکستانی تھے، انہوں نے بڑا شور مچایا کہ ہم لوگ دو گھنٹے کے انتظار کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔ اور آپ لوگ بغیر لائن کے داخل ہو گئے، لیکن ہم نے ان کی باتوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا، اور جلدی سے غار میں داخل ہو گئے، غار میں دو آدمی آرام سے رہ سکتے ہیں، بلکہ تین آدمیوں کی گنجائش ہے، غار سے نکلنے والے حصہ پر ''اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ، اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا'' پوری آیت لکھی ہوئی تھی۔

غار سے نکلنے کے بعد وہیں بیٹھ کر تھوڑی دیر آرام کیا، یہ وہ غار ہے جہاں نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پناہ گزیں تھے جان کا خطرہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کس طرح مدد کی۔ جبل ثور مدینہ کے راستہ میں نہیں ہے، آپ نے یہ جگہ قصداً قریش سے بچ نکلنے کے لئے منتخب کی تھی، یہاں ہم لوگ تھوڑی دیر بیٹھے رہے۔

کچھ دیر کے بعد ہم نے غار سے اترنا شروع کیا، اترنا آسان تھا، راستہ میں کمزور چڑھنے والوں کی ہمت افزائی کرتے رہے، ایک گھنٹہ میں ہم نیچے آ گئے، راستہ

میں کہیں آرام نہیں کیا، ٹیکسی لی اور سیدھے رہائش پر آ گئے، یہاں آ کر میں لیٹ گیا، ظہر کے وقت اٹھا غسل کیا، اور والدین سے ملنے چلا گیا۔ اماں کافی پریشان تھیں، سوچ رہی تھیں کہ غار حراء پر چڑھنے کے بعد کہیں میں بیمار نہ ہو گیا ہوں۔ کچھ وقت ان کے ساتھ گزارا، وہیں دوپہر کا کھانا بھی کھایا، اور عصر کی نماز کے بعد اپنے ہوٹل آ گیا۔

میں نے پیسے لئے، اور بچیوں کے لئے کچھ تحفے خریدنے چلا گیا، میں اکیلے خریداری نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن مجھے جلدی تھی، اب ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ اس لئے تنہا خریداری کی، کمرہ میں آیا، تھوڑی دیر کے لئے ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔

طواف

پونے چھ بجے وضو کر کے حرم شریف کی طرف چل پڑا، کعبہ کے سامنے مغرب کی نماز پڑھی، اور نماز کے بعد طواف میں کافی بھیڑ تھی، مشکل سے عشاء تک طواف مکمل کیا، طواف کی دو رکعتیں پڑھیں، اور عشاء کی نماز پڑھ کر رہائش کی طرف چل پڑا، راستہ میں کھانا کھایا، اور تقریباً نو بجے کے قریب کمرہ میں پہنچا اور ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔

ساتھی کھانے سے فارغ ہوئے تو میں، مشتاق صاحب اور صوفی حبیب صاحب تقریباً ساڑھے دس بجے چائے پینے کے لئے نکلے، چائے پی، اور تھوڑی سی خریداری کی، اب روانگی کا وقت قریب ہے، اس لئے کوشش ہے کہ سب کے لئے تحفے خرید لئے جائیں، خدا کا شکر ہے کہ مجموعی لحاظ سے میرا یہ سفر کامیاب ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ میری غلطیوں پر مواخذہ نہ فرما، سلامتی سے گھر والوں سے ملا اور اپنی مقدس سرزمین کی زیارت ہمیشہ میرے لئے مقدر فرما، مجھے اس سرزمین سے جو محبت ہے، یہ بھی تیرا عطیہ ہے، اے اللہ تیرے اس کرم کے واسطے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس سرزمین کی یہ آخری زیارت نہ ہو بلکہ بار بار یہاں آنا ہو، آمین۔

اس کے بعد ہم لوگ آئے، اور لیٹ گئے۔

مکہ مکرمہ میں آٹھواں دن

(20 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 21 فروری 2003ء بروز جمعہ)

آج تقریباً چار بجے اٹھے، ہوٹل میں پانی نہیں آ رہا تھا، اس لئے حرم شریف کے زیر زمین حمامات کی طرف چل پڑے، وہیں وضو کیا، اور باب العمرہ کے پاس فجر کی نماز پڑھی ارادہ تھا کہ باب العمرہ کے پاس جہاں مصاحف تقسیم ہوتے ہیں، وہاں سے کچھ مصحف لوں، لیکن جمعہ کی وجہ سے آج تقسیم کا کام بند تھا۔

حرم شریف سے نکل کر ایک مکتبہ کی سیر کی، لیکن کوئی کام کی چیز نہیں ملی، راستہ میں کچھ خریداری کرتا ہوا ہوٹل میں آ گیا، اور آرام کے لئے لیٹ گیا۔ اور تقریباً سوا دس بجے اٹھا۔ میں نے اٹھ کر اپنا سامان پیک کیا، چیزوں کو ترتیب سے رکھا، کتابیں چونکہ زیادہ ہیں، اس لئے بعض کم اہم کتابیں باہر رکھ دی ہیں۔ شاید ان کو چھوڑنا پڑے، میرے سامان کا وزن زیادہ ہو رہا ہے، جس کی فکر سوار ہے، اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے۔

جمعہ کی نماز و خطبہ

گیارہ بجے کے قریب غسل کے لئے گیا، سارے ساتھی تیار ہو کر بارہ بجے کے قریب جمعہ کی نماز کے لئے نکلے، ہم نے چونکہ دیر کر دی تھی، اس لئے حرم شریف میں جگہ پانے میں بڑی دشواری پیش آئی۔ تہہ خانہ میں بہ مشکل جگہ ملی، دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی، پھر سورۃ الکہف کی تلاوت کی، ساڑھے بارہ بجے کے قریب اذان ہوئی، دو رکعت سنت پڑھی، اس کے بعد امام صاحب نے خطبہ شروع کیا، آواز سے معمر معلوم ہو رہے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کی شان

خطبہ کے موضوع سے محسوس ہو رہا تھا کہ کسی شقی اور بد بخت نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، امام صاحب نے حضور اکرم ﷺ کی عظمت و

بلندی پر روشنی ڈالی، اور یہ بتایا کہ دنیا میں کتنے عظیم لوگ گزرے ہیں لیکن کسی کی زندگی کی تفصیلات اس طرح محفوظ نہیں جس طرح آپ ﷺ کی زندگی کی جزئیات محفوظ ہیں، یہاں تک کہ دشمنوں کو بھی اعتراف ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی سورج کی روشنی میں ہے۔ 150 امام صاحب نے ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی" اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی" اور ایک دوسری آیت میں

150 نبی اکرم ﷺ کے تاریخی پہلو، جامعیت، عملیت اور تکمیلی پہلو کے لئے اردو زبان میں سب سے اچھی کتاب مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی "خطبات مدارس" ہے یہاں اس کی وہ عبارت نقل کی جاتی ہے جو کسی وقت مقررین کو زبانی یاد ہوا کرتی تھی، سید صاحب فرماتے ہیں: "غرض ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو صرف محمد ﷺ کی سیرت ہے۔ اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درس گاہ کے معلم اقدس کو دیکھو، اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ و ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی کا اسوہ حسنہ تمہارے سامنے ہے، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدوجہد کا نظم ونسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم ونسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے کاروان کے سالار کی مثالیں ڈھونڈو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہ اور عائشہ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہ کے باپ اور حسن و حسین کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ اور تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور راہنمائی کا نور محمد رسول اللہ ﷺ کی جامعیت کبریٰ کے خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے" (خطبات مدارس 85-86)۔

موسیٰ علیہ وسلام نے فرمایا "رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ" اور حضور اکرم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ" حضور اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے کے بعد امام صاحب نے ان لوگوں کی شقاوت و محرومی پر افسوس کا اظہار کیا جو لوگ اس عظیم پیغمبر کی شان میں گستاخی کر کے خود کو لعنت الٰہی کا مستحق قرار دے رہے ہیں، امام صاحب نے بتایا کہ ہم مسلمان کبھی کسی قوم کے پیغمبر کی شان میں گستاخی نہیں کرتے۔ امام صاحب کی آواز بھرا گئی، پوری تقریر روتے ہوئے مکمل کی۔ صہیونی یہودیوں اور ان کے ہمنوا عیسائیوں کی خسیس حرکتوں کو واضح کیا، فرمایا کہ اس عظیم پیغمبر کی شان میں جو دریدہ دہنی کر رہے ہیں وہ ان کے سیاہ باطن کی آئینہ دار ہیں، خطبہ میں انہوں نے عقل سلیم اور عقلائے عالم سے اپیل کی کہ اس محسن اعظم ﷺ کے صحیح مقام کو سمجھیں۔ اور لوگوں کو اس طرح کی حرکتیں کرنے سے باز رکھیں، خطبہ کا اختتام بڑی مؤثر دعا پر کیا۔

بابا اصغر علی کی گمشدگی

نماز کے بعد ہوٹل لوٹے تو معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھی بابا اصغر علی جمعہ کی نماز پڑھ کر نہیں لوٹے، ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ راستہ بھول گئے، میں اور اشتیاق صاحب ان کو تلاش کرنے گئے حرم شریف کے اندر، باہر، مکتب ارشاد التائہین اور مختلف گلیوں میں ان کو تلاش کیا، لیکن پتہ نہیں چلا، عصر کی نماز پڑھ کر ہم دعا کرتے ہوئے گھر لوٹے، دیکھا تو وہ کمرہ میں موجود ہیں، معلوم ہوا کہ وہ کسی طرح معلم کے یہاں پہنچ گئے۔ اور معلم کے آدمی نے لا کر ان کو یہاں چھوڑا، ہم نے اطمینان کا سانس لیا۔

مغرب سے کچھ پہلے والدین سے ملاقات کے لئے گیا، مغرب کی نماز حرم شریف میں پڑھی، کچھ دیر والدین کے ساتھ گزار کر عشاء کی نماز حرم شریف کے تہہ خانہ میں پڑھی، نماز کے بعد کمرہ میں آیا، پھر میں اور مشتاق صاحب خریداری کے لئے نکل گئے اور تقریباً پونے گیارہ بجے لوٹے، اور آ کر سو گئے۔

مکہ مکرمہ میں نواں دن

(21ذی الحجہ 1423ھ مطابق 22فروری 2003ء بروز شنبہ)

آج صبح پانچ بجے کے قریب اٹھا، حرم شریف میں جا کر وضو کیا، اور تہہ خانہ میں کعبہ سے قریب نماز پڑھی، فجر کے بعد مطاف کی طرف بڑھا، سامنے مشتاق صاحب بھی طواف کے لئے جا رہے تھے، ملاقات ہوگئی، ہم لوگوں نے ساتھ طواف کیا، بہت ہجوم تھا، ہم خانہ کعبہ سے قریب ہو کر طواف کر رہے تھے۔ ایک بار رکن یمانی کو استلام کرنے کا بھی موقع ملا، اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرنے میں جو لذت ملتی ہے وہ بیان سے باہر ہے:

جب وہ جمال دل فروز، صورت مہر نیم روز

آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے میں منہ چھپائے کیوں

اللہ تعالیٰ اس گھر کے طواف کی بار بار توفیق نصیب فرمائے آمین طواف سے ہم پونے سات بجے کے قریب فارغ ہو گئے، مکروہ وقت تھا، اس لئے طواف کی دو رکعتیں نہیں پڑھیں، زمزم پی کر باہر چائے نوشی کی، تقریباً سوا سات بجے آ کر حرم شریف میں دو رکعت نماز پڑھی، نماز کے بعد ہم ہوٹل کی طرف نکلے، راستہ میں کچھ خریداری کی۔

آج مجھے جامعۃ ام القریٰ جانا تھا، اس لئے آ کر ڈاکٹر محمد السلمانی کو فون کیا کہ کیا ساتھ میں یونیورسٹی چلیں گے، ان کے یہاں کافی مہمان تھے، اس لئے انہیں نے مشورہ دیا کہ میں عزیز شمس صاحب کے ساتھ یونیورسٹی کی زیارت کروں، عزیز صاحب کو فون کیا، انہوں نے بتایا کہ وہ المکتبۃ المرکزیۃ کے قسم المخطوطات میں کام کرتے ہیں، میں دس بجے کے بعد ان سے وہیں ملاقات کروں۔ فون کر کے میں لیٹ گیا۔ تا کہ کچھ آرام کر لوں۔

جامعۃ ام القریٰ کی زیارت

ساڑھے نو بجے اٹھا، غسل کیا، اور شیروانی پہن کر تیار ہوا، حرم شریف میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی، مستشفیٰ اجیاد کے قریب سے ٹیکسی لی، اور تقریباً ساڑھے دس بجے یونیورسٹی پہنچا، یونیورسٹی عزیزیہ میں واقعہ ہے، یونیورسٹی کے سامنے متعدد مکتبات واقع ہیں، ان کے پاس سے گزرتا ہوا یونیورسٹی کے احاطہ میں داخل ہوا، بائیں ہاتھ پر لائبریری تھی، میں اوپر قسم المخطوطات کی طرف بڑھا، عزیز شمس صاحب میرا انتظار کر رہے تے، بہت خوش مزاج اور ہمدرد انسان نظر آئے الجامعۃ السلفیۃ بنارس سے فارغ ہو کر الجامعۃ الاسلامیۃ مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد جامعۃ ام القریٰ میں ماجستیر کی، اس وقت جامعۃ ام القریٰ کے قسم المخطوطات میں پارٹ ٹائم کام کرنے کے ساتھ اپنے تئیں بعض علمی و تحقیقی مشاغل میں لگے ہیں، ان کا اہم کارنامہ امام ابن تیمیہ کے غیر مطبوعہ رسالوں کی تحقیق و اشاعت ہے، جن کا ایک نسخہ مجھے ہدیہ کیا۔

عزیز شمس صاحب کے ساتھ جامعہ کے باہر کچھ مکتبات میں گیا، ایک مکتبہ میں مجھے ''الاعلام بما وقع فی المشتبہ للذہبی من الاوہام'' (للحافظ ابن ناصر الدین الدمشقی) مل گئی، بیس ریال میں خریدی، مکتبات کی سیر کے بعد یونیورسٹی کے کینٹین میں چائے پی، اور پھر ہم لوگ المکتبۃ المرکزیۃ میں آ گئے۔

میرے سامنے ڈسک پر ''دلیل الرسائل الجامعیۃ'' تھی، حدیث کی فہرست دیکھی تو ''الملخصیات'' پر دو رسالے نظر آئے، ان کو نکلوایا، دونوں میں سماعات کافی تھے، جن سے بڑی خوشی ہوئی، ان کی فوٹو کاپی کروائی، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد عزیز صاحب مجھے اپنے گھر لے گئے، ان کی ذاتی لائبریری کافی بڑی اور گوناگوں کتابوں پر مشتمل ہے، ان کی اپنی تصنیفات کافی تھیں، ان میں سے کچھ انہوں نے ہدیہ کیں، جن میں مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ''رد الاشراک'' بھی تھی، یہ قیمتی کتاب ہے جو

مجھے مولانا شہید کی سیرت کی ترتیب میں مدد دے گی، ان کے پاس مولانا نذیر حسین محدث دہلوی کی ثبت "الجزء اللطیف فی المکتوب الشریف" اور "الوجازۃ فی الاجازۃ" بھی تھی، ان کے علاوہ یہاں استدراک عائشہؓ پر ایک نادر کتاب مل گئی، ان تینوں کتابوں کو فوٹو کرانے کے لئے لیا، اور ہم لوگ دوبارہ یونیورسٹی آئے۔

یونیورسٹی میں ظہر کی نماز ادا کی، اس کے بعد فوٹو کاپی کی دکان پر آئے اور مذکورہ بالا کتابیں فوٹو کرنے کے لئے دیں، یہ معلوم ہوا تھا کہ یونیورسٹی میں کچھ طلبہ ندوہ کے ہیں، ان سے ملنے کی خواہش ہوئی، سکن الطلبۃ میں گئے، بہ مشکل نیپال کے ایک ندوی طالبعلم عبداللہ سے ملاقات ہوئی، وہ اس وقت سو رہے تھے، آئے، سلام کیا۔ میں نے ان سے آرام کے لئے کہا، اور جگانے پر معذرت ظاہر کی، اور پھر طے ہوا کہ ہم مغرب کی نماز کے بعد باب الملک عبدالعزیز کے سامنے ملیں گے۔ وہاں سے فارغ ہو کر فوٹو سٹیٹ کی دکان پر آئے۔ کتابوں کے فوٹو مکمل ہو چکے تھے۔ اب میں عزیز صاحب کی گاڑی پر سیدھا حرم شریف کی طرف لوٹا، اور وہاں سے اپنی رہائش کی طرف۔

عزیز شمس صاحب سے میں کافی متاثر ہوا، ماشاء اللہ علمی و تحقیقی ذہن ہے، سلفی المذہب ہیں، لیکن ذہن و فکر میں وسعت ہے، اور اصول و فروع کے مابین تفریق کے سلسلہ میں ندوی معلوم ہوتے ہیں، طبیعت ان سے مانوس ہوئی، بلکہ دوستی ہوگئی، اور امید ہے کہ ان سے علمی تعلق و تعاون انشاء اللہ برقرار رہے گا۔

رہائش پر پہنچا تو ساتھی کھانا کھا رہے تھے، اشتیاق صاحب نے شکایت کی کہ میں اکثر غائب رہتا ہوں اور ان کے ساتھ کھانے میں کبھی شریک نہیں ہوتا، ان کے کہنے پر کھانے میں شریک ہوگیا، کچھ گفتگو ہوتی رہی، کھانے سے فارغ ہو کر عصر تک ہم لیٹے رہے۔

عصر کی نماز کے لئے حرم شریف گئے، مسجد حرام شریف میں دارالعلوم لندن کے

اکاؤنٹینٹ سے ملاقات ہوئی وہ بھی حج پر آئے ہوئے تھے۔ بڑے اچھے آدمی ہیں، دارالعلوم لندن میں وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے بے تکلفی کے ساتھ گفتگو ہوتی ہے۔

واپسی کی تیاری

عصر کی نماز کے بعد ہم نے چائے پی، جس کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ کل ساڑھے دس بجے بس پر سامان لاد دینا ہے اور ساڑھے بارہ بجے کے قریب ہمیں نکل جانا ہے، ہمیں اتنی جلدی کا اندازہ نہیں تھا، چائے پی کر فورا والدین کے پاس گیا، تاکہ ان کو اس کی خبر کردوں، اور وہاں سے زمزم کے پانی کا ڈبہ لے آؤں۔ تقریباً پانچ بجے پہنچا، وہاں تمام سامانوں پر ابا کا نام اور پتہ لکھا، اور پھر زمزم کے پانی کا ڈبہ لے کر ساڑھے پانچ بجے رہائش پر پہنچا۔ اور وضو کر کے مشتاق صاحب اور اشتیاق صاحب کے ساتھ مغرب کی نماز کے لئے نکلا۔ مغرب کے بعد مشتاق صاحب و اشتیاق صاحب نے مشورہ دیا کہ بابا اصغر علی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ انہیں ہسپتال لا کر دکھایا جائے، ورنہ ان کے لئے طواف وداع مشکل ہوگا، اور پھر کل سفر بھی ہے، مجھے مغرب بعد عبداللہ ندوی نیپالی سے ملنا تھا، اس لئے میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ بابا کو ہسپتال لے کر آئیں، میں وہیں ملوں گا۔

عبداللہ ندوی

میں باب الملک عبدالعزیز کے قریب پہنچا تو عبداللہ ندوی نیپالی کو منتظر پایا، ہم وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، عبداللہ صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ابوالبقاء نیپالی ندوی کے لئے پیغام چھوڑ دیا ہے، ہوسکتا ہے وہ بھی پہنچیں، اس لئے ہم وہیں انتظار میں بیٹھ گئے، عبداللہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبید حسنی بھی یہیں ہیں، اور انہوں نے مجھے شارع ابراہیم الخلیل پر ایک بار دیکھا تھا، اور وہ عشاء کے بعد یہیں ملیں گے۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ عبید سے ملاقات ہو جائے گی، ندوہ میں میرے بے تکلف
دوستوں میں سے تھے ہم نے کچھ دیر ابوالبقاء کا انتظار کیا، لیکن وہ نہیں ملے، وہاں سے
ہم مستشفیٰ اجیاد چل پڑے۔ لیکن ابھی تک ہمارے ساتھی وہاں نہیں پہنچے تھے، ایک
طرف ہم چائے پینے چلے گئے۔ چائے پی کر فارغ ہوئے تو دوبارہ مستشفیٰ آئے۔
اب ہمارے ساتھی ہسپتال میں جاتے ہوئے نظر آئے، میں نے ان کا تعاون کیا۔ اور
بمشکل مریض کو ایمرجنسی وارڈ میں داخل کرنے میں کامیاب ہوا۔ عشاء کی نماز حرم
شریف میں پڑھ کر پھر ہسپتال آ گئے۔

عبید حسنی ندوی

ہم ہسپتال کے سامنے کھڑے تھے کہ عبید حسنی نظر آئے، بڑی گرمجوشی سے
معانقہ ہوا بہت خوشی ہوئی، اور پچھلی یادیں تازہ ہو گئیں، ہم چونکہ مریض کے ساتھ تھے
اس لئے کہیں جا نہیں سکتے تھے، مجبوراً وہیں بیٹھ گئے، اور باتیں کرنے لگے، عبداللہ
نیپالی بھی وہیں آ گئے، عبید بھائی نے آم کے جوس منگوائے اور ہماری خاطر کی، یہ تھوڑا
سا وقت ندوہ کی گزشتہ یادوں کی سیر میں بسر ہو گیا، سوا نو بجے کے قریب ان سے
اجازت لی اور بابا علی اصغر کو طواف وداع کرانے کے لئے چل پڑے، دس بجے کے
قریب طواف، اور طواف کی دونوں رکعتوں کی ادائیگی سے فارغ ہو گئے، راستہ میں
ایک جگہ میں نے قرآن کریم کی آیتوں سے منقش فریم خریدے، اور رہائش پر
آ گئے، اس کے بعد میں اور مشتاق صاحب کھانے کے لئے نکلے۔

تقریباً گیارہ بجے لوٹے تھے کہ مریم کا فون آ گیا۔ گھر والوں کو اپنی واپسی
کے پروگرام کی خبر کی، اللہ تعالیٰ خیر و برکت کا معاملہ فرمائے اچھی طرح سب سے
ملائے اور بار بار اپنی مقدس سرزمین کی زیارت نصیب فرمائے۔ سونے سے پہلے اپنا
سامان سیٹ کیا، اور کچھ دیر تک ڈائری لکھی۔

مکہ مکرمہ میں دسواں دن

(22 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 23 فروری 2003ء، بروز یکشنبہ)

آج صبح دیر سے تقریباً سوا پانچ بجے اٹھا، غسل کیا، نماز پڑھی، اور ڈائری لکھنے بیٹھ
گیا، آج یہاں سے روانگی ہے، اور سوا سات بجے طواف وداع کرنے کے لئے نکلنا ہے:

ع　روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

سات بجے کے قریب میں نے وضو کیا اور حرم شریف کی طرف چل پڑا،
باب الملک عبدالعزیز کے پاس والدین سے ملاقات ہوئی، اور تقریباً سات بجکر
چالیس منٹ پر ہم نے طواف شروع کیا، ہجوم اب بھی تھا، لیکن مطاف کے کنارے
آسانی سے طواف ہو سکتا تھا۔

طواف وداع

ہم نے آہستہ آہستہ طواف شروع کیا، مجھ پر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا
غلبہ تھا کہ اس نے اپنے گھر کی زیارت کی توفیق بخشی، اور ہم مسلمانوں کو کعبہ کا عطیہ
دے کر اپنے بے شمار احسانات کا کتنا عظیم دروازہ کھول دیا، طواف کے دوران شکر و حمد
کے جذبات سے لبریز میں نے یہ کلمات کثرت سے کہے: **"سبحان اللہ وبحمدہ
عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ"** جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے انعام میں اضافہ کرتا ہے، اے خداوند قدوس ہم تیرے شکر
گزار اور حمد خواں ہیں۔ ہمیں اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کا اعتراف ہے، ہمیں یقین
ہے کہ اگر تیری توفیق شامل نہ ہوتی تو ہم حج و زیارت سے عاجز و بے بس ہوتے:

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر　نہ گریۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

اے رحمٰن و رحیم جس طرح تو نے محض اپنے فضل و کرم سے حج کی توفیق دی

ہے، اسی طرح محض اپنے فضل وکرم سے اسے قبول فرما، اور بار بار اس سعادت سے نواز، طواف کے دوران یہ دعا بھی کی کہ اے اللہ تعالیٰ خیر وعافیت کے ساتھ ہمیں اپنے وطنوں کو لوٹا، اور ہمیں ان نعمتوں اور مرادوں کا حاصل کرنے والا بنا جو اس گھر کی زیارت سے وابستہ ہیں، بیت اللہ شریف کی نعمت مسلمانوں کے لئے کتنی عظیم نعمت ہے۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد مطاف میں دو رکعت نماز پڑھی، اور اچھی طرح دعا کی، اللھم انی عبدک، وابن عبدک، وابن امتک، حملتنی علی ماسخرت لی من خلقک، وسترتنی فی بلادک، حتی بلغتنی، بنعمتک، الی بیتک، واعنتنی علی اداء نسکی، فان کنت رضیت عنی فازددعنی رضا، والا فمن الآن فارض عنی قبل ان تنأی عن بیتک داری، فھذا اوان انصرافی ان اذنت لی غیر مستبدل بک ولا بیتک، ولا راغب عنک، ولا عن بیتک، اللھم فاصحبنی العافیة فی بدنی، والصحة فی جسمی، والعصمة فی دینی، واحسن منقلبی، وارزقنی طاعتک مابقیتنی، واجمع لی بین خیری الدنیا والآخرة، انک علی کل شیء قدیر .151

طواف سے فارغ ہونے کے بعد حرم شریف کے اندر ہی زمزم کا پانی پیا، اور والدین کے ساتھ ان کی رہائش کی طرف چل پڑا، چونکہ دس بجے میری بس پہنچ جائے گی اس لئے اس سے پہلے مجھے ان سے رخصت ہونا ہے، راستہ میں ایک جگہ سے ناشتہ کا سامان لیا، اور ان کی رہائش پر پہنچ کر ان کے ساتھ ناشتہ کیا، اور تقریباً سوا نو بجے ان سے رخصت ہو کر ہوٹل کی طرف چل پڑا۔ یہاں پہنچا تو دیکھا ہمارا سامان نیچے اتارا جا رہا ہے، خدا کا شکر ہے کہ ہر کام وقت پر ہو رہا ہے۔ اے اللہ خیر وعافیت کے ساتھ آکسفورڈ پہنچا، اور خیر وعافیت کے ساتھ اہل وعیال سے ملا، راستہ کی تمام تکلیفوں و زحمتوں سے بچا، اور کثرت سے اپنے گھر کی زیارت کی توفیق عطا فرما۔

151. مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت اس دعاء کا پڑھنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ (فقہ السنۃ 629/1)۔

جدہ روانگی

ساڑھے دس بجے کے قریب ہم بس پر سوار ہوئے، سارے مسافرین کو بیٹھنے میں کچھ دیر لگی، تقریباً ساڑھے گیارہ بجے بس روانہ ہوئی، اور معلم کے دفتر کے پاس آ کر رک گئی، سب کے پاسپورٹ چک کئے گئے، دو حاجیوں کے پاسپورٹ نہیں مل رہے تھے، ان کی تلاش میں کافی دیر لگ گئی، دو بجے کے قریب بس وہاں سے چلی:

ع — ھجرت وطیف خیا لھا لم یھجر

بس جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئی تو اس عظیم شہر کے بام ودر پر چشم حسرت پڑی۔

اذا قربت دار کلفت وان نات — اسفت فلا بالقرب اسلو ولا بالبعد
تمتع من شمیم عرار نجد — فما بعد العشیة من عرار
اٹھ کر تو آگئے ھیں تیری بزم سے مگر — کچھ دل ھی جانتا ھے کس دل سے آئے ھیں

یہ وہ شہر ہے جہاں ہر وقت فرشتوں کی موجودگی اور رحمت الٰہی کے نزول کی وجہ سے انسانوں کو وہ فیض حاصل ہوتا ہے، جو کسی اور شہر میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کی برکات سے ہمیں وافر حصہ عطا کرے۔ مجھ پر یہ احساس غالب رہا کہ شہنشاہ کے دربار سے لوگ خوش وخرم اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں، ان کو وہ عطیے ملتے ہیں جن سے وہ اور ان کا پورا خاندان خوش رہتا ہے، ہم شہنشاہوں کے شہنشاہ رب العالمین کے دربار سے لوٹ رہے ہیں جس کے عطیات کی کوئی حد نہیں ہے، اس کی رحمت بے پایاں سے پوری امید ہے کہ ہم ان تمام برکتوں کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹیں گے، جن کا اس نے اپنے گھر کے زائرین کے لئے وعدہ کر رکھا ہے، اور ہم اس حال میں اپنے گھروں کو واپس ہوں گے کہ ہمارے گھر کے لوگ ہماری خوشیوں میں شریک اور برکتوں کے ساجھی دار ہوں گے۔

حج ٹرمینل

ہم سوا تین بجے جدہ کے حج ٹرمینل پر پہنچے، حج ٹرمینل ایک چھوٹا شہر ہے، ہر قسم کے بازار، کھانے کے ہوٹل، چائے خانے، بینک، مسجد بھی کچھ یہاں موجود ہے، ہمیں یہاں پر سوا بارہ بجے تک رکھنا ہے، حج ٹرمینل پر ہم نے وضو کیا، اور مصلیٰ میں میں نے قصراً جمعاً ظہر و عصر کی نماز پڑھائی، اور یہیں پر انشاء اللہ مغرب و عشاء کی نماز پڑھیں گے، میں نے وقت غنیمت سمجھا اور آکسفورڈ فون کیا، گھر اطلاع کر دی کہ ہم لوگ جدہ پہنچ گئے ہیں، اور واپسی کا پروگرام بتایا، اللہ تعالیٰ خیر و برکت کے ساتھ واپسی مقدر فرمائے۔

یہاں ہمیں بتایا گیا کہ زمزم کے ڈبوں کو سیل کرانا ضروری ہے، ہم نے لائن میں لگ کر آکسفورڈ کے تمام حاجیوں کے زمزم کے ڈبے سیل کروائے، میری کتابوں کا بیگ ڈھیلا ہو گیا تھا، اسے بھی ایک نوجوان حاجی کے ذریعہ مضبوطی سے بندھوایا، یہاں چائے پی، اور اس کے بعد اپنے سامان کی طرف آ گئے، تھوڑی دیر ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد مشتاق صاحب کو کھانے کی خواہش ہوئی، آج میں نے ناشتہ میں پراٹھا کھایا تھا، ڈر ہے کہ پیٹ میں تکلیف نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ کسی بھی بیماری سے محفوظ فرمائے، مشتاق صاحب کے ساتھ ریسٹوران گیا، ان کے مسلسل اصرار پر کچھ ان کے ساتھ کھا لیا، اس کے بعد سامان کے پاس آکر ڈائری لکھنے میں مصروف ہو گیا۔

مغرب کی اذان ہوئی تو ہم نے جماعت سے نماز پڑھی، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد ہی ہم نے جماعت سے اپنی عشاء کی نماز پڑھی، اس کے بعد ہم ادھر ادھر ٹہلتے رہے کہ چک ان ہو اور ہم جہاز پر سوار ہوں، لیکن ایرلائنز والوں نے بورڈنگ کارڈ تیار کرنے میں بہت دیر لگا دی، چک ان کے لئے چلنا ہے، کچھ دور چلے ہوں گے کہ پھر رکاوٹ پیدا ہو گئی، ایک گھنٹہ کے بعد ہمیں بتایا گیا کہ گیٹ نمبر 14 پر

ہماری چک ان ہے، بہ مشکل سامانوں کے ساتھ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ گیٹ نمبر 1 پر جانا ہے، اس کی طرف چل پڑے تو راستہ میں خبر دی گئی کہ ابھی ہمیں انتظار کرنا ہے، کیونکہ کوئی اور فلائٹ گیٹ نمبر 1 سے روانہ ہونے والی ہے۔

جدہ سے روانگی

رات کے ایک بجے کے بعد چک ان شروع ہوئی، ایک خوشی کی بات یہ ہوئی کہ سامانوں کے وزن پر کوئی پابندی نہیں تھی، اس طرح میری ساری کتابیں اندر آ گئیں، جدہ کے وقت سے تقریباً تین بجے ہم روانہ ہوئے، جہاز مدینہ منورہ (علی صاحبھا الصلاۃ والسلام) کے راستہ سے دمشق روانہ ہوا۔ جہاز کے اڑتے ہی مجھے نیند آ گئی، پھر راستہ میں کھانا دیا گیا، کھانے کے بعد پھر میں سو گیا، اترنے سے پہلے اعلان ہوا کہ لندن کے مسافر جہاز پر بیٹھے رہیں، یہی جہاز لندن جائے گا، جس سے ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ ہم بارہ گھنٹے پہلے لندن پہنچ جائیں گے، جہاز رکا اور بار بار یہ اعلان ہوتا رہا، اچانک اعلان تبدیل ہوا کہ تمام مسافرین کو اترنا ہوگا۔ مجھے اس اعلان سے بھی خوشی ہوئی، کیونکہ اب ہم اتر کر فجر کی نماز اچھی طرح پڑھ سکیں گے، یہاں کے وقت سے سوا چار بجے ہم اترے، فوراً وضو کیا، ابھی فجر کی نماز کا وقت داخل نہیں ہوا تھا، ایرپورٹ اتھارٹی سے بات کی گئی کہ وہ ہمیں ہوٹل فراہم کریں، مگر وہ کسی طرح رضامند نہ ہوئے، ایرپورٹ کے مصلیٰ پر تہجد کی نماز پڑھی۔

دمشق ایرپورٹ پر

(23 ذی الحجہ 1423ھ مطابق 24 فروری 2003ء بروز دوشنبہ)

دمشق ایرپورٹ کے مصلیٰ میں میں نے پانچ بجے فجر کی نماز جماعت سے پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر ٹہلتے رہے، یہ اندازہ ہو گیا کہ ہماری فلائٹ مقررہ وقت یعنی شام کو تین بجکر پانچ منٹ پر ہی روانہ ہوگی، اس لئے مصلیٰ کے اندر سونے چلا گیا، فوراً نیند آ گئی۔ درمیان میں کبھی کبھی نیند کھلتی رہی، لیکن پھر بھی اچھی طرح سویا، اور تقریباً ساڑھے نو بجے اٹھا، ساتھی پریشان تھے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم سے حج کے دوران یقیناً بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں، اس طرح کی پریشانیاں ایسی غلطیوں کے لئے کفارہ ہیں، بعض ساتھیوں نے دمشق پر تنقید شروع کر دی جو مجھے پسند نہیں آئی، اس شہر اور بلاد شام کے فضائل ان کو سنائے۔

اب ہمیں ناشتہ کی فکر تھی، ایرپورٹ کے ریسٹوران میں ایک چائے نو یا دس ریال کی مل رہی تھی، مشتاق صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں ایرپورٹ اتھارٹی سے بات کروں کہ مسافرین کو ناشتہ فراہم کریں، میں گیا، اور ڈسک پر ایک مرد سے بات کی، اس نے ایک خاتون کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے بات کروں، میں نے بات کی کہ ہم رات میں یہاں پہنچے ہیں، ہم سے کہا گیا تھا کہ ہمیں ہوٹل فراہم کیا جائے گا، اس کے آثار تو نظر نہیں آ رہے ہیں، کم از کم ناشتہ کا تو انتظام کریں، ہمارے ساتھ ایک سو بیالیس مسافر لندن جانے والے ہیں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، میں بات کرتی ہوں، مختلف فون کرنے کے بعد اس نے بتایا کہ ایک گھنٹہ میں ناشتہ آ جائے گا، خدا کا شکر ہے کہ یہاں تک ہم کامیاب رہے، میں نے اس وقت کو غنیمت سمجھا، اور ڈائری لکھنے بیٹھ گیا۔ اب ناشتہ کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔

دمشق کی سرزمین سے مجھے بہت محبت ہے، خواہش ہے کہ کسی وقت موقع ملے تو یہاں کی زیارت کروں، اس جگہ کی تاریخی اہمیت وتقدس کے علاوہ یہاں میرے بہت سے دوست ہیں، اور یہاں اب بھی متعدد مسندین موجود ہیں جن سے اجازت لی جا سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اس آرزو کی تکمیل کا سامان پیدا کرے، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ.

آج ہمارے سفر حج کا آخری دن ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ آج شام کو آکسفورڈ پہنچ جائیں گے، اہل وعیال سے یہ طویل جدائی ہے، اللہ تعالیٰ خیر و برکت کے ساتھ ملاقات کرائے، اس وقت لندن میں پونے نو بج رہے ہوں گے، بچے اسکول چلے گئے ہوں گے، وہ کئی روز سے آج میری آمد کی بات کر رہے ہوں گے۔ آج شام کو سکول سے گھر کو لوٹیں گے تو انتظار میں وقت گزاریں گے، مریم وفاطمہ کی بے چینی تو دیدنی ہوگی، اللہ تعالیٰ خیر وعافیت کے ساتھ اہل وعیال سے ملائے۔

ناشتہ آنے میں دیر ہوتی گئی، اور ساتھیوں کی بے چینی میں اضافہ ہوتا رہا کئی بار کی یاد دہانی کے بعد تقریباً ساڑھے بارہ بجے کھانا آیا، کھانے سے کچھ طبیعت بہتر ہوئی۔

یہاں سے ہماری فلائٹ تین بجکر پانچ منٹ پر ہے ابھی ہم نے ظہر وعصر کی نمازیں جماعت سے قصراً وجمعاً پڑھی ہیں، ہم سوچ رہے تھے کہ اتنی دیر تک ایرپوٹ پر ٹھرنا ہوا۔ اگر دمشق کی زیارت کی کوئی سبیل نکل آتی تو کتنا اچھا ہوتا، سرزمین شام اور یہاں کے باشندوں سے مجھے جو محبت ہے اس کی وجہ سے یہاں کی زیارت کا شوق عرصہ دراز سے ہے۔

آکسفورڈ آمد

ہم نے دمشق ایرپورٹ پر ظہر وعصر کی نماز پڑھی، کچھ دیر کے بعد وقت پر فلائٹ روانہ ہوئی، برطانیہ کے وقت سے تقریباً سات بجے ہم ہیتھرو ایرپورٹ پر پہنچ گئے

تھکان، نیند کے غلبہ اور گھر والوں سے ملنے کی خواہش کی وجہ سے ہم چاہتے تھے کہ کتنی جلدی آکسفورڈ کے لئے روانہ ہو جائیں، امیگریشن اور کسٹم سے فارغ ہونے کے بعد ہم باہر نکلے تو آکسفورڈ کے بہت سے لوگ ہمارا انتظار کر رہے تھے، مشتاق صاحب کا گھرانہ کافی بڑا ہے کئی گاڑیوں پر لوگ آئے ہوئے تھے، سب سے ملکر بڑی خوشی ہوئی۔

مختلف گاڑیوں میں سوار ہو کر ہم ایرپورٹ سے نکلے، میں اپنے محترم دوست الطاف صاحب کی گاڑی سے آکسفورڈ آیا، راستہ میں حج کی بعض تفصیلات کے متعلق بات ہوتی رہی، نو بجے کے قریب آکسفورڈ پہنچے، گھر میں سب کو منتظر پایا۔

آئبون، تائبون، عابدون، سائحون، لربنا حامدون

سارے مراحل نگاہوں کے سامنے ہیں، حرم و اہل حرم سے دور ہوں، لیکن وہاں کی یادیں، وہاں کی باتیں، اور وہ جذبات میرا سرمایہ حیات:

اودعکم واودعکم جنانی　　　وانثر عبرتی نثر الجمان

وقلبی لایریدلکم فراقا　　　ولکن ھذا حکم الزمان

جمالک فی عینی وحبک فی قلبی　　　وذکرک فی فمی فاین تغیب

جہاں خوشبو ہی خوشبو تھی جہاں نغمے ہی نغمے تھے

وہ گلشن اور یاران غزل خواں یاد آتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی نبیہ الکریم، وعلی آلہ واصحبہ اجمعین، ومن تبعھم الی یوم الدین۔